

دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اردو میگزین
معیار، مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاندار اسال

بانی مجید لکھنوی مرحوم چیف ایڈیٹر رمیزہ مجید لکھنوی

ہر عمر کے بچوں کیلئے
ماہنامہ پھول
لاہور
ایڈیٹر محمد شعیب مرزا

اکتوبر 2017ء

اشاعت کا
325
مالِ اہیہ

نوائے وقت



پاکستان کے پہلے وزیر اعظم
لیاقت علی خان



پاکستان سے محبت کرو
پاکستان کی تعمیر کرو
حکیم فرید صبیحہ



”اللہ دافقر“
اللہ کو پیارا ہو گیا

قیمت صرف 25 روپے

معروف ادیبوں کی دلچسپ کہانیاں اور نظمیں

رنگارنگ سلسلے اور انعامات کی برسات

www.pakistanipoint.com

PPP

میراث نام..... ہے

اور یہ میرا پیارا پھول ہے
اسے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ
* نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو۔
* آج کا ہوم ورک مکمل ہو گیا ہو۔
* ابوائی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

بانی: محمد نظامی مرحوم
چیف ایڈیٹر: میرزا محمد نظامی
ایڈیٹر: محمد شعیب مرزا

اکتوبر 2017ء

ماہنامہ پھول

سب ایڈیٹر: تہذین طاہر

ڈیزائنر: سدرہ امبرین یونس

آرٹ ایڈیٹر: شعیب قادر

پھول کی اداس سب سے جدا

سورق نرالا ہے انداز ہمارا..... عمار خان۔ لاہور

انتساب

”اللہ وافقیہ“ عکاس حرمین شریفین

عظمت شیخ عبدالعزیز

کے نام

جنہوں نے

حرمین شریفین کی خوبصورت تصاویر بنا کر

مسلمانوں کی دلی و روحانی تسکین کا

موقع فراہم کیا۔

36	محمد شعیب مرزا	☆ عفت شیخ
39	ایملا طالب	☆ جنت کا شہزادہ
40	شیرازیہ	☆ آنکھ اور خواب
41	☆ پھول فورم
42	☆ پھول اخبار
44	محرزیاہ	☆ مسکرائیں
46	☆ کوہن
47	تہذین طاہر	☆ صفحہ بتائیے
48	☆ نرالا ہے انداز ہمارا
50	محمد شعیب مرزا	☆ سلام
51	مدہ جہیں ملک	☆ ایک لڑکا
52	مڈر مرزا	☆ پھول کتاب گھر
54	ڈاکٹر فوزیہ سعید	☆ مایوسی گناہ ہے
55	شاما کریم	☆ خواہش ناتمام
56	☆ کھٹے میٹھے خطوط
60	عشرت جہاں	☆ حوصلہ کی جیت
61	علیم نظامی	☆ قاضی حسین احمد
62	منزوا کریم	☆ شعیب مرزا کی کتابیں
63	مرزا حسین بیگ	☆ استاذ قوم کے معمار
64	انجم مڈر	☆ تیرے بیٹے تیرے چاہناز
65	نورالین	☆ کچھ یادیں کچھ باتیں
66	محبت اللہ	☆ ہری مرچیں
67	فرحان اشرف	☆ پھول انسائیکلو پیڈیا
68	دقار قریشی	☆ گلشن کا تحفہ
70	☆ زبردست جملہ

پھول رنگ

6	محمد صالح	☆ حمد و نعت، کرنیں
7	☆ ادارہ
8	سمیل رضا تارڑ	☆ عظمت امام حسین
10	ڈاکٹر عبدالصویر چشتی	☆ لیاقت ملی خان
11	نذیر انبالوی	☆ پراٹھا اور چادر
13	عائشہ طارق	☆ برائے مسلمانوں کی پکار
14	سلیمان یوسف	☆ حکیم محمد سعید شہید
16	نورین طلعت مردہ	☆ آلودگی مردہ باد
17	ارم شائستہ	☆ پیلے دوزخ اعظم
18	اختر سردار چودھری	☆ اساتذہ کا عالمی دن
20	اختر علی ظفر	☆ پاکستان بننے دیکھا
21	رشید آفرین + چادیہ فاضل	☆ نقبیں
22	ساجد انور ملک	☆ سائنس کی دنیا
23	☆ آنکھوں کی دنیا
24	چودھری اسد اللہ	☆ آئینہ کے واقعات
25	خورشید گوہر قلم	☆ خطاطی و رسکاپ
26	روبینہ ناز	☆ نئی لڑکی
27	☆ پھول آرٹ گیلری
28	فریدہ گوہر	☆ عدا کے دعوت
30	فرحان کریم	☆ کہکشاں
32	عثمان طفیل	☆ ایک یادگار دن
34	شانزہ	☆ بچا کرے

ماہنامہ ”پھول“ نے رسائل کی دنیا میں نئی روایت کا آغاز کیا ہے۔ ہر ماہ کی مناسبت سے ”پھول“ کا انتساب مختلف اہم شخصیات کے نام کیا جاتا ہے تاکہ اپنے قوی محسنوں کو خراج عقیدت پیش کیا جاسکے۔

http://www.phool.com.pk
shoaibmirza.phool@gmail.com

23- لکھنؤ، لاہور۔ پاکستان۔ فون نمبر: 111-123-540 36307141
36367616-36367583: فکس EXT-347 EXT-208 ایمل: 36314099

برائے معلومات سالانہ خریداری

سرکیشن نمبر گرپ 042-36367573

email: n.w.circulation@gmail.com

اظہارِ شہادت

سالانہ 2800/- روپے - ششماہی 1430/- روپے

امریکا آسٹریلیا کیڈز نیوزی لینڈ

سالانہ 5700/- روپے 55 ڈالر ششماہی 2850/- روپے 28 ڈالر

قیمت شمارہ صرف 25 روپے

بانی: میرزا محمد نظامی

سالانہ 5184/- روپے 50 ڈالر ششماہی 2800/- روپے 25 ڈالر

پاکستان میں بذریعہ جرنل

سالانہ خریداری 780/- روپے

ششماہی 400/- روپے

چیف ایڈیٹر: پرنسپل میجر میجر محمد نظامی نے عدا کے ملت پرپس سے چھوڑ کر دفتر روزنامہ لوائے وقت لاہور سے شائع کیا

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع
جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اماریہ

ہے اور آخرت میں اس کا بہت اجر ہے۔ لیکن ہوس اور لالچ میں نقصان ہی نقصان ہے۔ دنیاوی نقصان بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور اولیاء کرامؓ نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور مخلوق خدا کی خدمت کو پیش نظر رکھا۔ قائد اعظمؒ نے اپنا مال اسباب پاکستان کے مختلف اداروں کو دے دیا۔ نواب خاندان سے تعلق رکھنے والے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت لیاقت علی خان نے پاکستان کی خدمت کی لیکن کوئی بدعنوانی نہیں کی۔ وہ اپنا آرام و آسائش چھوڑ کر غریب عوام کی حالت بہتر بنانے میں مصروف رہے۔ وفات کے وقت ان کے پاس صرف چند روپے تھے۔ شہید پاکستان حکیم محمد سعیدؒ نے پاکستان کے لئے بہت سے ادارے بنائے۔ انہوں نے اپنے ادارے ہمدرد لیبارٹریز کو پاکستان کے لئے وقف کر دیا۔ ان کے تعلیمی، طبی و سماجی ادارے آج بھی ان کی صاحبزادی محترمہ سعیدہ راشد کی نگرانی میں مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے کئی حکمران، سیاستدان بڑے بڑے افسر بدعنوانوں میں مصروف ہو گئے۔ عوام کی خدمت کے بجائے لوٹ مار کرنے لگے ایسے لوگ دنیا میں بھی رسوا ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ آئیے! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو نیک، ایماندار اور خدمت خلق سے سرشار رہنما عطا فرمائے۔ آپ خود بھی نیک اور ایماندار بنیں اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہوں کیونکہ کل آپ نے ہی پاکستان کے ادارے اور قیادت سنبھالی ہے۔

واقعہ کربلا ہمیں درس دیتا ہے کہ ہم اسلام کے فروغ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ اپنی جان قربان کرنی پڑے تو وہ بھی کر دیں کہ آخرا یک دن مرنا تو ہے ہی تو کیوں نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دی جائے۔ ☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پھر ملیں گے
محمد شعیب مرزا
آپ کے ایڈیٹر بمبیا

ایک شخص بڑا نیک اور سخی تھا۔ اس کا ایک باغ تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو ہمیشہ ادا کرتا تھا۔ اس باغ کی پیداوار میں سے اپنے بال بچوں اور باغ کے خرچ نکال کر باقی پیداوار کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر ڈالتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں بڑی برکت دے رکھی تھی۔ اس کے انتقال کے بعد جب اس باغ کی وارث اس کی اولاد ہوئی تو باپ کے اس خرچ کا حساب کیا تو بہت ٹھہرا۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ حقیقت میں ہمارا باپ بڑا ہی اور نادان تھا جو اتنی بڑی رقم غریبوں اور مسکینوں کو بلا وجہ دے دیا کرتا تھا۔ لہذا ہم ان غریبوں کے حق کو روکیں اور ان کو کچھ نہ دیں تو ہمارے پاس بہت مال جمع ہو جائے گا اور ہم سب مال دار ہو جائیں گے۔

جب یہ مشورہ کر چکے اور باغ کے پھل پک گئے اور کھیتی تیار ہو گئی تو رات ہی کو ان لوگوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہونے سے پہلے پہلے رات کے وقت چلو اور رات کو پھل توڑ لاؤ تاکہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ چلتے وقت پچھلی رات کو ایک دوسرے کو چکاؤ اور چپکے چپکے دے پاؤں چلو تاکہ آس پاس کے غریبوں کو خبر نہ ہونے پائے کہ آج پھل توڑنے کا دن ہے۔ ورنہ اپنے باپ کے دستور کے مطابق مجبوراً کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑے گا۔ یہ سب منصوبے بنا کر کانا پھوسی کرتے ہوئے باغ کی طرف چلے۔ ادھر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی باغ پر خدا کا عذاب آیا اور آگ نے جلا کر خاکستر کر دیا۔ نہ وہاں کوئی درخت رہا اور نہ سرسبز لہلہاتی کھیتیاں رہیں اور نہ پھل پھول رہے سوائے دکھ کے جلتے جھلتے ڈھیروں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی یہاں باغ تھا ہی نہیں۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے اور یہ ماجرا دیکھا تو کہے کہے ہو کر رہ گئے اور حیران و پریشان ہوئے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ ہم راستہ بھول گئے۔ پھر نشانات وغیرہ دیکھ کر کچھ گئے اور کہنے لگے کہ ہماری بدبختی اور بھلی کے سبب یہ برباد کن اور برے نتائج نکلے ہیں۔ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں۔

یہ واقعہ تفسیر ابن کثیر جلد 5 میں بیان کیا گیا ہے۔ اس واقعے سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور مخلوق خدا کی خدمت میں خرچ کرنا کتنا فائدہ مند



نعت

حکلی باری تعالیٰ

اے سرور دین نور ہے بکھر تری سیرت
اقدار کو کرتی ہے منور تری سیرت
یا خیر کا معورہ پر نور و معبر
یا حسن کا مواج سمندر تری سیرت
زیبائی افکار کا مصدر ترے انوار
رعنائی کردار کا جوہر تری سیرت
ہر بندہ نادار کی قوت تری رحمت
ہر رہرو در ماندہ کی رہبر تری سیرت
آتی ہے نظر پیکر جاں میں تری تصویر
ہر نقش کو کرتی ہے اجاگر تری سیرت
ہر رہ پہ مرا ہاتھ لئے ہاتھ میں اپنے
چلتی ہے مرے ساتھ برابر تری سیرت
شعر اس کے نہ کیوں ہوں نظر افروز و دلادیز
تائب کے خیالوں کا ہے محور تری سیرت

حافظ تائب

وہ لامکاں بھی ہے اور گھر بھی رکھتا ہے
حدود وقت سے آگے سفر بھی رکھتا ہے
پس غبار وہ اک آئینہ سجاتا ہے
رخ جمال میں پھر چشم تر بھی رکھتا ہے
کشادہ ظفر کو وہ بے حساب دیتا ہے
شماریات پہ پوری نظر بھی رکھتا ہے
نچوڑ دیتا ہے بادل خزاں کے رستے میں
نہال سبز کو وہ بے ثمر بھی رکھتا ہے
وہ ایسا دوست ہے ہر دم جو ساتھ دیتا ہے
تعلقات میں اک کروفر بھی رکھتا ہے
جو لوگ اس سے محبت کریں علی اصغر
تمام عمر انہیں در بدر بھی رکھتا ہے

علی اصغر عباس

محرم صالح

گورنیں

امام قرطبی نے ان آیات مقدسہ کے تحت امام صفی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطابؓ استفتاء یعنی بارش طلب کرنے کے لئے اللہ سے دعا کی اور لہذا استفتاء کی بجائے صرف استغفار پڑھ کر واپس آئے اور بارش ہو

گئی۔ لوگوں نے عرض کیا ”یا امیر المومنین آپ نے بارش کے لئے دعا نہیں فرمائی“ صرف استغفار کیا تھا“

حضرت امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ ”میں نے تو زبردست موسلا دھار برسنے والے بادلوں کو اپنے رب تعالیٰ سے مانگا تھا“ اور پھر یہ آیت پڑھی۔

”استغفر ربکم انک ان غفار“ رسل السماء علیکم مدراراً“

(مرسلہ: غلام محمد صدیقی نقشبندی)

☆☆☆



سلام

جب کل بھی رحمت ان کی تھی
سو آج بھی رحمت ان کی ہے
جب کل بھی جنت ان کی تھی
سو آج بھی جنت ان کی ہے
ہم بھی ہیں سمجھتے شان علیؑ
ایسی ہی قسمت ان کی ہے
آپا تھے مرے ان کے غلام
سو آج بھی خدمت ان کی ہے
ہے اپنی زباں حق حمد و ثناء
اور پاک رسولؐ حق باتیں تمہیں
کل بھی بس لغتیں ان کی تھیں
اور آج بھی بدعت ان کی ہے
ہاں دین نبیؐ کو اپنایا
اک دن تھا میرے پرکھوں نے
بس اس سے محبت ان کی تھی
ہم میں محبت ان کی ہے
یہ حب نبیؐ قرآن نبیؐ
جب آل نبیؐ سے ہم کو ملا
سب جنت جنت کہتے ہیں
یہ بھی تو عنایت ان کی ہے

☆☆☆



حضرت امام حسینؑ کو ہر مذہب کے مشاہیر نے خراج عقیدت پیش کیا

عظمتِ حضرت امام حسینؑ

گا۔

☆..... لبنان سے تعلق رکھنے والے عیسائی سکالر
”انسوائن بارا“ کہتے ہیں:

”اگر ہمارے ساتھ حسینؑ جیسی ہستی ہوتی تو ہم دنیا کے ہر
کونے میں امام حسینؑ کے نام کا پرچم لے کر مینار بناتے
اور لوگوں کو عیسائیت کی طرف بلاتے“

☆..... انگلستان کے مشہور سکالر اور ناول نگار چارلس
ڈکنز کہتے ہیں:

”میں نہیں سمجھتا کہ حسینؑ کو کوئی دنیاوی لالچ تھی، اگر
ایسا ہوتا تو حسینؑ اپنا سارا خاندان بچے اور خواتین کیوں
دشتِ کربلا میں لے جاتے۔ کربلا میں بچوں و خواتین
سمیت آنا یہ ثابت کرتا ہے کہ حسینؑ نے فقط اسلام اور
رضائے الہی کے لئے قربانی دی۔“

☆..... ع۔ ل۔ پوڈلکسٹے ہیں:

”حسینؑ نے یہ درس دیا ہے کہ دنیا میں بعض دائمی اصول
جیسے عدالت، رحم، محبت وغیرہ پائے جاتے ہیں کہ جو
قابلِ تغیر نہیں ہیں اور اسی طریقے سے جب بھی کوئی برا
رواج پھیل جائے اور انسان اس کے مقابلے میں قیام
کرے تو وہ دنیا میں ایک ثابتِ اصول کی حیثیت اختیار
کر لے گا۔ گزشتہ صدیوں میں کچھ افراد ہمیشہ جرأت،

سید رشاد شاہ

جنت میں نوجوانوں کے سردار حضرت امام حسینؑ دین
اسلام کے محافظ اور پاساں ہیں۔ آپؑ نے میدانِ کربلا
میں اپنے انصار و اصحاب سمیت تاقیامت دین اسلام کو
بچانے کے لئے ایسی لازوال قربانی دی جس کی نظیر ملنا
مشکل ہے۔ کربلا میں اسلامی مملکت کی شہنشاہی کا
نااہل و عویدار یزید ہمیشہ کے لئے لٹا ہو گیا اور حضرت امام
حسینؑ شہنشاہِ کائنات بن کر آج بھی دلوں پر راج کرتے
ہیں۔ سچ ہے

شاہِ است حسینؑ پادشاہِ است حسینؑ

آپؑ کا نام رہتی دنیا تک زندہ رہے گا اور آخرت میں بھی
آپؑ جنت کے سردار ہوں گے۔ آپؑ کی قربانی اور
شجاعت کو دیکھ کر غیر مسلم بھی آپؑ کی تعریف کرنے پر
مجبور ہیں، کیونکہ آپؑ کے پاک دل کی خوشبو آج بھی
محسوس کی جاتی ہے۔

ہم یہاں پر چند دانشوروں اور زمین کے اقوال نقل
کرتے ہیں۔ آپؑ کے متعلق الامیرؑ کے ہامیر سکالر زکا
ذیل میں دیا ہوا خراجِ تحسین الہیات کی غمازی کرتا ہے
کہ کربلا اور حضرت امام حسینؑ اور تاقیامت زندہ رہے

غیرت اور عظمت انسانی کو دوست رکھتے ہیں اور یہی وجہ
ہے کہ آزادی اور عدالت، ظلم و فساد کے سامنے نہیں جھکیں،
حسینؑ بھی ان افراد میں سے ایک تھے جنہوں نے
عدالت اور آزادی کو زندہ رکھا۔“

☆..... امریکہ کا مشہور و معروف مورخ اپرونیک،
واشنگٹن سے لکھتا ہے:

”حسینؑ کے لئے ممکن تھا کہ یزید کے آگے جھک کر اپنی
زندگی کو بچالیتے لیکن امامت کی ذمہ داری اجازت نہیں
دے رہی تھی کہ آپؑ یزید کو ایک خلیفہ المسلمین کے عنوان
سے قبول کریں۔ انہوں نے اسلام کو نبی امیہ کے چنگل
سے نجات دلانے کے لئے ہر طرح کی مشکل کو خندہ
پیشانی سے قبول کر لیا۔ دھوپ کی شدت اور طمازت میں
جلتی ہوئی ریت پر امام حسینؑ نے حیاتِ ابدی کا سودا کر
لیا، اے مردِ مجاہد، اے شجاعت کے علمبردار اور اے
شاہسوار، اے میرے حسینؑ.....“

☆..... برصغیر کے معروف رہنما گاندھی کہتے ہیں:

”اسلام بزرگِ شمشیر نہیں پھیلا بلکہ اسلام حسینؑ کی قربانی
کی وجہ سے پھیلا اور میں نے حسینؑ سے مظلومیت کے
اوقات میں فح و کاکرانی کا درس سیکھا۔“

☆☆☆



انور عبدالعزیز چشتی

انور عبدالعزیز چشتی پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو لیاقت علی خان راہ لاندی کے جلسہ عام میں سید اکبر نامی شخص نے لاندی کے قاتل سے شہید کر دیا تھا۔

شہید ملت نہ ملے۔ حضرت قائد اعظم کے دست راست تھے۔ ان کا تعلق کرناٹ (بھارت) کے نواب خانہ ان سے تھا۔ ان کا نام تحریک پاکستان کے بانیوں میں شامل ہے۔ آزادی وطن کی شمعیں روشن کرنے والا حکیم لیاقت علی خان نے ہونے والی امر کہانیاں تحریر کر گیا۔ انہوں نے ایک جلسہ عام میں بھارت کا قبلہ درست

16 اکتوبر وزیر اعظم لیاقت علی خان کا یوم شہادت

کرنے کیلئے اپنا دلہا ہوا میں لہرایا تھا جس کا دنیا بھر میں بہت بڑا ہوا تھا۔ اسی تاریخی کے نے بھارتی حکمرانوں پر ضرب طاری کر دیا تھا۔ اسی رعب میں بھارت سرحدوں پر ہنگامہ بندی پر مجبور ہوا تھا اور مقبوضہ وادی کشمیر میں رائے قاری کا وعدہ کیا تھا ورنہ ہمارے نیک اس وقت ہوں کے کرپہ در پائے تو ی پار کر چکے تھے۔ بھارت نے اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد پر توجہ نہیں دی اور چلتے چاروں کی یہ وادی ابھی تک ظلم و ستم کا گڑھ بنی ہوئی ہے۔ حکیم ملت وطن لیڈر لیاقت علی خان کی سادگی ملازم ہو کر اپنا دل من و دھن قربان کر دینے والا پاکستان میں کوئی جانیدار ایک بیٹلس نہیں چھوڑ گیا۔ مرتے وقت اس کے پاس صرف سولہ روپے تھے اور اپنی چکن آسٹین کالی ہوئی تھی۔ اس کے آخری بول تھے۔ ”اللہ پاکستان کو قائم رکھنا۔ اللہ! اس نواب زادہ نے کرناٹ میں واقع الہا ریلوں کی جانیدار کا بھی کوئی کلیم داخل نہیں کیا تھا۔

اس وزیر اعظم کو ایک وفادار اور ہم خیال بیوی رعنا لیاقت علی خان کا ساتھ بھی حاصل تھا جو نہایت محبت الوطن اور دین و شرف اور اخلاقی مہدوں پر فائز رہی۔

شہید وطن کے خلاف ہونے والی سازش کا آج تک سراغ نہیں ملا۔ اپنے محبت وطن لوگ صدیوں بعد جنم لیتے ہیں۔ دیکھا کہ اس شخص نام سے یاد کرتی ہے۔

یاد کرتا ہے زمانہ انہی انسانوں کو روک دیتے ہیں جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کو اللہ میں شہید ملت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے! آسمان اس کی لہ پر پھول برساتا رہے۔ آمین۔

☆☆☆



قائد ملت لیاقت علی خان

مسلمانوں کی وہ بچی صدا تھے قائد ملت وہی اخلاص اور ایمان داری کا مجسمہ تھے جہاں میں بیکر صدق و صفا تھے قائد ملت کھلیں نخل امید و آرزو کی چٹاں جس سے خزاؤں میں بہاروں کی ہوا تھے قائد ملت کوئی مسموم کیا ہوتا کوئی مغموم کیوں ہوتا گلستان وطن میں جب صبا تھے قائد ملت خودی نہ بیچی ہرگز اور قناعت کے رہے بیکر امیری میں بھی تصویر غنا تھے قائد ملت رہے دن رات مصروف عمل ملت کی خدمت میں کہ تعمیر وطن میں ہی فنا تھے قائد ملت وہ دست راست قائد کے وہ دست و بازو ملت کے مسلمانوں سے کتنے با وفا تھے قائد ملت جگہ ہرگز نہیں باطل کے آگے ایک لمحہ بھی سر دار ایک جرات اور انا تھے قائد ملت ریاض احمد شہید ملت اسلام دنیا میں شہادت پا کے جو اپنی بھاتے قائد ملت

ریاض احمد قادری۔ فیصل آباد

بابر بک ڈپو۔ گوہر پبلشرز۔ اردو بازار لاہور

”پھول“ کے لکھاریوں کے لئے خوشخبری

پاکستان میں بچوں کے لئے سہولت دہی کی بک شائع کرنے والے ادارے

بہرہ یک ہجری باب ہے ”پھول“ میں شائع ہونے والی تین بچوں کی بک پانچواں سال

اول	500 روپے نقد + 400 روپے کی بک
دوم	300 روپے نقد + 200 روپے کی بک
سوم	200 روپے نقد + 100 روپے کی بک

بچوں کی کتابوں کا انتخاب بچہ کی عمر کے مطابق کیا جائے گا جو موجودہ شمارے میں شائع ہونے والی بچوں کی کتابی کتابوں میں درج کر کے 10 تاریخ تک ماہنامہ ”پھول“ کے پتے پر بھیج دیں۔

ماہنامہ ”پھول“ 23 اکتوبر 2017 کو نکلے گا

نذیر انبالوی

نور حیات نے میز پر رکھے کارڈ دیکھ کر تحسین آمیز نظروں سے اپنے خاص ملازم خرم کی طرف دیکھا۔ کارڈ کا ڈیزائن، عبارت اور چھپائی، سبھی کچھ بہت عمدہ تھا۔ بزرگ کا یہ کارڈ ملک کے ایک نامور مصور اطہر نے ڈیزائن کیا تھا۔ خرم اپنے مالک نور حیات کے چہرے کو دیکھ کر سمجھ گیا تھا کہ اسے جو ذمہ داری دی گئی تھی وہ اس نے احسن طریقے سے ادا کی ہے۔ نور حیات نے خوش ہو کر بطور انعام پانچ ہزار روپے کا نوٹ خرم کو دیا تو اس نے شکر یہ کہہ کر نوٹ جیب میں رکھ لیا۔ کارڈ تو چھپ گئے تھے۔ اب ان کی تقسیم کا مرحلہ تھا، تقریب میں ایک ہزار لوگوں کو مدعو کرنے کا ارادہ تھا۔

تقریب کے لئے شہر سے دور ایک فام ہاؤس کا انتخاب کیا گیا تھا۔ فام ہاؤس کے دائیں بائیں گول میزوں کے ارد گرد سنہری رنگ کی نئی کرسیاں دھری گئی تھیں۔ ایک بڑے ادارے کو اس خصوصی تقریب کے انعقاد کا ٹھیکہ دیا گیا تھا۔ نور حیات چاہتا تھا کہ تقریب میں کوئی کمی نہ رہے جو تقریب میں آئے جاتے ہوئے اس کی زبان پر ہو کہ ”واہ کیا تقریب تھی۔“

کارڈ پر چلی حروف میں ”ایک یادگار خصوصی تقریب“ لکھا گیا تھا۔ کارڈ میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ تقریب کس مقصد کے لئے کی جا رہی ہے جسے بھی کارڈ ملا وہ بھی سوچتا رہا کہ آخر نور حیات نے اس خصوصی تقریب کا اہتمام کیوں کیا ہے۔ کچھ کا خیال تھا کہ وہ اس تقریب میں اپنی کمپنی کی کوئی نئی دوا متعارف کروائے گا، کچھ یہ خیال کرتے تھے کہ نور حیات نے شہر کے معززین سے اپنے تعلقات مزید بہتر کرنے کے لئے اس تقریب کا انتظام کیا ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں تھیں۔ میز پر رکھا خصوصی تقریب کا کارڈ نور حیات کی نظروں کے سامنے تھا۔ اسے لگا وہ وقت کا ہاتھ تمام کر بہت دور نکل گیا ہو۔ ایک کپے جھن میں مٹی سے بنے چو لے کے ارد گرد بیٹھے بچوں میں وہ بھی شامل تھا۔ ماں تو بے پر پراٹھے بنانے میں مصروف تھیں۔ سب بچوں کو باری باری پراٹھا مل رہا تھا۔ جب اس کی چنگیر میں امی جان نے گرما گرم پراٹھا رکھا تو اسے یوں



آتا تو دفتر واپسی پر آلو والے پراٹھے ضرور لے کر جاتا۔ ٹیکسری میں خود بھی آلو والے پراٹھے کھاتا اور اپنے دوستوں کو بھی کھاتا۔ ٹیکسری میں کام کے دوران اس نے تعلیمی سلسلہ بند نہیں کیا تھا۔ وہ پڑھتا گیا اور آگے بڑھتا گیا۔ ٹیکسری کا مالک راشد اس پر اعتماد کرتا تھا۔ وہ ٹیکسری کے ہر معاملے میں اس سے صلاح مشورہ کرتا تھا۔ راشد جب بیرون ملک گیا تو ٹیکسری کے معاملات نور حیات ہی کے سپرد تھے۔ ایک دن مزدور کام میں مصروف تھے کہ نور حیات ان کے پاس چلا گیا۔ مزدور

وہ پراٹھا اور اچار کھانا چاہتا تھا لیکن مجبوری یہ تھی کہ.....

پراٹھا اور اچار

اے دیکھ کر گھبرا گئے تھے۔ نور حیات نے مزدوروں کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا: ”تم میں سے پراٹھا اچار کون کون لاتا ہے؟“

مزدور یہ غیر متوقع سوال سن کر پہلے پہل تو خاموش رہے پھر ایک مزدور ہمت کر کے بولا: ”میں..... میں..... میں لاتا ہوں پراٹھا اور اچار۔“

”لاؤ کہاں ہے تمہارا پراٹھا اور اچار..... بڑے دن ہوئے ہیں پراٹھے اور اچار سے دو دو ہاتھ کئے ہوئے۔“ نور حیات کی بات سن کر مزدور نے پوٹی کھول کر پراٹھا اور اچار نور حیات کے سامنے رکھ دیا۔ نور حیات نے ایک لقمہ کھایا اور واہ..... واہ کرنے لگا۔ اسی واہ واہ میں اس نے سارا پراٹھا اور اچار چٹ کر لیا تھا۔ مزدور حیرت میں گم نور حیات کو پراٹھا اور اچار کھاتے دیکھ رہے تھے۔ اسی اثنا میں نائب قاصد صفدر نے آکر بتایا کہ سیٹھ ابراہیم آپ کا دفتر میں انتظار کر رہے ہیں۔ جب وہ دفتر میں داخل ہوا تو سیٹھ ابراہیم نے سلام کے بعد پوچھا: ”آپ شاید مصروف تھے؟“

”ہاں..... وہ پراٹھا اچار کھانے میں مصروف تھا، واہ مزا آ گیا ہے۔“ نور حیات بے اختیار بولا۔

”جی.....“ سیٹھ ابراہیم نے حیرت کا اظہار کیا۔

”جی..... دنیا میں پراٹھا اور اچار سے بڑھ کر مزے دار

لگا کہ پوری کائنات کی دولت اسے مل گئی ہو۔ جب اس نے مزے دار اچار کے ساتھ پراٹھا تناول کیا تو دل چاہنے لگا کہ ایسا ہی ایک اور پراٹھا مل جائے تو مزا ہی آ جائے۔ اس نے لچائی نظروں سے اپنے بھائی کے پراٹھے کی طرف دیکھا تو امی جان نے چٹا اس کے ہاتھ پر مارا۔ چٹے کی مار کھا کر وہ اٹھ کر کچے کمرے میں گیا اور اپنی کتابیں لے کر سکول کی طرف چل پڑا۔ سکول میں بھی دن بھر اسے پراٹھے کی یاد ستاتی رہی۔ جماعت میں اس وقت لڑکوں نے قہقہہ لگایا تھا جب استاد خالد صاحب نے اس سے پوچھا تھا۔

”بتاؤ زندگی کا مقصد کیا ہے؟“

”جی..... وہ جی..... پراٹھا کھانا۔“ نور حیات نے بے اختیار جواب دیا تھا۔

”پراٹھا..... تمہارے دماغ پر ہر وقت پراٹھے ہی سوار رہتے ہیں۔ زندگی کا مقصد ہے اوروں کے کام آنا۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہونا۔“ استاد نے اسے سمجھایا۔

سکول سے واپس آ کر اسے کھانے ہی کی تلاش رہتی تھی۔ امی جان روٹیاں پکا کر برآمدے میں رکھ دیتی تھیں۔ روٹیوں کے ساتھ کبھی کبھار ہی سالن نصیب ہوتا تھا۔ پھر ملازمت کے سلسلے میں وہ شہر میں ایک ادویات ساز کمپنی میں گیا تھا۔ وہ جب بھی چھٹی پر گھر

برما کے مسلمانوں کی پکار.....



صلاح الدین ایوبی کی صورت یہودیوں کو شکست دی، طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم بھی اسی قوم کے فرزند تھے۔ آج وہی قوم مظلوم ہے اور مسلمانوں کے سربراہ اپنے اپنے مفادات کو لے کر آپس میں دست و گریباں ہیں۔ کب انہیں ہوش آئے گا کہ یہ مسلمانوں پہ ہوتے ظلم پہ

والدین سے محبت

یہ نوجوان سات دن تک اپنے ماں باپ کو کندھوں پر اٹھا کر برما سے بنگلہ دیش پہنچا ہے۔



مکتبہ طارق

بچے دنوں ٹی وی پر روہنگیا کے مسلمانوں پہ ظلم و ستم دکھایا گیا۔ دل کٹ کر رہ گیا۔ بے آسرا مسلمان، جلتی ہوئی لاشیں، جلتے کھردکے کر دل چھٹنے کے قریب ہوا۔ دل سے آہ نکلی کہ اگر اب بھی ظلم نہ اٹھا تو کب اٹھے گا۔ کہاں ہیں اقوام عالم کی انسانیت کی علمبردار تنظیمیں، کیا انہیں مسلمانوں پہ ہوتے یہ مظالم نظر نہیں آتے؟ کیا ان کی انسانیت صرف مغرب تک یا اپنی

اگر ہم نے مظلوم مسلمانوں کی مدد کی تو آخرت میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟

اب نہیں تو کب مسلمان جائیں گے؟ کب اپنے اختلافات بھلا کر کمزوروں کی آواز بنیں گے؟ برما کے مسلمانوں پہ ہوتے ظلم پہ کسی مسلمان ملک نے سوائے ترکی کے عملی آواز نہیں اٹھائی، کیا مسلم اقوام

تمام مسلمانوں کو متحد ہو کر روہنگیا مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے۔

دیں گے؟ اگر انہوں نے پوچھ لیا کہ میرے بندے جب تمہیں آواز دے رہے تھے تو تم کہاں تھے؟ تم تو انہی طاقت تھے تم نے کیوں آواز نہیں اٹھائی؟ تمہارے پاس تو قلم کی طاقت تھی تو تمہارا قلم کیوں خاموش رہا تو ہم کیا کہیں گے، کونسا بھانہ کھڑیں گے، خدا را میری ارباب اختیار سے التجا ہے جاگ جائے اپنے بھائیوں کی مدد کیجئے۔

☆☆☆

بے حس ہو چکی ہے۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک جسم سے تشبیہ نہیں دی کہ جسم کے ایک حصے میں درد ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ ہم نے مغرب کی اندھی تقلید میں اپنے اسلاف کی قربانیوں اور اپنے دین کے احکامات کو بھلا دیا ہے۔ یہ سب مشکلات اسلام سے دوری کی وجہ سے درجیش ہیں، ہمیں اپنی عملی زندگی میں بھی اسلام کی تعلیمات کو نافذ کرنا ہوگا۔ اس میں ہماری بقاء ہے۔ مسلمانوں

پھول قطعہ کاریاں



سب	خون	سے	پاؤ	گے	نجات
زندگی	کو	یوں	چلا	سیکھ	لو
آپ	کو	بل	جائیں	گی	آسانیاں
مشکلوں	میں	مسکراتا	سیکھ	لو	

ماہنامہ "پھول" نے بچوں کے رسائل میں نئی روایات قائم کی ہے اور ہر ماہ قطعہ شائع کیا جاتا ہے۔ معروف شاعر دانشور اور وکیل ظفر علی راجا ہر ماہ قطعہ کاریاں کرتے ہیں۔ (مدیر)

”ایک بات تو بتاؤ جن کے پاس دولت آ جاتی ہے وہ ہر چیز سے پرہیز کیوں شروع کر دیتے ہیں؟ ہم تو سب کچھ کھاتے ہیں، ہمیں تو کچھ نہیں ہوتا“۔ ارشاد نے پراٹھا کھاتے ہوئے کہا۔
نور حیات کے پاس ارشاد کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ گاؤں سے شہر آتے ہوئے نئے پل کے پاس ایک بوڑھا بلند آواز میں کہہ رہا تھا:
”دوسروں کو دھوکہ مت دو، دوسروں کی جیبوں پر ڈاکہ مت ڈالو، اس طرح تمہاری جیب بظاہر تو بھر جائے گی مگر تم ان پیسوں کو خرچ کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔
موت ڈالو دوسروں کی جیبوں پر ڈاکہ“
نور حیات بوڑھے کی باتیں سن کر سوچ میں گم ہو گیا تھا۔ وہ اور سیٹھ ابراہیم غیر معیاری ادویات بنا کر لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال رہے تھے۔ ان کی جیبیں تو بھر رہی تھیں مگر ان کے لئے کم ہو رہے تھے
ایک ہفتہ بعد رات کے وقت قام پاؤس روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ مہمانوں کی آمد جاری تھی۔ سیٹھ ابراہیم بھی لاٹھیاں لٹکاتے ہوئے نور حیات کے کمرے کے لئے اس خصوصی تقریب کا اہتمام کیا ہے۔ جب سب مہمان آ گئے تو بیروں نے میزوں پر انواع و اقسام کے کھانے لگانا شروع کئے۔ کھانوں کی خوشبوئیں چار سو پھیل رہی تھیں، مہمانوں کی زبان پر ابھی تک یہی سوال تھا کہ آخر اس تقریب کا مقصد کیا ہے۔ نور حیات مرکزی میز کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کو تقریباً سبھی لوگ با آسانی دیکھ سکتے تھے۔ سیٹھ ابراہیم بھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس نے اشارہ کیا تو مہمان کھانا کھانے لگے تھے۔ جب مہمان کھانا کھا رہے تھے تو نور

حیات نے ایک پلیٹ لی تو پیرے اس کی طرف بڑھے، نور حیات نے جیب سے ایک خاکی لفافہ نکال کر اس میں سے تین گولیاں ہاتھ میں لے کر پلیٹ میں رکھ لیں مہمان سب کچھ دیکھ رہے تھے۔
”میں کھانا نہیں صرف یہ تین گولیاں کھاؤں گا۔ میری جیب میں پیسہ بہت ہے مگر میرے لئے محدود ہو گئے ہیں۔ صرف چند لئے کھاتا ہوں، دوسروں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ پراٹھا اچار کھاتے کھاتے میں ڈاکو بن گیا تھا۔ صرف پراٹھا اچار بلکہ سب کچھ مجھ سے چھین گیا۔ میں ڈاکو نہیں رہتا چاہتا، پراٹھا اچار کھانا چاہتا ہوں، میں سب کچھ غریبوں میں بانٹ دوں گا، میں ڈاکو کی حیثیت سے مرنا نہیں چاہتا“۔ یہ کہتے ہوئے نور حیات خود پر قابو نہ رکھ سکا۔ مہمانوں کے سامنے کھانا دھرے کا دھارا رہ گیا۔ سب مہمان، خصوصی تقریب کے انعقاد کا مقصد جان چکے تھے۔ سیٹھ ابراہیم کافی دیر خاموش بیٹھ کر پریم آنکھوں کے ساتھ بولا۔ ”میں بھی، ہاں میں بھی ڈاکو کی حیثیت سے مرنا نہیں چاہتا“۔ یہ جملہ سن کر نور حیات کو ایسا جیسے وہ اس نیکی کے سفر میں اکیلا نہیں ہے۔ اس نے مضبوطی سے سیٹھ ابراہیم کا ہاتھ پکڑ لیا۔
”آؤ اپنی دنیا میں لوٹ چلتے ہیں، پراٹھا اور اچار کی دنیا میں۔ جہاں کوئی کسی کی جیب پر ڈاکہ نہیں ڈالتا، وہی ہماری دنیا ہے، اپنی دنیا..... آؤ میرے ساتھ“۔ پھر دونوں دوست ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اپنی دنیا میں لوٹ گئے۔

☆☆☆

کولی اور بچہ نہیں، ہمیں اُس پلے تو ہر وقت پراٹھا اچار کھاؤں..... پھر آپ سنائے کیسے آنا ہوا؟“۔
”آپ لیک کہتے ہیں جس نے پراٹھے اور اچار کے علاوہ کچھ کھایا ہی نہ ہو اس کے لئے یہی دنیا کی مرے دار ترین کھانے کی چیز ہے۔ نور حیات آگے بڑھو یہ جگہ تمہاری نہیں..... میں تمہیں آگے بہت آگے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان پراٹھے اچاروں سے باہر نکلو..... سوچ تمہاری، سرمایہ میرا اور منافع آدھا آدھا، سوچ لو آگے بڑھنا چاہتے ہو تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ سکتا ہوں“۔
سیٹھ ابراہیم تو پیشکش کر کے چلا گیا اور اسے سوچوں کے حوالے کر گیا۔
اس نے غور و فکر کے بعد سیٹھ ابراہیم کا ہاتھ پکڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر وہ آگے ہی آگے بڑھتا رہا۔ وہ خوب ہاتھ تھکا کر فیکٹری میں کس طرح کی ادویات تیار ہو رہی ہیں۔ ادویات بن کر جیسے ہی بازار میں جاتیں ہاتھوں ہاتھ بک جاتیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ سیٹھ ابراہیم کی دولت بھی بڑھتی رہی اور نور حیات بھی خوب دولت میں کھیلنے لگا۔ دولت نے دونوں کو اندھا کر دیا تھا۔ دولت کا تعاقب کرتے ہوئے نور حیات پراٹھے اور اچار کو بہت پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ بڑے بڑے ہوٹلوں کے کھانوں نے اسے پراٹھے اور اچار کی یاد بھلا دی تھی۔ اسے بھی بھولے سے بھی ان کی یاد نہ آئی تھی۔
اس دن وہ ذرا سا پریشان ہوا تھا جب ڈاکٹر نے سینے میں درد کے بعد بہت سی چیزیں کھانے سے منع کر دیا تھا۔ مگر نے جب اپنا زور دکھایا تو میٹھا بھی بند ہو گیا۔ گردوں کا عارضہ لاحق ہوا تو کچھ مزید کھانے کی چیزیں بند ہو گئیں۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ نور حیات سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ وہ اب بھی کھارہی گاؤں جاتا تھا۔ سردیوں کے آٹا، دو اپنی ہی گاڑی میں گاؤں گیا تو اس کے مکان کے دوست عارف اور از شاد درخت کے نیچے بیٹھ کر اٹھا اور اچار کھانے میں مصروف تھے۔ دونوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ نور حیات کی نظر پراٹھے اور اچار پر پڑی تو بے اختیار ان پر جھک گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تھا کہ فوراً ہاتھ سنبھال لیا۔
”کھانوں نہیں؟“۔ عارف بولا۔
”میں نہیں کھا سکتا ایسی چیزیں، ڈاکٹر نے منع کر رکھا ہے۔“ نور حیات نے اپنی مجبوری بتائی۔
”کھاؤ کچھ کھیں ہوگا، ڈاکٹر تو کہتے ہیں کہ انسان بھوکا مر جائے، ایک دو لئے لے لو“۔ عارف نے اصرار کیا۔
”لیں میں اسے نہیں کھا سکتا“۔

سید یوسف سعید

پاکستان سے محبت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو، یہ کس عظیم نعرہ کا لہر ہے؟ یہ ”شہید پاکستان شہید حکیم محمد سعید“ کا لہر ہے۔ حکیم محمد سعید 9 جنوری 1920ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حکیم عبدالحمید تھا۔ والدہ کا نام رابعہ بیگم تھا۔ آپ نے سات سال کی عمر میں 1927ء کو پہلا حج کیا۔ حفظ قرآن 1929ء کو 9 سال کی عمر میں کیا۔ آپ بچپن سے ہی ذہین اور مہذب تھے۔ بڑوں کا احترام کرتے اور چھوٹوں سے شفقت کرتے تھے۔ آپ آٹھویں جماعت میں اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ 1936ء کو ”آیور ویدک اینڈ طبی کالج“ میں داخلہ لیا۔ 1940ء کو پچھلے آف ایٹرن



آپ آخری سانس تک پاکستان کی خدمت کرتے رہے۔

شہید پاکستان حکیم محمد سعید

میڈیسن اینڈ سرجری“ ڈگری حاصل کی۔ 9 جنوری 1948ء میں پاکستان آگئے اور کراچی میں رہائش پذیر ہو گئے۔ شہید حکیم محمد سعید کا پسندیدہ رنگ سفید تھا اور پسندیدہ لباس گرتا پاجامہ تھا۔ آپ وقت کی قدر کرتے لیے یاد دوسروں کے لئے۔

میں اپنے بچپن کے واقعات لکھتا کہ وطن کے معماران واقعات سے کچھ سیکھیں اور لطف اٹھائیں۔ آپ چاہتے تھے کہ نوہال سائنس کے شعبے میں ترقی کریں۔ انہوں نے فرمایا ”سائنس پڑھو آگے بڑھو“ پیغام میں کہا۔

”میرے پیارے نوہالو! عظیم انسان وہ ہوتے ہیں جو انسانوں سے محبت کرتے ہیں۔ انسانوں کا احترام کرتے ہیں۔ عظیم انسان وہ ہوتے ہیں کہ جو کہ ارض کے کینوں کی راحت کے لئے اور علم و حکمت کے فروغ کے لئے اپنی زندگیاں صرف کر دیتے ہیں۔ علم و حکمت کے میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں۔ ایسے عظیم انسانوں کے دستخط عظیم نوہالوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ وہ بھی اچھے اور بڑے کام کریں اور علم و اخلاق میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر کے بڑا آدمی بننے کی کوشش کریں۔“

آپ نے نوہالوں کی اچھی تربیت کے لئے 1953ء میں ایک رسالہ ”ہمدرد نوہال“ جاری



سعدیہ راشد

کیا۔ آپ کی اکلوتی اولاد ہے سعدیہ راشد۔ سعدیہ راشد اپنے ایک مضمون میں اپنے والد کے بارے میں لکھتی ہیں: ”ابا جان کو مہمان نوازی کا بہت شوق تھا۔ مجھے ابا جان بہت یاد آتے ہیں اور باتوں کے ساتھ ان

آپ استعمال شدہ لکھے ہوئے کاغذوں کے پیچھے لکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی سادہ گزاری۔ وہ بچوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ انہوں نے بچوں کے لئے بہت سی کتابیں لکھیں۔ صرف بچوں کے لئے ہی

آپ نے بچوں کیلئے بہت سی کتابیں لکھیں۔

نہیں بڑوں کے لئے بھی بہت ساری کتب تحریر کیں۔ سفر نامے بھی بہت سارے لکھے اسی لئے تو انہیں دی، میرادل چاہتا ہے کہ میں بھی اپنی زندگی اسی سانچے

تھے اور وقت کو قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔ آپ کا کہنا تھا ”میری شہروانی کے من کم ہوتے ہیں تاکہ انہیں کھولنے اور بند کرنے میں زیادہ وقت نہ لگے۔“ ان کے وقت کی قدر کرنے اور سمجھنے کے قول درج ذیل ہیں۔

☆..... زندگی کیا ہے؟ صرف وقت۔

☆..... اگر تم امیر بننا چاہتے ہو تو اپنے وقت کو ضائع مت کرو۔

☆..... جب بھی وقت ملے اسے کاہلی دستی میں مت گزارو اس کو کسی اچھے کام میں صرف کر دو چاہے اپنے



میں ڈھالوں۔ ابا جان کی خواہش بھی یہی تھی۔ جب ابا جان نے مجھے دفتر میں بٹھانا شروع کیا تو فرمایا: ”میں یہاں تمہارا ابا جان نہیں ہوں، تم ہمدرد کی کارکن ہو۔ تمہیں ہمدرد کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہئے۔“

حکیم محمد سعید کی شہادت کے بعد ان کی صاحبزادی سعدیہ راشد ان کے مشن کو بخاری ہیں۔ حکیم محمد سعید کے اعزازات میں ستارہ امتیاز صادق دوست ایوارڈ

آپ وقت کی قدر کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

نشان امتیاز بوعلی سینا انعام ممتاز پاکستان ایوارڈ اسلامک میڈیسن پرائز وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کو 17 اکتوبر 1998ء کو شہید کر دیا گیا۔ آپ کی شہادت ملک کے نوہالوں و جوانوں کے لئے دلی صدمہ تھی۔ آپ کی شہادت نے پورے پاکستان کو سوگوار کر دیا۔ آپ کی شہادت کی پہلی برسی پر اکتوبر 1999ء میں پانچ روپے کا یادگاری ٹکٹ جاری کیا گیا۔ آپ کے چند اقوال:

☆ ”جدوجہد کرنے والے لوگ دعوؤں پر نہیں عمل پر یقین رکھتے ہیں۔“

☆ ”امر وہ ہو گیا جس نے سچائی کی تلخی پی لی۔“

☆ ”ہمیں کل کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہمیں آج کو بہتر بنانا ہے۔“

☆ ”وقت کی پابندی کامیابی حاصل کرنے کا پہلا قدم ہے۔“

☆ ”دوست ہی نہیں اگر کوئی دشمن بھی اچھا کام کرے تو اسے بھی شاباش دینی چاہئے۔“



☆ ”آزادی کو عقل کے ساتھ استعمال کرنا ضروری ہے۔“

☆ ”محنت سے انسان کے جوہر کھلتے ہیں اور وہ مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتا ہے۔“

☆ ”جس طرح دوستوں کا انتخاب اچھا کیا جاتا ہے اسی طرح کتابوں کا انتخاب بھی اچھا کریں۔“

☆ ”اپنی تعریف سن کر خوش ہونا آدمی کی فطرت ہے۔“

☆ ”مخاطب کرنے والے کے انداز سے لوگ اس کی تہذیب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔“

مختصر سعدیہ راشد ان کے مشن کو آگے بڑھا رہی ہیں۔

☆ ”علم ایک ایسا دریا ہے جس میں چھلانگ لگانے کے بعد ہی اس کی عظمت و وسعت کا پتا چلتا ہے۔“

☆ ”قلم تمہاری تلوار اور کتاب تمہاری ڈھال ہے۔“

☆ ”وہ انسان انسان کہلانے کا حق دار نہیں جو ہمدردی خلوص و ایثار نہ رکھتا ہو۔“

☆ ”محنت کی عادت ہر صورت میں مفید اور ہر لحاظ سے اہم ہے۔“

☆ ”علم کی محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“

☆ ”سچ سننے کی عادت ڈالو چاہے وہ تمہارے خلاف ہی کیوں نا ہو۔“

☆ ”عبادت سے شخصیت میں دلکشی جنم لیتی ہے۔“

☆ دوستو! شہید حکیم محمد سعید کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ان کی زندگی کا مطالعہ کریں اور اپنی زندگی بھی انسانیت کی خدمت گزاری پر وقف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکیم محمد سعید کی طرح زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔



نورین طلعت عروہ

بچوں نے گاڑی میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا کیونکہ۔۔۔

آلودگی مردہ باد

میری بچوں کو بھانے لگی کہ ہماری بچہ نے بتایا تھا وہ تمام عناصر جو قدرتی ماحول کو بگاڑنے کا باعث بنیں آلودگی کہلاتے ہیں۔ جیسے اس گاڑی سے اٹھنے والا دھواں فضائی آلودگی پیدا کر رہا ہے اور اس کی تیز اور بری آواز صوتی آلودگی کہلاتی ہے۔ ہماری بچہ نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمیں ایسی گاڑیوں میں نہیں بیٹھنا چاہیے جو آلودگی پھیلاتی ہوں۔ کچھ بچوں کو بات سمجھ آئی اور کچھ یوٹی سر ہلانے لگے۔۔۔ بچتی اور اسید ناک سیکڑ کر بولے۔۔۔ گندی گاڑی۔۔۔ اسے میں عادل چاہو بولے چلو بھئی بچہ لوگ گاڑی میں بیٹھو۔۔۔

اس گاڑی میں؟ سداور فر جاوے نا گواری سے پوچھا، جی بیٹا، عادل چاہو نے بھمایا۔۔۔ ہم اس گاڑی میں نہیں بیٹھیں گے اس میں آٹھ مہذب نہ لگا۔ آلو؟ عادل چاہو جی رانی سے بولے۔۔۔ میرا اور جیہڑا لگی آگئی اور انہوں نے چاہو کو بتایا کہ گزشتہ دن آلودگی کو کھنکھرتے آواز دیا ہے۔۔۔ اس پر ایک زبردست قہقہہ لگا لیکن بچوں نے اپنا مشرکہ فیصلہ سنا دیا کہ ہم اس گاڑی میں نہیں بیٹھیں گے۔ چاہو نے کہا، بھئی مری بھئی کرو تم نے پیدل ہی گھومنا ہے بیٹہ جاؤ اس گاڑی میں، لیکن پہلی بار بچوں نے عادل چاہو کی بات رد کی اور کہا کہ دوسری گاڑی گھوما ہے روز ہم نہیں جائیں گے۔ چاہو نے ایک ٹرانسپورٹ بھئی کے فخر سے گاڑی دو دن کے لیے بک کر لی تھی مگر بچوں کے سامنے انہیں ہتھیار ڈالنا پڑے۔ ٹرانسپورٹ بھئی لکھن کر کے چاہو نے کہا کہ ہم آپ کی ہمارا گاڑی واپس بھیج رہے ہیں۔ ہمیں ایسی گاڑی چاہیے جس کے تمام مکمل پرزے درست ہوں، نہ آواز آتی ہو اور نہ ہی وہ گندا گاڑا کالا دھواں چھوڑتی ہو۔۔۔ یعنی ہم کسی قسم کی آلودگی برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔ دوسری گاڑی ساڑھے نو بجے کے قریب پہنچی تو عادل چاہو نے مسکراتے ہوئے بچوں سے کہا، بھئی بچہ لوگ لکی کر لیں گاڑی ٹھیک ہے تو ہم چلیں۔ بچوں نے دیکھا کہ نہ دھواں ہے نہ آواز خوش ہو گئے اور سامان گاڑی میں رکھا جانے لگا۔

گاڑی نے فیض آباد چوک عبور کیا تو چاہو بولے بچو، آج پہلی بار آپ نے میری بات نہیں مانی یعنی آپ اس گاڑی میں نہیں بیٹھے جو آلودگی پھیلا رہی تھی۔ ذہیب نے چاہو کیا آپ اس بات سے ناراض ہوئے؟ عادل چاہو نے پیار سے کہا نہیں بچو، مجھے تو اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ آپ بچوں میں بہت چھوٹی عمر سے اچھی باتوں کا شعور بیدار ہو رہا ہے اور جس قوم کے بچے مسائل کو سمجھنے لگیں وہاں مسائل کا حل و صورت مشکل نہیں رہتا۔ اس بات پر بچوں نے خوش ہو کر نعرہ لگایا "عادل چاہو زندہ باد" اور ذہیب نے پوچھا آلودگی کیا ہوتی ہے؟

عادل چاہو کے پاس یقیناً کوئی جن ہے جس کے ذریعے وہ اپنے سب کام وقت پر کر لیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بچے جو اپنے والدین سے ضدیں کرتے ہیں۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں لاہور ملتان اور کراچی سے تمام بہنوں اور بھائیوں کے بچے جلد از جلد پنڈی پہنچنے پر اصرار کرتے، انہیں اپنے کزنز سے ملنے کی خوشی سے زیادہ عادل چاہو سے ملنے کا شوق ہوتا۔ عادل کے نام کے ساتھ چاہو ایسا جڑ گیا تھا کہ ان کے ہمتا بھائی بھی انہیں چاہو کہہ کر پکارتے تھے۔ اس بار بھی گرمیوں کی چھٹیاں شروع ہوئے گیارہ دن ہوئے تھے کہ لاہور سے پہلا قافلہ پنڈی پہنچا۔ پتہ چلا کہ گرمیوں کی چھٹیوں کا سارا کام فرما جان، انوشے اور ذہیب نے صرف ایک ہفتے میں ختم کر لیا تھا۔ گلے ملنے ملتان سے ذہیب اور عروہ کراچی سے پلوہ، زرینہ اور عروہ پہنچ چکے تھے۔ پنڈی میں سعد، اسید، مدیحہ، وجیہ اور جتنی پہلے ہی موجود تھے۔ خوب رونقیں لگیں۔۔۔ وہ شور ہوتا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی۔ ایک شام بہت شور کے بعد اچانک خاموشی چھا گئی تو دادو پریشان ہو کر باہر نکل آئیں۔ آکر انہوں نے جو منظر دیکھا وہ بے حد خوشگوار تھا۔۔۔ تمام بچے برآمدے میں عادل چاہو کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے۔ دادو یہ دیکھ کر خوشی سے آبدیدہ ہو گئے۔ شام کو وجیہ نے بتایا کہ اب ہم روزانہ نماز پڑھا کریں گے۔۔۔ عادل چاہو کہتے ہیں کہ ہم روزانہ ٹی وی دیکھنے، ٹن لینڈ جانے، سکرینل کھیلنے اور آکس کریم کھانے کے لیے وقت نکال سکتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے نماز کو کچھ وقت نہیں دے سکتے جس نے ہمیں یہ ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔

مجھے یہ شام کو عادل چاہو نے بچوں کو خوشخبری سنائی کہ کل صبح ہم سب مری کی سیر کو چل رہے ہیں۔ بچوں نے شور مچایا کہ سارا گھر سر پر اٹھالیا۔ تیار ہوا شروع ہو گئے۔ ساری رات مارے خوشی کے بچوں کو ٹھیک سے نیند بھی نہ آئی۔۔۔ صبح آٹھ بجے تک بچے ناشتے کے بعد اچھے اچھے کپڑے پہن کر تیار ہو چکے تھے۔ ساڑھے آٹھ بجے ایک فلائنگ کوچ گیٹ کے سامنے آ کر رکی۔ بے پناہ شور سن کر چاہو اور بچے باہر لپکے کوچ کا سائینر پھا ہوا تھا اور خوفناک آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ کالے دھوئیں کے مرغولے نکل کر آس پاس کے ماحول کو سیاہ کر رہے تھے۔ اسے دیکھ کر مدیحہ بولی کہ کتنی گندی گاڑی ہے اس سے آلودگی پھیل رہی ہے۔

عادل چاہو کی شخصیت میں نہ جانے ایسی کیا بات تھی کہ بچے ان کے دیوانے تھے۔ نصابی ابراہیم ناشتہ کرتے ہوئے ضد کرے، ماما بابا روہانے ہو جائیں تو بھی ابراہیم راضی نہ ہو، امین آپی منائیں تو بھی نہ مانے، ادھر عادل چاہو آئے اور ادھر ابراہیم صاحب (عرف آئی بی) نے ہتھ کھینٹے ناشتہ ختم کیا، لٹچ باکس بیک میں رکھا اور مسکراتے ہوئے سکول چل دیئے۔۔۔

اظفر کی سالگرہ پر جانے کے لیے سب تیار کھڑے ہیں۔ ماما نے میک اپ کر کے بال بنائے، بابا نے ٹائی کی گرہ درست کی اور خوشبو کا چھڑکاؤ بھی کر لیا، امین اپنے لائسنس والے جوگڑا اور نئے کپڑوں میں چاکھڑا ہے لیکن امانی صاحبہ بھی بیٹھی ہیں کہ میں یہ سرخ رنگ کا نیا فراک ہرگز نہیں پہنوں گی، مجھے اپنی نیوی بلیو سکرٹ ہی پہن کر جانا ہے، ماما سمجھا رہی ہیں کہ بیٹا وہ بہت پرانی ہو گئی ہے۔ آپ اسے گھر میں پہنتی ہیں، پارٹی میں اسے نہیں پہنا جاسکتا۔ لیکن امانی کی ایک ہی رٹ، مجھے وہی پسند ہے۔۔۔

ادھر بابا کی آوازیں آ رہی ہیں، چلو بھئی میں تیار ہو گیا ہوں۔ اور ساتھ ہی بار بار گھڑی دیکھنے کا کام شروع۔۔۔ اکٹرا ماما اس بات پر الجھ چلا کہ تم کب میں تیار ہو گیا ہوں کا کیا مطلب؟ دوسروں کو بھی کچھ وقت دیجئے۔ اظفر کی سالگرہ کا وقت پانچ بجے تھا۔ ساڑھے چار بج چکے تھے اور امانی بھتیجی کہ وہ سرخ فراک نہیں پہنیں گی۔ ماما بابا سمجھا سمجھا کر تھک چکے تھے، اتنے میں عادل چاہو کی آواز آئی اور امی ابو بچوں کی مانند گلے ملنے اور واقعی عادل چاہو نے چند لمحوں میں امانی کو فریک پینے پر آمادہ کر لیا۔ اور امانی ہنسی مسکراتی تھکے کا پیکٹ اٹھا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

عادل چاہو جہاں بھی چلے جاتے، بچے ان کا کہنا یوں مانتے جیسے کہ چنانا تازہ ہو گئے ہوں۔ وقت پر پڑھائی ختم کر کے بیٹھ جاتے کیونکہ عادل چاہو نے ان کے ساتھ کھلنا جو ہوتا تھا۔۔۔ کبھی کرکٹ، کبھی بیڈمنٹن، کبھی کیرم اور کبھی سکرینل۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ کسی بچے نے کوئی بات کہی ہو اور عادل چاہو نے انکار کیا ہو۔۔۔ کئی بار اپنے ضروری کام چھوڑ کر بھی وہ بچوں کی فرمائش پوری کرتے تھے، اپنی مشکل پڑھائی کو بھی وقت دیتا ہوتا تھا، آخر کو عادل صاحب اسے کر رہے تھے لیکن پتہ نہیں کس وقت وہ اپنی پڑھائی کرتے کہ ہمیشہ اچھے نمبر بھی لیتے اور بچوں کے ساتھ شغل بھی جاری رہتا۔ سب بچوں کے ماما بابا کہتے تھے

ارم شاکت

مسلم جداگانہ تہذیب و ثقافت رکھتے ہیں۔ متحدہ ہندوستان میں دونوں قومیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں جوں جوں وقت کا پیہر آگے کی طرف گردش کرتا چلا گیا حالات و واقعات نے ثابت کر دیا کہ مسلمانوں کی بقا و خوشحالی



غیرت مسلم جگا دے خلوت مدہوش سے کوئی لیاقت سا ابھرے قوم کی آغوش سے یوں تو پاکستانی وزیراعظم کی حیثیت سے کئی شخصیات نے خدمات سرانجام دی ہیں۔ لیکن لیاقت علی خان جو تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن، بانی پاکستان قائداعظم کے با اعتماد ساتھی اور پاکستان کے پہلے وزیراعظم تھے۔ ان کو خاص مقام و مرتبہ اور اہمیت حاصل ہے۔ وہ اب تک کے طویل عرصہ تک 4 سال اور تقریباً 2 ماہ تک پاکستان کے وزیراعظم رہنے والی پہلی شخصیت ہیں۔ ان کا ریکارڈ توڑ انہیں جاسکا۔ 15 اگست 1947ء سے 16 اکتوبر 1951ء تک وزیراعظم رہنے والے لیاقت علی خان کی تاریخ پیدائش یکم اکتوبر 1896ء ہے۔ والد بزرگوار جناب رستم علی خان بہت بڑے زمیندار تھے۔ کرنال مشرقی پنجاب کے علاوہ یوپی میں بھی ان کی کافی جائیداد

قائداعظم کی قیادت میں آپ نے دن رات کام کیا۔

پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان

علحدہ وطن کے قیام سے ہی ممکن ہے۔ 1936ء میں لیاقت علی خاں کو مسلم لیگ کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ آپ قائداعظم کی قیادت میں انگریزوں اور ہندوؤں کی گھناؤنی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔ عبوری حکومت میں وزیر خزانہ کی حیثیت سے غریب آدمی کا بجٹ پیش کر کے آپ نے پاکستان کے حصول کو بہت قریب کر دیا اور بالآخر 14 اگست 1947ء کو بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح دنیا کی پہلی نظریاتی مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تقسیم ہند کے دوران لیاقت علی خاں مسلم لیگ پارلیمانی لیڈر وزیر خزانہ جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے شب و روز محنت کرتے رہے۔ آپ کی خدمات کی قائداعظم بہت

تھی۔ جائے پیدائش ضلع کرنال (مشرقی پنجاب) بھین کا زمانہ یوپی میں ہی گزارا۔ آپ معزز گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی۔ ابتدائی تعلیم یوپی کے مقامی سکول سے حاصل کی۔ ذہین و فطین ہونے کی وجہ سے آپ ہر جماعت میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ میٹرک کے بعد آپ نے ایم اے او کالج علی گڑھ میں داخلہ لیا اور یہیں سے 1918ء میں بی اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور پھر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے برطانیہ چلے گئے۔ 1921ء میں آپ نے آکسفورڈ سے قانون کی ڈگری لی اور عملی زندگی میں وکیل کی حیثیت سے قدم رکھا۔

نواب زادہ ہونے کے باوجود آپ کی طبیعت میں انکساری تھی۔ سیاست میں دلچسپی زمانہ طالب علمی سے ہی تھی۔ 1923ء میں وطن ہندوستان لوٹے تو کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سیاسی جماعتیں برصغیر کے افق پر تھیں۔ آپ نے مسلم لیگ کا انتخاب کیا اور عمر بھرا ہی ایک پارٹی سے وابستہ رہے۔ آپ ان لوگوں میں سے نہ تھے جو ذاتی مفادات کی خاطر بھی ایک اور کبھی دوسری سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ پہلے پہل آپ بھی ہندو مسلم اتحاد کے داعی تھے مگر ہندوؤں کے متعصبانہ رویے سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہندو

قدر کرتے تھے۔ 15 اگست کو پاکستان کی پہلی کابینہ نے حلف اٹھایا تو آپ پہلے وزیراعظم، امور خارجہ تعلقات دولت مشترکہ اور دفاع کے محکمے کے بھی سربراہ منتخب ہوئے۔ اس وقت پاکستان نازک دورا ہے پر تھائی مملکت کو ان گنت مسائل و مصائب کا سامنا تھا مگر قائد کی رہبری میں ان کی ٹیم کے ممبران پاکستان کی تعمیر و استحکام

16 اکتوبر 1951ء کو ایک جلسے سے خطاب کے دوران آپ کو شہید کر دیا گیا۔

اکتوبر 1951ء کی سہ پہر کبھی باغ راولپنڈی میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ 17 اکتوبر کو آپ کو کراچی میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے قتل کی گفتیش میں کوتاہی کی گئی جس کی وجہ سے آج تک آپ کے قتل کا معاملہ حل نہیں ہو سکا۔



کے لئے شبانہ روز سرگرم رہے۔ بانی پاکستان کی وفات کے بعد جناب لیاقت علی خاں نے قوم کے مورال کو گرنے نہیں دیا۔ عزم و حوصلے محنت و دیانت، لگن و صداقت سے وطن عزیز کی بہبود کے لئے کوشاں رہے اور پاکستان کے ازلی دشمن کے عزائم خاک میں ملاتے رہے۔ جب بھارت نے جارحیت کا ارادہ کیا تو قائد ملت مکالمہ کراچی کو باور کرانے میں کامیاب رہے کہ پاکستانی قوم اپنی آزادی کی حفاظت ہر قیمت پر کرے گی۔ ٹڈرے باک بہادر و جاں نثار دور اندیش و فرض شناس وزیراعظم لیاقت علی خان کو 16

آپ نے مکالمہ کراچی کو لاگرا۔

عالمی یوم تکریم اساتذہ (5 اکتوبر کے حوالے سے)

جس نے بھی سمجھا دل سے ہے استاد کا مقام
اس کو ملا ہے دہر کی تاریخ میں دوام
تا عمر جس کو دل سے بھلاتا نہیں کوئی
اللہ نے ہے بخشا وہ استاد کو مقام

جھکتے ہیں اس کے سامنے دنیا کے بادشاہ
کرتا ہے اس کو سارا زمانہ سدا سلام
جس نے پڑھایا مجھ کو میں اس کا غلام ہوں
ہم کو دیا یہ حیدر کراڑ نے پیام

اس کے ہی صدقے سب ہیں یہاں نامور ہوئے
استاد نے عطا کیا سب کو ہے شرف و نام
دن رات اپنے وقف کئے علم کے لئے
اس واسطے ملا اسے ہے عظمتوں کا بام

مرتا نہیں ہے موت کے آنے کے بعد بھی
استاد نے پلایا جسے علم کا ہے جام
والد کے بعد روح کا استاد باپ ہے
پہلیاں چور چور ہو جائیں گی۔

والد کی قبر اتنی تگ ہو جائے گی کہ اس کی ہڈیاں اور
پہلیاں چور چور ہو جائیں گی۔
11۔ فاسقوں اور بدکاروں کے زمرے میں اس کا حشر
ہوگا۔

12۔ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔
(محبیہ ظفر حیات، مٹھ ٹوانہ)

☆☆☆

ہو۔ سو یہ کہ جو لوگ یہ پیشہ اختیار کرنا چاہیں انہیں درس و تدریس شروع کرنے سے پہلے اس کی تربیت دی جائے۔ چارم یہ کہ اساتذہ کو ان علاقوں میں بھیجا جائے جہاں ان کی شدید ضرورت ہے۔ پنجم یہ کہ ملازمت کے دوران انہیں ہر طریقے سے سپورٹ کیا جائے، اچھی کارکردگی کو سراہا جائے اور ان کے معیار کو جانچنے کا طریقہ کار صاف و شفاف ہو۔ انہیں با اختیار بنایا جائے۔

☆☆☆☆☆

1۔ جو علم وہ حاصل کرے گا وہ بھول جائے گا۔
2۔ اس کی عمر کم ہوگی۔
3۔ شیطان کے مکر و فریب میں ہمیشہ مبتلا رہے گا۔
4۔ اس کا رزق جاتا رہے گا۔
5۔ اس کے چہرے سے نیکی اور سعادت کی رونق ختم ہو جائے گی۔
6۔ عبادت الہی کی اس کو توفیق نہ ہوگی۔
7۔ معرفت الہی کے لئے اس کا دل حاضر نہیں ہوگا۔
8۔ مرتے وقت اس کی زبان کلمہ شہادت کے لئے کوئی ہو جائے گی۔
9۔ دنیا سے بغیر ایمان اٹھے گا۔
10۔ اس کی قبر اتنی تگ ہو جائے گی کہ اس کی ہڈیاں اور پہلیاں چور چور ہو جائیں گی۔
11۔ فاسقوں اور بدکاروں کے زمرے میں اس کا حشر ہوگا۔
12۔ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔
(محبیہ ظفر حیات، مٹھ ٹوانہ)



کے لحاظ سے کم از کم اتنی ہونی چاہئیں کہ وہ اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔

اساتذہ نظام تعلیم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کے مالی حالات اگر خراب ہوں گے تو وہ وقتی سکون سے بچوں کو تعلیم نہ دے سکیں گے۔ سرکاری



سکول و کالج میں اساتذہ کے بارے میں ایک شکایت عام پائی جاتی ہے کہ وہ استاد کے کام کو ”تغییری پیشہ“ کہتے تو ہیں لیکن جتنی محنت سے وہ نئی ٹیوشن سینٹر اور کوچنگ سینٹرز اکیڈمیز میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اتنی توجہ وہ اپنی ڈیوٹی میں نہیں دیتے۔ اسی وجہ سے پرائیویٹ سکول و کالج کامیاب ہیں۔ حالانکہ سرکاری اساتذہ کو تنخواہ بھی اچھی ملتی ہے۔ ماضی میں اساتذہ کی تنخواہیں کم تھیں۔ ان کا احترام بہت زیادہ تھا اور وہ محنت سے اپنی ذمہ داری بھی پوری کرتے تھے۔ اب تنخواہوں میں اضافہ ہو چکا ہے لیکن احترام میں کمی کے ساتھ ساتھ اساتذہ اپنی ذمہ داریاں بھی پوری نہیں کر رہے۔ اسی وجہ سے شاید ماضی کی نسبت اب اساتذہ کا احترام اٹھ گیا ہے۔

ماضی قریب کا واقعہ ہے کہ مشہور ادیب مرحوم اشفاق احمد جب روم یونیورسٹی میں پروفیسر تعینات تھے تو ایک دفعہ ان کا گاڑی چلاتے ہوئے چالان ہو گیا۔ عدالت میں پیشی ہوئی دوران گفتگو جب جج کو پتہ چلا کہ وہ نیچر ہیں تو جج اپنی کرسی ایک طرف کر کے احتراماً کھڑا ہو گیا۔ یونیسکو، یو اینیسف اور تعلیم سے منسلک دیگر اداروں کی جانب سے اساتذہ کے مسائل کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے جو انہیں درپیش ہیں۔ مثلاً اول یہ کہ اساتذہ کو تحفظ دینے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے پالیسی بنائی جائے۔ دوم یہ کہ اس پیشے میں ایسے لوگوں کو ملازمتیں دی جائیں جو تربیت یافتہ ہوں، جن میں تدریس کا شوق



اساتذہ کے عالمی دن 5 اکتوبر کے موقع پر خصوصی تحریر

اساتذہ کا عالمی دن

اختر سردار چودھری

اساتذہ کا عالمی دن منانے کا فیصلہ کیا، اس دن اساتذہ کو ان کی اہمیت، ذمہ داری، ان کے مسائل کا ہم سب کو اور خاص کر حکومت کو احساس دلایا جائے تو یہی ہماری کامیابی ہے اور یہی اس عالمی دن کو منانے کا مقصد ہے۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضور ﷺ کو بحیثیت معلم بیان کیا اور نبی ﷺ ان (لوگوں) کو کتاب و حکمت (سنت) کی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ و تربیت کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ میں اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے“ امیر المومنین حضرت عمرؓ سے پوچھا گیا کہ اتنی بڑی اسلامی مملکت کے خلیفہ ہونے کے باوجود ان کے دل میں کوئی حسرت ہے، تو آپؓ نے فرمایا کہ ”کاش میں ایک معلم ہوتا۔“ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ”جس شخص نے مجھے ایک لفظ سکھایا میں اس کا غلام ہوں۔ اب اس کی مرضی مجھے بیچے،

قوم کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے والی عظیم ہستی کا نام استاد ہے۔ استاد سے مراد ہر وہ انسان ہے جس نے ہمیں کچھ سکھایا یا پڑھایا، جس سے ہم نے خود کچھ سیکھا، وہ ہنر ہو یا علم جو بھی ہو۔ اس میں ایسے استاد بھی ہیں جو شاگرد کو نہیں جانتے ہم نے ان کو پڑھا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ یہ بالکل غلط بات ہے کہ ہم صرف اسے استاد کہتے ہیں جس نے سکول و کالج یا مدرسے میں پڑھایا ہو۔ اس دن (عالمی یوم اساتذہ) ہم کو چاہئے اپنے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کریں۔
میں ماضی میں دیکھتا ہوں، ایسے بہت سے اساتذہ ہیں جو اب یاد آتے ہیں، جنہوں نے ہمارے اندر علم کا شوق پیدا کیا۔ ”اساتذہ کا عالمی دن یا ورلڈ ٹیچرز ڈے“ ہر سال 5 اکتوبر کو منایا جاتا ہے۔ اقوام متحدہ نے 1994ء سے



میں نے پاکستان بننے دیکھا

محمد اختر علی ظفر

گھر اندہ جو کہ 23 افراد پر مشتمل تھا کو تہ تیغ کر دیا گیا۔ میرے ایک ماموں جن کی عمر 18 سال تھی نوکے کے وار سے گردن تن سے جدا کر دی گئی۔ ان سے چھوٹے ماموں جن کی عمر 16 سال تھی میٹرک پاس تھے بھاگ کر کسی قافلہ میں شامل ہو کر پاکستان آ گئے۔

پاکستان نے ہمیں وہ کچھ دیا کہ ہندوؤں کے ساتھ رہتے ہوئے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم نے پاکستان کو دینا تو کیا تھا اپنی دوسری تیسری نسل کو یہ بھی نہ بتا سکے کہ یہ ملک کتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا گیا۔ چند سال پہلے میں چھٹی سے لے کر ایف اے تک کے لڑکوں کو بغیر کسی معاوضہ کے انگریزی پڑھایا کرتا تھا۔ جب ان کو بتایا کرتا کہ وہ ایک بارڈر سے لے کر شمال مار باغ تک زیر زمین شہدائے پاکستان کی ہڈیاں دفن ہیں جن پر یہ عالیشان پاکستان کھڑا ہے تو حیرت سے ان کے منہ کھلے رہ جاتے۔ صدیوں کے بعد ہم نے اپنے آپ کو بحیثیت پاکستانی پہچانا اور نہ اپنے دشمن کو جس کے ساتھ ہم تجارت اور کرکٹ کھیلنے کیلئے مرے جا رہے ہیں۔ ہم تو چراغ سحری ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے تاقیامت اس خطہ عشق محمدی کو قائم رکھے اور ادارہ نوائے وقت کو اپنی پوری تابانیوں، جولانیوں کے ساتھ سدا قائم رکھے جس نے نظریہ پاکستان کے پرچم کو سر بلند کر رکھا ہے۔ آمین۔

جس وقت پاکستان معرض وجود میں آیا۔ میری عمر دو سال تھی۔ اب 72 سال کا بوڑھا ہوں۔ جب میں شعور کی حدود کو چھونے لگا تو ہر عید اور شبِ برأت کے موقع پر والدہ مرحومہ کو آنسو بہاتے دیکھ کر دل ملول ہو جاتا۔ والدہ صاحبہ جو کہ سکول ٹیچر تھیں۔ وہ سب واقعات جو کہ 1947ء میں قیام پاکستان کے موقع پر مسلمانوں کے ساتھ پیش آئے۔ بڑی تفصیل کے ساتھ ہم بہن بھائیوں کو سناتیں کہ کس طرح اس ملک کا قیام عمل میں آیا۔ 10 لاکھ مسلمان قتل ہوئے۔ 80 ہزار جوان لڑکیاں اغوا ہوئیں۔ کئی جوان لڑکیاں اپنی عزت بچانے کیلئے کنوؤں میں کود گئیں۔

میرے نانا جان کا تعلق ضلع گورداسپور کے قصبہ دنیا نگر سے تھا اور وہ بلدیہ دنیا نگر کے سیکرٹری تھے۔ انکے چھوٹے بھائی فوج میں میجر تھے۔ پڑھا لکھا ہر حال سے آسودہ گھرانہ تھا۔ ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل تھا لیکن آخر وقت میں انگریز اور ہندو کی سازش سے یہ ضلع انڈیا کو دے دیا گیا۔

جب یہ اعلان ہوا تو ضلع گورداسپور کے مسلمان پریشان ہو گئے۔ نانا جان کے ہندو اور سکھ دوست ان کو تسلی دیتے کہ آپ کو خود پاکستان پہنچا کر آئیں گے۔ لیکن جب قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہوا تو انصیال کے خاندان کا

اکتوبر کے عالمی ایام

ملک محمد احسن

- ☆ یکم اکتوبر..... سبزیاں کھانے کا عالمی دن، بزرگوں کا عالمی دن
- ☆ 12 اکتوبر..... عدم تشدد کا عالمی دن
- ☆ 13 اکتوبر..... عالمی یوم مسکن
- ☆ 14 اکتوبر..... عالمی یوم حیوانات
- ☆ 15 اکتوبر..... عالمی یوم اساتذہ
- ☆ 17 اکتوبر..... باوقار روزگار کا عالمی دن، عالمی یوم مسکراہٹ
- ☆ 18 اکتوبر..... قدرتی آفات سے بچاؤ کا عالمی دن، انسانی ہمدردی کا عالمی دن
- ☆ 19 اکتوبر..... عالمی یوم ڈاک
- ☆ 10 اکتوبر..... عالمی یوم دفاعی صحت، ورلڈ ایک ڈے، سڑائے موت کے خلاف عالمی دن
- ☆ 11 اکتوبر..... بچوں کا عالمی دن
- ☆ 12 اکتوبر..... جوڑوں کے روز کا عالمی دن
- ☆ 14 اکتوبر..... عالمی یوم معیارات
- ☆ 15 اکتوبر..... عالمی یوم دیہی خواتین، ہاتھ دھونے کا عالمی دن، سفید چٹری کا عالمی دن (بصارت سے محروم افراد کا دن)
- ☆ 16 اکتوبر..... عالمی یوم خوراک
- ☆ 17 اکتوبر..... غربت کے خاتمے کا عالمی دن
- ☆ 20 اکتوبر..... ورلڈ شیف ڈے
- ☆ 24 اکتوبر..... عالمی یوم ترقی معلومات، عالمی یوم اقوام متحدہ، ورلڈ ایک ٹیچر ڈے
- ☆ 31 اکتوبر..... عالمی یوم بچت

مختلف ممالک کے قومی دن..... اکتوبر

- ممالک..... قومی دن
- ناہجریا..... یکم اکتوبر
- قبرص..... یکم اکتوبر
- چین..... یکم اکتوبر
- نوالو..... یکم اکتوبر
- گنی..... 12 اکتوبر
- جرمنی..... 13 اکتوبر
- لیسوتھو..... 14 اکتوبر
- کرویشیا..... 18 اکتوبر
- یوگنڈا..... 19 اکتوبر
- تائیوان..... 10 اکتوبر
- چین..... 12 اکتوبر
- استوائی گنی..... 12 اکتوبر
- گنی..... اکتوبر کا دوسرا دن
- زیمبیا..... 24 اکتوبر
- آسٹریا..... 26 اکتوبر
- ترکمانستان..... 27 اکتوبر
- سینٹ ونسٹ..... 27 اکتوبر
- جمہوریہ چیک..... 28 اکتوبر
- ترکی..... 29 اکتوبر

☆☆☆

خود کو بدلنا ہے

سنو اے نوہالان چمن! خود کو بدلنا ہے بنام حرمت ارض وطن! خود کو بدلنا ہے مسلح حکمران ہیں ملک پر جیسے کہ باشندے بدلنے کو کہاوت کا متن! خود کو بدلنا ہے یہ لازم ہے کہ ہم اپنے گریبانوں میں بھی جھانگیں نظر میں ہے بتائے انجمن! خود کو بدلنا ہے جہول اقبال ملت کے مقدر کے ستارے ہو سمجھ کر اب یہی قول و سخن! خود کو بدلنا ہے سیاست میں تقاضا ہے جواں ثبت رویوں کا کرو تم دور بوسیدہ ٹھکن! خود کو بدلنا ہے عوام الناس کو سمجھاؤ جا کر ووٹ کی وقت سنبھالو تم یہ بنیادی مشن! خود کو بدلنا ہے مفادات وطن پر ہر خوشی قربان کر ڈالو بنو تم اب اندھیرے میں کرن! خود کو بدلنا ہے ہمیں حرص و ہوا! داد و دہش کو چھوڑنا ہوگا انھیں یہ سوچ کر سب مرد و زن! خود کو بدلنا ہے حیات مختصر میں سادگی سے کام لینا ہے یہی اپنا کے دکھلاؤ! چلن! خود کو بدلنا ہے نکالے ہر کوئی دل سے خس و خوار کدورت کو بنو آپس میں یک جاں دو بدن! خود کو بدلنا ہے ہمیشہ ہانٹ لیں اپنوں کے دکھ درد اور یہ جذبہ رہے دل میں بقدر ظرف و ظن! خود کو بدلنا ہے مصیبت میں سدا اک دوسرے کے کام آنا ہے

نہ مانتے پر کوئی ڈالے سخن! خود کو بدلنا ہے وہ ہم سب بھول بیٹھے ہیں جو تھے افکار مسلم کے کرو تازہ دہی جذب کہن! خود کو بدلنا ہے ہمایاں سازشیں کفار کی! عفریت و ہشت کے لگا دو سر تاپا ان کو! اکن! خود کو بدلنا ہے جیالے سر بکف اسلام کے تاریخ نے دیکھے لگا لو دل سے دیسی ہی لگن! خود کو بدلنا ہے مجاہد بھی ہیں ہم غازی بھی ہیں اور بت شکن بھی ہم ڈرا پائیں گے کب دار و سن! خود کو بدلنا ہے عدو ہم کو کبھی کمزور جانے! جنگ بھی چھیڑے سروں پر باندھ کر لٹو کفن! خود کو بدلنا ہے مسالک اور فرقوں سے رہیں گر بالا تر ہو کر مسلمان کا مدھر ہوگا ظن! خود کو بدلنا ہے بکھر نہ پائے گا اسلام کی وحدت کا شیرازہ رہے گی کفر کے دل میں جلن! خود کو بدلنا ہے اگر ہوں متحد تو پھر نہیں ہو سکتے ہم خائف عدو لاکھوں کرے چاہے جتن! خود کو بدلنا ہے کہیں علم و ادب میں مل نہ پائے گی مثال ایسی نکھر جائے گا اپنا فکر و فن! خود کو بدلنا ہے ہم آہنگی اگر اے آفریں! اکشن میں ہو جائے کھلیں گے چار سو سو و سمن! خود کو بدلنا ہے رشید آفرین۔ سیالکوٹ

☆☆☆



میری عظیم (مرحومہ) قبلہ ماں جی

ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں اے قبلہ ماں جی سلام تم پر قبر سے لیکر حشر تک رحمتوں کے برسین انعام تم پر سرد راتوں کو بارگاہ الہی میں آپ کے وہ سجدے دعا ہے سایہ کرے قیامت میں سردیوں کا قیام تم پر سکوں جو ہے گود میں تمہاری سکون نہیں وہ کہیں میسر محبتوں، چاہتوں کی پیکر ہوں رحمتیں صبح و شام تم پر کریں حفاظت فرشتے حیرتی لحد کی یہی دعا ہے میری فدا قیامت کو جاں سے پیاری ہوں حوض کوثر کے جام تم پر رکھی ہے قدموں میں آپ کے جو حسین جنت میرے خدائے اے میری جنت فدا ہوں بہشت کے خزانے تمام تم پر وہ سختیاں آپ نے جو جھیلی ہیں میری جاں، جان پر اکیلے بدل میں نازل ہوں راحتیں اے قابل احترام تم پر دعا ہے جنت کی ایک کھڑکی کھلی رہے حشر تک قبر میں لحد سے حشر تلک ہو ماں آتش جہنم حرام تم پر دعا ہے پہچان کر قبر میں ادب سے اٹھ کر سلام کہہ دو خدا کرے مہرباں لحد میں ہوں انبیاء کے امام تم پر خدا کرے کہ جھولائیں جھولا فرشتے جنت بریں میں تجھ کو اے میرے گھر کی عظیم ولیاء ہوں لاکھوں ہی انعام تم پر شہدے میٹھی وہ شفقتیں مجھ کو دینے والی خدا کرے کہ قبر کا آگن ہمیشہ مجھے نزول رحمت ہو عام تم پر شفقتی مجھ پر خطا کی خاطر مصیبتیں جو اٹھائیں تم نے فدا ہے یہ جان و دل سے بیٹا تمہارا نوکر، غلام تم پر

جاوید احمد عابدی۔ لاہور

☆☆☆



انجینئر ساجد انور ملک
 "انجمن برائے تعلیم لاہور" کے تعاون سے اس سلسلے میں قارئین کو سائنس کے متعلق معلومات بہم پہنچاتی ہیں۔ اور اہم سوالات کے جوابات "پھول" میں شائع بھی کئے جاتے ہیں تاکہ دوسرے پڑھنے والے بھی مستفید ہو سکیں۔ دلچسپ اور اہم سوال کرنے والے ساتھیوں کو بالترتیب 200,300,500 روپے کی کتب انعام میں بھجوائی جاتی ہیں۔ سوال بھجوانے والوں کو جواب انفرادی طور پر بذریعہ ڈاک بھی ارسال کئے جاتے ہیں۔

سوالات "پھول" کے پتے پر بھجوائیں۔
 ہمراہ کوپن آنا ضروری ہے۔

سائنس کی دنیا
 موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

جواب: موتی (PEARL) ایک سخت چیز ہے جو ایک زندہ جانور (سمندری) (SHELLED MOLLUSK) کے نرم لٹو یعنی MANTLE کے اندر بنتا ہے۔
 دوسرے جاندار یعنی CONULARID میں بھی موتی بننے ہیں۔ MOLLUSK کے خول کی طرح موتی بھی کیلشیم کاربائیڈ (ARAGONITE) اور (ARAGORITE) کے آئرن سے بنے ہوتے ہیں۔ یہ نہایت نفیس کرشل کی شکل میں ہوتے ہیں جو ایک ہی مرکز کے گرد جڑ جڑ بننے ہیں۔

بہترین کوئی کے موتی بالکل گول اور ہموار سطح کے ہوتے ہیں مگر اشکال کے موتی بھی ہوتے ہیں جنہیں BAROQUE موتی کہتے ہیں۔

انتہائی اچھی کوئی کے قدرتی موتی قیمتی GEMSTONES گردانے جاتے ہیں۔
 موتی یعنی اچھی کوئی کے قدرتی موتی قابل تعریف اور قیمتی جانے جاتے ہیں۔ اچھے موتی قدرتی طور پر پائے جانے والے بہت کم ملتے ہیں اور انہیں ہی قدرتی موتی جانا جاتا ہے۔ CULTURED یا فارم میں پیدا کئے گئے موتی ہی زیادہ تر آج کل مارکیٹ میں فروخت ہوتے ہیں۔

یہ تازہ پانی کے OYSTERS اور MUSSELS حاصل کئے جاتے ہیں۔
 موتی صومالی موتی کے خول کے اندر بننے ہیں۔ موتی ایک دفاعی نظام کے عمل سے وجود میں آتے ہیں۔ قدرتی موتی جب سمندری MOLLUSKS کے خول کے اندر کسی بیرونی عنصر کا داخل ہوتا ہے تو دفاعی نظام کیلشیم کاربائیڈ سے اس کے ارد گرد ایک رکاوٹ بنادیتا ہے اور یہ آہستہ آہستہ ایک موتی کا روپ دھار لیتی ہے۔ یہ قدرتی موتی قیمتی اور خوبصورت ہوتے ہیں اور اچھی قیمت میں دستیاب ہوتے ہیں۔ CULTURED یا فارمی موتی بھی خوبصورت ہیں۔ MALLUSKS کو پیدا کر کے ان میں بیرونی IRRITANT احتارف کروا کر تقریباً چھ ماہ میں

بہتری مسدود۔ پھول
 سوال: کیلوری اصل میں کیا ہیں؟
 جواب: کیلوری (CALORIES) امریکی (توانائی) کی اکائی ہیں۔ ایک چھوٹی کیلوری (CAL) یا گرام کیلوری، یہ ایک اتنی توانائی ہے جو ایک گرام پانی کے درجہ حرارت کو ایک ڈگری فہنہ (1ATU) یا سائے جگہ پر پیر (دباؤ ہوا کا) ایک ایسا سفر (1ATU) ہے۔

دوسری کیلوری بڑی کیلوری یا کلو گرام کیلوری (CAL) یا فوڈ کیلوری ہے۔ (KCAL) یہ 1000 چھوٹی کیلوری کے برابر ہوتی ہے۔
 1CAL = 1000KCAL یا 1KCAL = 1000KCAL
 یا SI سسٹم میں توانائی کی اکائی JOULE ہے۔ ایک چھوٹی کیلوری میں 4.2 جوڈل (JOULE) ہوتے ہیں اور بڑی کیلوری میں 4.2K جوڈل (JOULE) ہوتے ہیں۔ کیلوری کو JOULE میں تبدیل کرنے کیلئے SPECIFIC HEAT پانی کی خاص درجہ حرارت پر جو کہ JOULES فی KELVIN گرام پانی کو گرام پانی کو گرام استعمال ہوتی ہے۔

سرکاری طور پر پائے نہ جانے کے باوجود خوراک کی توانائی کیلئے کیلوری استعمال ہوتی ہے۔ (CAL) یا (KCAL) کیلوری موما کیما میں استعمال ہوتی ہے اور اکائی KCAL میں توانائی کی مقدار لکھی جاتی ہے۔

CALORIE سب سے پہلے 1824 میں NICOLAS CLEMENT نے حرارتی توانائی کی اکائی کے طور پر استعمال کی 1841 میں یہ برطانوی اور فرانسیسی لغات میں استعمال ہوئی اور 1887 میں بڑی کیلوری کی اکائی امریکی سسٹم میں WILBUROLIN AT WATER نے متعارف کرائی۔ آج کل خوراک کے ڈیوں پر توانائی کو کلو کیلوریز (KCAL) یا CAL میں درج کیا جاتا ہے۔ چکنائی کا 1GRAM تقریباً 9KCAL (KCAL) کا حامل ہوتا ہے۔ 1GRAM کاربوہائیڈریٹ یا پروٹین میں تقریباً 4KCAL ہوتی ہیں۔

مرزا محمد ربیع۔ حیدرآباد
 سوال: موتی کیسے بنتے ہیں؟

زابد مسعود۔ لاہور
 شاعر۔ کالم نگار

سلیم صافی۔ اسلام آباد
 صحافی۔ کالم نویس۔ اینکر

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

رانا امیر احمد خاں
 ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
 صدر سٹیزن کونسل آف پاکستان

سلیمان جاذب۔ سرگودھا
 شاعر۔ ادیب

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

موتی حاصل کئے جاتے ہیں۔
 قدرتی یا CULTURED موتی کسی بھی رنگ کے ہو سکتے ہیں اور ان کی کوئی پر قیمت کا انحصار ہوتا ہے۔ صنعت میں بھی مصنوعی موتی بنائے جاتے ہیں جو کہ پلاسٹک یا پتھر کے ہوتے ہیں۔ اصلی اور قدرتی موتی خراجہ گاہ میں آسانی سے تشخیص ہو جاتے ہیں۔

پشاور منجمنٹ یونیورسٹی میں خطاطی کی ورکشاپ



خورشید کوہ قلم

پہول قارئین:..... سب سے پہلے ایک طویل عرصہ بعد حاضر ہونے کے لئے معذرت:

ہوئی ہے تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا گزشتہ دنوں راقم کو پرنسپل پشٹل کالج آف آرٹس جناب ڈاکٹر مرتضیٰ جعفری کی طرف سے پشاور جانے کا حکم ملا۔ ڈپٹی رجسٹرار شہزاد کی طرف سے صرف دو دن بعد پشاور روانہ کی گئی تھی۔ پشاور جاتے ہی اندازہ ہوا یہ وہ پشاور نہیں ہے کہ جہاں راقم الحروف نے 1983ء میں حاضری دی تھی۔ یہاں بہت سی بادیں تھیں۔ میرے مرحوم بھائی محمود عالم بھی اُن دنوں وہاں تعینات تھے۔ ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی بجائے اب موڑے کواٹی کی شاہراہیں تھیں، سرنگھٹ پلازے اور یونیورسٹیاں موجود تھیں۔ اب یہ پشاور ایک بہت بڑا شہر دیکھ رہا تھا۔ پشاور ہمیشہ سے علم و ادب کا بھی گہوارہ رہا ہے اور مسلم سلاطین و صوفیاء کرام انہی راستوں سے کشور ہند میں داخل ہوئے۔ رمن بابا جیسے صوفی شعراء اور ایم ایم شریف آرٹسٹ جیسے خطاط اسی سرزمین سے ابھرے۔ یونیورسٹی جاتے ہوئے بہت سے خیالات میرے ذہن میں تھے مگر جب میں وہاں پہنچا تو ایک عظیم درس گاہ کو دیکھ رہا تھا۔ چند بچوں اور وہاں کی ایک عہدیدار گل رخ نے استقبال کیا۔ علی بابا اور طاہر خورشید میرے ہمراہ تھے۔ استقبال میں بھی ایک



ایسی روز جناب وائس چانسلر اور میاں صاحب کے ہمراہ ایک دعوت کا اہتمام تھا جو پشاور کی روایتی وشن تھی۔ رہائش گاہ سے بندہ وہاں پہنچا اور چونکہ راقم الحروف ان ڈشیر کو کھانے کا حوصلہ اور عمدہ نہیں رکھتا مگر دیکھ دیکھ کر سرد آہوں سے سب کو دیکھتا رہا۔ دوسرے دن ورکشاپ کی تربیت کے بعد پروگرام بنا اور پشاور کا ایک قدیم قلعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ اپنی نوعیت کا مثالی طرز تعمیر تھا اور وہاں کھدائی کے دوران قدیم پشاور کے آثار ملے۔ یہ ایک مطالعاتی منظر تھا اور تاریخ سے آگاہی رکھنے والوں کو یہ ضرور دیکھنا اور سمجھنا چاہئے۔ میاں گل محمد ہمراہ تھے اور وہ ہر جگہ مکمل رہنمائی کر رہے تھے۔ اُس وقت بہت سی بگلیاں بند تھیں اس لیے محض ان مقامات کو دیکھنے پر اُنھار کرنا پڑا۔ خطاطی کے فن میں طلباء و طالبات نے جس والہانہ وابستگی کا اظہار کیا وہ دیکھنے کی قابل

ہے۔ محض مضمرات میں قتل لگا کر بڑے سلیقے سے انہیں کیوں کے فن پاروں میں تبدیل کر دیا گیا اور یوں یہ حروف خال رخ کی طرح جگمگانے لگے۔ خطاطی سے اہل پشاور کی یہ وابستگی اتفاقاً تھی بلکہ اس فن کی میراث اُن کے خون میں موجود تھی۔ کئی طلباء و طالبات نے اس ورکشاپ میں خدمت کی ذمہ داری لے رکھی تھی۔ وائس چانسلر صاحب نے ہر اعتبار سے بہت عمدہ انتظامات کر رکھے تھے۔ طلباء و طالبات نے چند دنوں میں عمدہ خطاطی کا مظاہرہ کیا جو ان کے فن خطاطی میں روشن مستقبل کی علامت تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور جس مقصد کے لئے وہاں جانا ہوا وہ پورا ہو۔

☆☆☆

استقبال کیا اور پھر وہاں میاں گل محمد سے جو وہاں کے رجسٹرار تھے اُن سے ملاقات ہوئی۔ وہ فارسی، پشتو کے حدود جادوب اور پروڈوق شخصیت تھے۔ یوں اس ماور علمی میں خطاطی ورکشاپ کا آغاز ہو گیا۔ کام اس لیے مشکل

وائس چانسلر ڈاکٹر محمد حسن اور رجسٹرار میاں گل صاحب نے ذاتی دلچسپی سے اس ورکشاپ کے لئے محنت کی۔

تھا کہ اُن طلباء و طالبات کو اس کی پہلے کبھی آگاہی نہ تھی اور ان طلباء نے کبھی قلم کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔ اس کے باوجود حوصلہ افزا سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ شرکاء ورکشاپ میں جذبہ اور ہمت و عزم واضح نظر آ رہا تھا جو ان راستوں کا ہمیشہ سرا یہ ہوا کرتا ہے۔

سلیقہ موجود تھا۔ آٹھ سٹوڈنٹس اس ورکشاپ میں شامل تھے۔ یہ وہاں پرفائن آرٹ کے شعبے کی طرف شاید پہلا قدم ثابت ہو۔ یونیورسٹی میں وائس چانسلر ڈاکٹر محمد حسن سے ملاقات ہوئی وہ ایک باذوق اور انتھک محنت کرنے والے نظر آئے۔ انہوں نے پرتاپک طریقے سے

پہول کی اسد اللہ خاں

پہول قارئین:..... 1040ء..... مین کا یوم آزادی + یکم

12 اکتوبر 2016ء..... شارجہ میں کھیلے گئے دوسرے دن اسے فتح میں پاکستان نے 337 رنز بنائے جواب میں ویسٹ انڈیز 278 رنز بنا سکی۔ یوں پاکستان نے ون ڈے کی سیریز جیت لی۔

13 اکتوبر 2016ء..... (یکم محرم) حضرت عمر فاروقؓ کا یوم شہادت پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک میں عقیدت و احترام سے منایا گیا۔

14 اکتوبر 2016ء..... ایسٹونیا میں پہلی بار پارلیمنٹ نے ہماری اکثریت سے کرکٹی کالے خاتون کو ملک کا صدر منتخب کر لیا۔

15 اکتوبر 2016ء..... یو اے ای میں ون ڈے تیسرے اور آخری کرکٹ میچ میں بھی پاکستان نے 308 رنز بنائے۔ جواب میں ویسٹ انڈیز صرف 172 رنز بنا پائی۔ بابر اعظم نے اس میچ میں تیسری پختہ پائی اور ریکارڈ قائم کیا۔

16 اکتوبر 2015ء..... پاکستان کی خواتین کرکٹ ٹیم نے کراچی (پاکستان) میں ون ڈے سیریز میں بنگلہ دیش ٹیم کا دیا ہوا 124 رنز کا ہدف 39 ونس اور میں حاصل کر لیا۔ بنگلہ دیش کو وائس واش کر کے عظیم کامیابی سمیٹ لی۔

17 اکتوبر 2016ء..... پاکستان اسمبلی نے متفقہ طور پر بل منظور کیا کہ "غیرت" کے نام پر قتل کے جرم میں سزا نہیں ہوگی۔ فیصلہ 90 دن کے اندر ہوگا مگر اگر سزا عمر قید ہوگی۔

18 اکتوبر..... قدرتی آفات سے بچاؤ کا عالمی دن۔ عالمی یوم بھائی چارہ۔ عالمی یوم بصارت۔

19 اکتوبر 2015ء..... بھارت نے گیٹ بند کر دیا۔ سمجھوتہ ایکسپریس ٹرین کو داخل نہ ہونے دیا۔ 130 پاکستانی اور 80 مسافر واپس نہ جاسکے۔

10 اکتوبر 2016ء..... معاشیات کا نوبل انعام برطانوی نژاد امریکی ہارٹ اور فن لینڈ کے بالشروم نے جیت لیا۔

11 اکتوبر 2016ء..... امریکی اخبار "واشنگٹن پوسٹ" نے حقیقت کا خوب اظہار کیا کہ کسی اور ملک میں کشمیر جیسی صورت ہوتی تو عالمی برادری کبھی چپ نہ رہتی۔

12 اکتوبر 2015ء..... پاک فوج کے سابق شیر دل آر چیف جنرل راجیل شریف کو ترکی کے سروروزہ دورہ پر ان کی دہشت گردوں کے خلاف کامیابیوں پر ترک آرمی چیف نے "فرکشن لچنڈ آف میرٹ" کے ایوارڈ سے نوازا۔



اکتوبر کے اہم واقعات

13 اکتوبر 2016ء..... تھائی لینڈ کے بادشاہ بھومی بول 70 برس عکرائی کرنے کے بعد 88 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ دنیا میں طویل ترین عکرائی کا ریکارڈ بھی بن گئے۔

14 اکتوبر 2016ء..... اسرائیل نے یونیسکو سے ہر طرح کا تعاون معطل کر دیا۔

15 اکتوبر 2016ء..... دوہی میں پہلے ٹیسٹ میچ میں اظہر علی ٹریل پختہ پائی پاکستان کے چوتھے ٹریل پختہ پانے والے شاربین گئے۔ ان سے پہلے حنیف محمد خان انعام الحق اور یونس خان ٹیسٹ میچوں میں ٹریل پختہ پانے والے ہیں۔

16 اکتوبر 2016ء..... دوہی ٹیسٹ میچ میں چوتھے روز پاکستانی باؤلر یاسر شاہ 100 وکٹیں حاصل کرنے والے تیز ترین باؤلر بن گئے۔

17 اکتوبر 2016ء..... خانہ کعبہ (مکہ معظمہ۔ سعودی عرب) کو کئی من عرق گلاب اور آب زم زم سے غسل دیا گیا۔

18 اکتوبر 2016ء..... سعودی عرب میں سعودی شہزادے ترکی بن الکبیر کا اپنے دوست عدل الحمود کو قتل کرنے کے جرم میں سر قلم کر دیا گیا۔

19 اکتوبر 2016ء..... یونیسکو میں قرارداد منظور ہوئی کہ مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا مذہبی مقام ہے۔ اس پر یہودیوں کا کوئی حق نہیں۔ اس پر اسرائیل سخت ہوا۔

20 اکتوبر 2016ء..... بھارتی متعصب عدالت نے گجرات میں مسلم کش معاملات میں 33 مسلمانوں کو زندہ جلانے والے 14 ہندو مجرموں کو بری کر دیا۔

21 اکتوبر 2016ء..... چین نے پاکستان کو ہدیہ لڑاکا ایٹی آر بدوزیں فروخت کرنے کا اعلان کر دیا۔ 5 ارب ڈالر کا دفاعی معاہدہ طے ہو گیا۔

22 اکتوبر 2016ء..... روس کے سامبیریا کے شمال

خدا حافظ..... امی۔
خدا حافظ۔

سارہ نے ماں کو سلام کیا اور سکول کے لئے نکلی، باہر اس کی دین کڑی تھی۔ سارہ دین میں سوار ہو گئی۔ سکول پہنچ کر اس نے کلاس میں دیکھا کہ سب سے آخری صف پر ایک لڑکی سب سے الگ تھلک بالکل تنہا اور گم سم بیٹھی ہے۔

سب لڑکیاں اسے چور کہتی تھیں اور.....

نئی لڑکی

”یہ کون ہے؟“۔ سارہ نے اپنی بہترین دوست ماریہ سے پوچھا۔
”ارے اس کا نام رابعہ ہے اس کا سکول میں پہلا دن ہے آج۔“ ماریہ نے بتایا تو سارہ اس سے بات کرنے کے ارادے سے اٹھی۔
”کہاں جا رہی ہو؟“۔ ماریہ نے سارہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھاتے ہوئے پوچھا۔
”اُدھر اس کے پاس۔“ سارہ نے جواب دیا۔
”اُس سے زیادہ بات نہ کرتا۔“ ماریہ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
”وہ کیوں؟“۔ سارہ نے استفسار کیا تو ماریہ نے اس کو بتایا ”وہ ایک چور ہے۔ پرانے سکول میں اس نے کچھ چرایا تھا اس لئے اسے نکال دیا گیا۔“
اسی دوران ٹیچر آ گئی اور انہیں مزید بات کا موقع نہ مل سکا۔
اگلے دن سارہ نے محسوس کیا کہ رابعہ کچھ اُداس ہے جس پر سارہ کو دکھ سا ہوا مگر وہ اس نئی لڑکی کی کیا مدد کر سکتی تھی۔
بھلے ایک بار اس سے بات تو کرنا چاہئے۔ سارہ نے سوچا پھر جیسے ہی تفریح کے لئے گھنٹی بجی سارہ اس سے بات کرنے پہنچ گئی۔ وہ نئی لڑکی اس وقت بھی میدان کے ایک کونے میں اُداس بیٹھی تھی۔
”میرا نام سارہ ہے کیا میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں؟“۔ سارہ نے پوچھا تو رابعہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
سارہ نے پوچھا ”تم کیلوی کی نہیں؟ ہر وقت اتنا اُداس



بچے اپنے شوق کے ساتھ اپنی پاپورٹ سائز تصاویر بھی بجا سکتے ہیں
ان تصویروں کو ملے جلے رنگوں میں رنگ کر سکتے ہیں
ان تصویروں کو بڑی تصویر بن کر بجا سکتے ہیں

ماہانہ ممتاز عثمانی۔ پندر ساطانی

ماہ نور حسن۔ جڑالوالہ



تانیہ ناصر



حسن طاہر۔ ہزارہ



عبداللہ یوسف۔ بہا پور





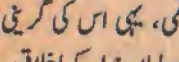
اس میں بڑا سامنہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ آؤ ہم خود یہ صفائی کر لیں۔ ذرا شغل ہی سہی۔“ گرینی نے کہا۔
 مناسب بہن بھائیوں کو بلالائی۔ انہیں صفائی کرنے والی بات بھلی لگی۔ گرینی کے ساتھ کام کرنا انہیں خود بھی بہت پسند تھا۔ گرینی نہایت نظم و ضبط سے یوں کام کر دیتی کہ کام کرنے کا پتہ بھی نہ چلا اور ان سب کی تعریف بھی ہوتی، انعام الگ سے ملتا۔
 ”سہیل تم لو یہ جالے جھاڑنے والا لمبا برش کمرے کی دیواروں پر پھیر دو۔ کمرہ ہے تو صاف لیکن پھر بھی کوئی

”اس میں بڑا سامنہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ آؤ ہم خود یہ صفائی کر لیں۔ ذرا شغل ہی سہی۔“ گرینی نے کہا۔
 مناسب بہن بھائیوں کو بلالائی۔ انہیں صفائی کرنے والی بات بھلی لگی۔ گرینی کے ساتھ کام کرنا انہیں خود بھی بہت پسند تھا۔ گرینی نہایت نظم و ضبط سے یوں کام کر دیتی کہ کام کرنے کا پتہ بھی نہ چلا اور ان سب کی تعریف بھی ہوتی، انعام الگ سے ملتا۔
 ”سہیل تم لو یہ جالے جھاڑنے والا لمبا برش کمرے کی دیواروں پر پھیر دو۔ کمرہ ہے تو صاف لیکن پھر بھی کوئی

نداکو اپنی سہیلیوں کا انتظار تھا کیونکہ۔۔۔

ندائے کی دعوت

”یوں کرو کہ پانی کا جبک اور گلاس اس طرف رکھو کیونکہ آپ اس طرف ہی بیٹھو گی اور آسانی سے پانی گلاسوں میں ڈال کر دے سکو گی۔“ گرینی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”چائے کا پریس انیڈ پور اس طرف رکھو۔ اس کے ساتھ ہی چائے کے لئے کپ رکھو۔ درمیان میں گلدان رکھو، سہیل لے آؤ۔ تازہ پھولوں کا گلدستہ۔“ گرینی نے دروازے کی طرف منہ کر کے کہا۔ جہاں سہیل بڑا پیارا سا

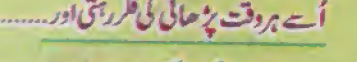


تازہ پھولوں کا گلدستہ لیے کھڑا تھا۔
 ”یہ ہوئی نابات۔“ گرینی خوش ہو گئیں۔ ”میں نہ کہتی تھی کہ آپ بہت پیارا گلدستہ بنا سکتے ہو۔ لاؤ یہ مجھے دے دو تاکہ میں اسے گلدان میں لگا کر میز پر رکھ دوں۔“
 پلیٹیں، چمچ، کانٹے، جھری رکھ کر گرینی نے میز پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہی تھی کہ امی جان کی آواز آئی کہ کئی وی لاؤنج میں دوپہر کا کھانا لگ گیا ہے۔ آکر کھانا کھا لو اور سب اس طرف چلے گئے۔
 کھانے سے فارغ ہو کر ندائے گرینی کی مدد سے کیک بنایا۔ وہ یوں کہ اس نے ڈیڑھ کپ میدہ اچھی طرح چھان کر صاف کر لیا اور ڈیڑھ چمچ بیکنگ پاؤڈر ڈال کر خوب چھاننا تاکہ دونوں چیزیں اچھی طرح کس ہو جائیں۔
 ادھر گرینی نے کچن نکال کر صاف کیا ہی ہوئی چینی، چار عدد دائرے، لیکن اس میں ڈال کر کس کیا اور میدہ ملایا۔ اچھی طرح پیسٹ کر اسے سانچے میں ڈالا اور اون میں رکھ دیا۔ پکن صاف کیا۔ وہ تھک تو گئی تھی لیکن اپنی سہیلیوں کی آمد کی خوشی میں اسے تھکاوٹ کا ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا۔ گرینی نے اسے آرام کرنے کے لئے بھی کہا لیکن وہ کیک بننا ہوا دیکھنا چاہتی تھی۔ اسے کیک کو پھولتے ہوئے دیکھنا بہت اچھا لگتا تھا۔
 گرینی نے کچی سلائیاں کا کیکٹ نکالا اور کڑائی میں تیل گرم کر کے تننے لگیں۔ امی جان نے شامی فریزر سے نکال کر رکھے ہوئے تھے انہیں بھی تلا اور اون میں گرم رکھنے کے لئے محفوظ کر دیئے۔
 کیک کی خوشبو کمر بھر میں پھیل گئی تھی۔
 وہ بہت خوش تھی۔



بادشاہ اور مزدور

ایک رات بادشاہ معمول کے مطابق گشت پر تھا۔ اور ایک تندور کے پاس کسی شخص کو سویا ہوا دیکھا تو اس کو اٹھا کر پوچھا کہ وہ کون ہے۔ جواب میں اس شخص نے بتایا کہ وہ غریب مزدور ہے۔ دن بھر مزدوری کرتا ہے۔ اور رات کو اس تندور کے پاس ہی سو جاتا ہے۔
 بادشاہ نے پوچھا کہ اس سردی میں اس کی رات کیسے گزرتی ہے؟ تو اس مزدور نے جواب میں جو کہا اس نے بادشاہ کو حیران کر کے رکھ دیا۔
 مزدور نے کہا جناب نصف رات آپ کے انداز میں گزرتی ہے اور بقیہ آپ سے زیادہ اچھے انداز میں گزارتا ہوں۔
 بادشاہ نے بڑی حیرت سے پوچھا کہ وہ کیسے؟
 مزدور نے جواب دیا کہ جب تک تندور گرم رہتا ہے۔ تو میں آپ کے چمچی نیند سے لطف اندوز ہوتا ہوں اور جب تندور ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو اٹھ کر اللہ کی عبادت شروع کر دیتا ہوں جو آپ کے مقابلے میں وقت کا بہترین استعمال ہے۔
 (خط انیس کھوکھر، قاروند ضلع سرگودھا)



اے ہر وقت پڑھائی کی فکر رہتی اور۔۔۔

میں نہیں کھیلوں گا

کرن اسلم

شام کا وقت تھا۔ شانی، دانیال کوٹ ہال کھیلنے کے لیے بلانے آیا تھا۔ دانیال نے اپنے دوست شانی سے کہا۔ ”بڑھو گے بلکھو گے ہو گے نواب۔ کھیلو گے، کوڈو گے تو ہو گے خراب۔۔۔ سمجھے تم؟“ شانی کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا۔ حالاں کہ دانیال اس وقت اسکول کا کام مکمل کر چکا تھا۔ دانیال بہت کم کھیلنے جاتا تھا۔ ہر وقت پڑھائی کی فکر میں رہتا۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ دو ایکسٹریز بنے گا۔ اس لیے وہ خوب محنت کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ بہت اچھے نمبر حاصل کر سکے۔
 ”شانی کو واپس کیوں بھیج دیا دانی؟“ سعدیہ آپی نے پوچھا۔
 ”مجھے اگلا سبق پڑھنا ہے۔ وہ کھیلنے کے لیے نکالنے آیا تھا۔“ دانیال نے جواب دیا۔
 ”آپ کو کھیلنے جانا چاہیے تھا دانی۔ اسکول کا کام تو آپ کر چکے ہوتا۔“ آپی نے پیار سے کہا۔
 ”نہیں! مجھے نہیں کھیلنا۔ کھیل میں وقت ضائع ہوتا ہے۔“ دانیال نے سمجھدار بننے ہوئے کہا۔ آپی نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پاس بیٹھ گئیں۔ ”میرے پیارے بھائی! کیا آپ کو معلوم ہے؟ کھیل آپ کو صحت مند رکھنے کے لیے ضروری اور اچھا ہے۔“ آپی کی اس بات پر دانیال نے حیران ہو کر دیکھا۔ چہے اسے آپی کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔
 ”جاؤ! کھیلو جا کر دوستوں کے ساتھ۔“ آپی نے دانیال کو ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا۔ دانیال نے فوراً ہاتھ پھیر دیا۔
 ”نہیں! میں نہیں جاؤں گا۔ اگر میں کھیل میں لگ گیا تو میرے نمبر کم آئیں گے۔ وہ بولا تو آپی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”پڑھنا اچھی بات ہے لیکن یہ کیا کہ آپ ہر وقت کتاب کی کڑا رہے رہو۔ کھیل تب نقصان دیتا جب آپ ہر وقت اور پڑھائی کو بھول کر کھیل میں لگے رہو۔ پڑھنے کے بعد ذہن اور جسم کو تروتازہ کرنے کے لیے کھیلنا بہت ضروری ہے۔ کھیلو گے تو طبیعت میں پختی رہے گی۔ ایک بات بتاؤ۔ اسکول کا کام کرنے کے بعد تھک جاتے ہوئے؟ اور کام کرتے کرتے سستی بھی چھانے لگتی ہے؟“ آپی نے پوچھا۔
 ”جی! لیکن وہ تو کام کی تھکن ہوتی ہے۔“ دانیال نے کہا۔
 ”پیارے بھائی! کھیلنے سے انسان کا جسم توانا بنتا ہے۔ پھر تھکن بھی کم ہوتی ہے۔ فٹ بال، ہاکی، کرکٹ، دوڑ لگانا اور بیڈمنٹن وغیرہ جیسے کھیلوں میں جسم کی خوب ورزش ہوتی ہے۔ تھکے مضبوط ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے انسان تن درست رہتا ہے۔ سستی بھی باس کم آتی ہے۔ پڑھنے کے لیے بھی صحت مند جسم اور دماغ کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے اچھی خوراک کے ساتھ کھیل اور ورزش بہت ضروری ہے۔ ہاں بس تھوڑا وقت مخصوص کر کے کھیلو اور پھر اسکول کا کام کرو۔“ دانیال نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ ”جی ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ شاید اسی لیے میں جلد سستی کا شکار ہو جاتا ہوں۔ اب میں ضرور کھیل کر دوں گا۔“ دانیال نے مسکرا کر کہا اور کھیلنے چلا گیا۔



مرتبہ
حکیم لقمان ایک دن اپنے شاگرد کو حکمت و دانائی کا درس دے رہے تھے۔ ایک شخص سامنے آکھڑا ہوا۔ دیر تک ان کی صورت پر غور کرتا رہا اور آخر پہچان کر بولا۔ ”تم وہی ہوتاں، جو فلاں مقام پر میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے۔“
بولے ”ہاں! میں وہی شخص ہوں۔“ بولا ”پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟“
بولے ”مجھ بولنے اور بلا ضرورت بات نہ کرنے سے۔“
(جویریہ..... نکانہ صاحب)

دلچسپ معلومات اور رنگارنگ تحریروں کا گلدستہ

پولیس کیسوں کے لئے حکاماتِ عدالت کی طرف سے درخواستیں کی جاتی ہیں۔ یہ درخواستیں عدالت کے جج کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

اسلامی معلومات
☆..... ”امین الامت“ حضرت ابو عبیدہ کا لقب ہے۔
☆..... ”سیف اللہ“ (یعنی اللہ کی تلوار) حضرت خالد بن ولید کا لقب ہے۔
☆..... سورۃ فاتحہ وہ واحد قرآنی سورت ہے جس میں حرف ”ف“ نہیں ہے۔
☆..... سورۃ المجادلہ کی ہر آیت میں اللہ کا نام موجود ہے۔
(ایک مجموعہ مکتوب)

”لفظ شہید“ کے بارے میں کیا آپ جانتے ہیں؟
مرئی لفظ میں شیر کیلئے بہت سے نام موجود ہیں شیر جب اپنی کھجاری میں اپنے پاؤں کو سمیٹ کر بیٹھا ہو تو اس کیفیت کو اسد کہتے ہیں۔
اور جب وہی اسد اپنی کھجاری سے نکل کر چل قدمی کرنے لگے تو اس کیفیت کو فرام کہتے ہیں۔
اور وہی فرام چل قدمی کرتے ہوئے کسی خاص سمت کی جانب دیکھنا شروع کرے تو اس کیفیت کو غنفر کہتے ہیں۔
جب وہی غنفر دھاڑتے ہوئے اپنی کھجاری سے کسی مخصوص سمت میں چل پڑے تو اس کیفیت کو شہید کہتے ہیں۔
اور جب وہی شہید اپنے شکار پر حملہ آور ہو جائے تو اس کیفیت کو حمزہ کہتے ہیں۔
اور جب وہی حمزہ اپنے شکار کو اپنے گلے میں اس طرح کس لے کر اس کا سانس لیتا دیکھو ہو جائے تو اس کیفیت کو عباس کہتے ہیں۔
اور جب وہی عباس اپنے شکار کو کھڑوں میں بانٹ دے تو اسے حیدر کہتے ہیں۔
(سبحان اللہ)
(اقراء یٰمنین۔ منذی بہاؤ الدین)

بکھرے موتی
○ وہ دل ہی کیا جس میں اللہ تعالیٰ نہ ہوں۔
○ وہ حکومت ہی کیا جس میں انصاف نہ ہو۔
○ وہ رزق ہی کیا جو حلال نہ ہو۔
○ وہ چراغ ہی کیا جس میں روشنی نہ ہو۔
○ وہ علم ہی کیا جس پر عمل نہ ہو۔
○ دوسروں پر اٹھنا کرنے والا نقصان اٹھاتا ہے۔
○ محنت اور خلوص ہر کامیابی کی کنجی ہے۔
○ دوسروں کو خوش رکھو۔ خوش رہو گے۔
○ بدترین بھوت وہ ہے جس میں کچھ جی بھی شامل ہو۔
○ موت ایک دروازہ ہے۔ جس سے ہر ایک کو گزرنا ہے۔
○ اچھائی دوسروں میں اور برائی اپنے آپ میں تلاش کرو۔
○ مقصد کی چمکی لگن مشکلات میں بھی ہمت نہیں ہارنے دیتی۔
○ کامیابی چاہتے ہو تو دوسروں کی خامیاں تلاش کرنے کے بجائے خوبیاں تلاش کرو۔
(مرسلہ: ثروت یعقوب لاہور)

پھولوں کے فوائد
☆ سبب دل کی حفاظت کرتا ہے اور قبض نہیں ہونے دیتا۔
☆ کیلا پھول کو مضبوط کرتا ہے اور بلڈ پریشر کنٹرول کرتا ہے۔
☆ انگوڑا نگھوں کی صحت کے لئے بہتر ہے اور گردے کی پتھری نہیں ہونے دیتا۔
☆ مالٹا جسم میں بیماری کے خلاف دفاعی نظام کو بہتر کرتا ہے اور بے خوابی کو ختم کرتا ہے۔
☆ آڑو ہارٹ ایک کوروکتا ہے اور ہائے کو بہتر کرتا ہے۔
(محمد نیک امین۔ چھانکائی)

بیکار ہے
○ وہ عدالت جس میں انصاف نہیں۔
○ وہ رات جس میں عبادت نہیں۔
○ وہ دل جس میں خدا کا خوف نہیں۔
○ وہ حاکم جس میں رحم نہیں۔
○ وہ دولت جس میں سخاوت نہیں۔
○ وہ علم جس میں عمل نہیں۔
○ وہ دوست جس کے دل میں بغض ہو۔
(عبدالواسطہ رضا..... والٹن کالونی)

دلچسپ معلومات
☆ کلورین واحد گیس ہے جو رنگدار ہوتی ہے۔ (رنگ سبزی مائل پیلا)
☆ بحر مردار واحد سمندر ہے جس میں کوئی زندہ چیز نہیں ہے۔
☆ شیشے کو ٹھوس بھی سمجھا جاتا ہے اور مائع بھی۔
☆ نظام شمسی کے تمام سیارے اٹنی کلاک وائرز گردش کرتے ہیں سوائے ونس (یورینس) کے۔
☆ طوطا اور خرگوش اپنے سر کو پیچھے موڑے بغیر پیچھے دیکھ سکتے ہیں۔
☆ چپس کے پیکٹ میں 70% ہوا بھری ہوتی ہے تاکہ چپس خستہ نہ رہیں یہ ہوا نائٹروجن گیس ہوتی ہے۔ (اور کپنی کی بچت بھی)
☆ دنیا کا ایک ٹیک سب سے تیز رفتار انسان یوسین بولٹ ہے جو 45 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔
☆ یورپ میں 14 یا اس سے زائد منازل کی عمارت بناتے وقت تیرہویں (13) منزل کو گنتی میں شمار نہیں کیا جاتا۔
☆ کیوری خاندان دنیا کا وہ واحد خاندان ہے جسے سائنس میں 5 نوبل پرائز ملے ہیں۔
(سید طاہر اسلم ہاشمی قصور)

زنگی کیا ہے؟
☆ لمحہ موجود میں خوش رہیں یہ تمہاری زندگی کا لمحہ ہے۔ عمر خیاں
☆ آرٹ کا مقصد روزمرہ زندگی کی گرد و گورج پر سے جھارنا ہے۔ ہلو پکاسو
☆ ماضی کی قلمرت کرو، مستقبل کے خواب مت دیکھو، موجودہ لمحے پر توجہ مرکوز کرو۔ گوتم بدھ
☆ موت کا خوف زندگی کے خوف سے آتا ہے جو شخص بھرپور زندگی جیتا ہے وہ کسی بھی وقت مرنے کو تیار ہوتا ہے۔ مارک ٹوائین
☆ کامیابی انہیں نصیب ہوتی ہے جو اپنی زندگی کا مقصد پانے کیلئے سب کچھ قربان کرتے ہیں۔
☆ کامیابی کیلئے لمسار ہونا چاہئے، شہرت اور دولت کے غمار کو سر پر سوار نہیں کرنا چاہئے۔ اے آر رحمان
☆ مجھے اپنی (باکسنگ کی) تربیت سے نفرت تھی لیکن میں نے جد کیا کہ میں اسے ترک نہیں کروں گا۔ آپ آج مصیبت جھیلیں اور کل کو جیتیں کی طرح زندگی بسر کریں۔ محمد علی
☆ زندگی جتنی بھی مشکل ہو آپ کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتے ہیں اور کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سٹیفن ہاکنگ
☆ خدا نے ہمیں زندگی کا تحفہ دیا ہے ہم نے اسے اچھی طرح گزارا ہے۔
(ملک محمد حسن..... راہ پونڈی)

عمل سے زندگی بنتی ہے
بے عمل علماء (پتھر) کی مانند ہیں جو اوروں کو سونا بنا دیتے ہیں مگر خود پتھر ہی رہتے ہیں۔ (حضرت محمد الف ثانی)
(مرسلہ: رفیع حافظ محمدی ثریف)

محمد عثمان طفیل

کالی پہاڑی علاقوں کی بل دار سڑکوں پر ایک مخصوص علاقہ سے رواں دواں تھی۔ فرحان اپنی طرف کی کھڑکی کے لئے قطری ہواؤں کے مزے لے رہا تھا۔ اُس کی نظر کتاب پر تھیں اور ذہن کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔ گاہ بے گاہ وہ ہاتھ میں پکڑی کتاب سے نظر ہٹا کر باہر کے نظاروں سے بھی لطف اندوز ہوتا رہتا لیکن اُس کی یاد توجہ کتاب پر تھی۔ ساتھ بیٹھا اکمل وقتاً فوقتاً ایک حیرت بھری نظر فرحان پر ڈالتا اور پھر سے باہر دیکھنے لگتا۔ وہ دونوں گہرے دوست ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے سے دوہرا رشتہ رکھتے تھے۔ فرحان اکمل کی خالہ اور چچا کا بیٹھا تھا جبکہ اکمل فرحان کا خالہ زاد اور تایا زاد تھا۔ اچھے دوست ہونے کے سبب وہ ایک دوسرے کی رگ رگ سے واقف تھے۔ اسی لیے فرحان کا پہاڑی منظر سے منہ پھیرے کتاب میں مگن ہونا اکمل کو اہم نہیں ہو رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فرحان کو مطالعے کا بہت شوق ہے لیکن وہ پہاڑوں اور بلند و بالا درختوں کی بابت اُس کی دیوانگی سے بھی باخبر تھا۔ بہر حال وہ اپنی سی کوشش کر چکا تھا مگر فرحان نے اُسے کوئی گھاس نہ ڈالی تھی۔ باپوں ہو کر وہ باہر کے مسوور کن نظاروں میں کھو



ارد گرد کے خوبصورت نظاروں سے بے پرواہ اس کا دھیان کسی اور طرف ہی تھا.....

ایک یادگار دن.....

میں موجود ہے جہاں ہر طرف لوگ ہی لوگ ہیں۔ مختلف طرح کے لباس پہنے یہ لوگ مختلف علاقوں کی ثقافت کے آئینہ دار تھے۔ خال خال سندھی ٹوپی پہنے اور اجرک اوڑھے چند سندھی بزرگ بھی موجود تھے جبکہ سرحد سے آئے لوگوں نے پشاور کی چٹیل اور گرم ٹوپی پہن رکھی تھی۔ اتر پردیش سے آئے اکاڈک لوگ اپکن زیب تن کیے ہوئے تھے۔ چوں کہ یہ لاہور کا میدان تھا اس لیے دعوتی کرتا یا قیص پہنے اور کندھے پر بزار و مال رکھے لوگ تو شمار سے باہر تھے۔ ایک طرف اونچا سٹیج بنا ہوا تھا جس پر موجود قائدین بھی مختلف علاقوں سے تشریف لائے تھے۔ فرحان تجلیل میں اُن قائدین کو دیکھ کر ہولے ہولے مسکرا رہا تھا۔ اکمل



سکندر حیات بھی سٹیج پر موجود تھے۔

فرحان کے دیکھتے ہی دیکھتے میاں بشیر احمد نے اپنی شہرہ آفاق نظم ”ملت کا پاساں ہے محمد علی جناح“ پیش کی۔ اس نظم کا پڑھا جاتا تھا کہ سارا پنڈال ہی اس نظم میں شریک نظر آنے لگا۔ اس نظم کا ہر شعر فرحان کے دل پر اثر کر رہا تھا۔ جب میاں بشیر احمد نے یہ شعر: گلتا ہے ٹھیک جا کے نشانے پہ اس کا تیر ایسی بکڑی کمان ہے محمد علی جناح

پڑھا تو فرحان بے ساختہ ”واہ واہ“ کیے بغیر نہ رہ سکا۔ نیم بدھوشی کی حالت میں فرحان کے منہ سے واہ واہ نکلا تو اکمل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اُس نے زور سے فرحان کو جھجھوڑا اور بولا: یار کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟ کیا مطلب؟ میں نے کیا کیا ہے؟ فرحان نے ناگہی کے انداز میں حیرت سے پوچھا۔

تھیں نہیں پتا کہ تم نے کیا کیا ہے؟ اکمل فرحان سے بھی زیادہ حیرت بھرے انداز میں بولا۔

بالکل نہیں! میں تو شاید سو گیا تھا۔ فرحان سادگی سے بولا۔

یا اللہ! اکمل نے ماتھے پر ہاتھ مارا اور پھر فرحان کو بتانے لگا کہ وہ کچھ دیر قبل کیا کیا کرتا آیا ہے۔ واہ واہ کے ذکر پر فرحان نے ہاتھ میں پکڑی کتاب کی طرف دیکھا تو اس کی انگلی ابھی تک بطور نشانی کتاب کے درمیان میں تھی۔ اُس نے وہ مضحکہ خیز سا منہ ہی میاں بشیر احمد کی نظم موجود تھی۔ اُسے ساری بات سمجھ آ گئی۔ دراصل وہ تحریک پاکستان پر لکھی ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ ابھی وہ 22، 23 مارچ 1940ء کے تاریخ ساز جلسے تک پہنچا تھا کہ اُسے نیند کے جھوکے آنے لگے۔ بس انہی خیالات میں وہ تجلیل کی وادی میں بہت دور نکل گیا۔ اُس نے اکمل کی طرف دیکھا اور وضاحت آمیز لہجے میں بولا:

کرتھارا کتاب میں کھوجانا مجھے سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ بھی کشمیر کے ان سرسبز پہاڑوں کو بھول کر..... اکمل نے جوابات دل میں تھی، صاف صاف کہہ ڈالی۔

بس ایسا ہی ہے۔ فرحان نے سرسری سا جواب دیا اور بولا:

وہیے تمہیں بتاؤں کہ میں نے ابھی ابھی کیا پڑھا تھا جس نے مجھے ارد گرد سے بے گمانہ کر دیا؟ ضرور! اکمل نے دھیان دیتے ہوئے کہا۔

سنو پھر اور اصل جس دور میں مارچ 1940ء کے جلسے کا انعقاد ہوا، وہ برصغیر کے مسلمانوں کے لیے فیصلہ کن دور تھا۔ ایک طرف انگریزوں کی غلامی تھی تو دوسری طرف ہندوؤں کی سازشیں۔ مسلمان قائدین یہ سمجھ چکے تھے کہ اب علیحدہ ملک حاصل کیے بغیر اور کوئی چارہ نہیں۔ بانی پاکستان محمد علی جناح بھی یہ بھابھ پکے تھے کہ اب مسلمانوں کی اکثریت ایک الگ وطن کا خواب دیکھنے لگ گئی ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ علامہ اقبال کے خواب کو عملی تعبیر پہنچی جائے۔ اس کے لیے 22 تا 24 مارچ 1940ء کو ایک تاریخ ساز جلسے کا انعقاد کیا گیا۔ اس جلسے میں ”قرارداد لاہور“ پیش کی گئی۔

قرارداد لاہور؟ مجھے تو یاد پڑتا ہے کہ قرارداد پاکستان پیش ہوئی تھی۔ اکمل نے اپنی معلومات کی حد تک صحیح کی۔

بڑی زبردست بات کی تم نے۔ فرحان نے داد دی۔ دراصل تھی تو وہ ”قرارداد لاہور“ ہی مگر ہندو اخباروں نے اُسے ”قرارداد پاکستان“ کے نام سے اُچھالا۔ ہندوؤں نے تو طر کیا تھا لیکن بانی پاکستان نے ان کی بات کو قدرت کا ایک اشارہ سمجھا اور اُسے قرارداد پاکستان ہی کہا اور لکھا جانے لگا۔ بہر حال میں تمہیں بتا رہا تھا کہ اس قرارداد میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ.....

واجب التعمیل تحفظات کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق کی حفاظت ہو سکے.....

فرحان نے کتاب پر نظر دوڑاتے ہوئے اپنی بات مکمل کی۔

ان شرائط نے تو ہندوؤں اور انگریزوں کو آگ لگا دی ہوگی۔ اکمل بولا۔

بالکل یار! ایسا ہی ہوا تھا۔ خاص طور پر ہندو بہت شپٹائے۔ فرحان نے نظریں پھر کتاب پر جمائیں اور بتانے لگا:

اکثر ہندو رہنماؤں نے تو برصغیر کی تقسیم کو اپنے دھرم کا مسئلہ بنالیا اور وہ شور مچانے لگے کہ برصغیر کے کلّوں سے کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی گائے کو دو گلوں میں تقسیم کرنا۔ مگر مسلم لیگ کی قیادت نے اُن کے ہر اعتراض کا مدلل جواب دیا اور دو قومی نظریے کو بنیاد بنا کر الگ وطن کے مطالبے سے بالکل بھی نہ ہٹے۔

ایک منٹ فرحان ایہ دو قومی نظریہ کیا ہے؟ میں کچھ بھول سارہا ہوں۔ اکمل نے ذہن پر زور دیتے ہوئے پوچھا۔

فرحان نے تاسف بھری نظر اُس پر ڈالی اور بولا:

اس نظریے کو سمجھنے کے لیے تمہیں قائد اعظم کی تقریر کا کچھ حصہ سنانا ہوں۔ قائد اعظم نے ”اسلام اور ہندو دھرم محض دو مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت دو مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہیے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، ایک دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے۔ میں واضح الفاظ میں کہتا ہوں کہ یہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔“

ہوں..... میں سمجھ گیا۔ تم ایسا کرنا کہ یہ کتاب پڑھ کر مجھے بھی دینا۔ میں ان ساری چیزوں کو تفصیل سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ اکمل نے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔

ضرور! کیوں نہیں! فرحان نے جواب دیا اور پھر سے تحریک پاکستان کے اہم نقوش کو دیکھنے میں مگن ہو گیا۔



شیریں بریانی

اجزاء: چاول ایک کلو، کچی آدھا پاؤ، نمک حسب ذائقہ، پیاز ایک چمٹا، ثابت گرم مصالحہ دو کھانے کے چمچ، خربوزہ (چمٹا اتر اہوا) آدھا پاؤ، پیتا (چمٹا اتر اہوا) آدھا پاؤ، خوبانی ایک چمٹا، بادام آدھا پاؤ، لہسن آدھا چمٹا، اورک آدھا چمٹا، بجنی ایک کلو۔

ترکیب: چاول صاف کر کے ایک گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔ دجنی میں کچی گرم کر کے پیاز باریک کاٹ کر تل لیں۔ یہاں تک کہ پیاز براؤن ہو جائیں۔ پس ہوتی اورک، لہسن اور ثابت گرم مصالحہ ڈال کر بھون لیں، پھر بجنی ڈال دیں۔ بجنی آپ کو پہلے سے بنا کر رکھنی ہوگی۔ جب بجنی میں ابال آجائے تو اس میں نمک اور چاول ڈال دیں، آج تیز رکھیں۔ جب چاولوں کا پانی خشک ہونے لگے تو اس میں خشک اور تازہ پھل کاٹ کر شامل کر لیں۔ اس کے بعد برتن کو اچھی طرح ڈھانپ کر چاول ہلکی آج کر کے دم پر رکھ دیں۔ پانچ سے دس منٹ کے بعد دم کھولیں۔ دہی کے راستہ اور سلاو کے ساتھ مزیدار شیریں بریانی تیار ہے۔

پھورین کوٹہ

اجزاء: قیمہ آدھا کلو، ہری مرچ دو عدد باریک کٹی ہوئی، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، سرکہ ایک کھانے کا چمچ، اورک ولہسن کا پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، میدہ دو کھانے کے چمچ، کارن فلاور دو کھانے کے چمچ، سویا سوس دو کھانے کے چمچ، ہری پیاز تین کھانے کے چمچ باریک کٹی ہوئی۔

سوس کیلئے: کوکنگ آئل آدھا کپ، اورک دو کھانے کے چمچ، پھا ہوا، پیاز آدھا کپ، پھا ہوا، اویشروس دو کھانے کے چمچ، کچپ آدھا کپ، سفید مرچ آدھا چائے کا چمچ، نمک آدھا چائے کا چمچ، چلی سوس دو کھانے کے چمچ، پانی ڈیڑھ کپ۔

ترکیب: قیمہ چور میں چیں کر اس میں باریک کٹی ہری مرچ، کالی مرچ، سرکہ، اورک ولہسن کا پیسٹ، نمک، میدہ، کارن فلاور، سویا سوس اور باریک کٹی ہری پیاز ڈال کر اچھی طرح مکس کریں۔ پھر اس آمیزے سے کوفتے بنا کر گرم آئل میں پانچ منٹ تک ڈیپ فرنی کریں کہ گولڈن براؤن ہو جائیں۔ پھر انہیں نکال کر الگ رکھ لیں۔ کڑائی میں آئل گرم کر کے کٹا ہوا لہسن فرنی کریں۔ اب اس میں کٹی پیاز اور باریک کٹے ہوئے ہری پیاز کے پتے ڈال کر دو منٹ مزید فرنی کریں۔ پھر پانی، اویشروس، کچپ، سفید مرچ، نمک، سرکہ اور چلی سوس ڈال کر ابال کر جانے تک پکا لیں۔

پھورین کوٹہ

چکن بغیر ہڈی کا، آدھا کلو، نمک حسب ذائقہ، پھا ہوا اورک لہسن، ایک کھانے کا چمچ، پیاز دو عدد درمیانی، نمٹا



کٹی ہوئی کالی مرچ ڈال کر اتار لیں۔ میدہ کو چھان کر نمک اور آئل ڈال کر اٹھکوں کی مدد سے ہلکے ہلکے اس طرح ملائیں کہ وہ ڈبل روٹی کے چورے کی سی شکل میں آجائے ساتھ تھوڑی تھوڑی دہی بھی شامل کرتے جائیں۔ اگر ضرورت محسوس کریں تو تھوڑا تھوڑا کر کے خشک پانی ڈالتے ہوئے اس کو اچھی طرح گوند لیں اور مل کے ٹیپ کپڑے میں پیسٹ کر پندرہ سے بیس منٹ کے لیے رکھ دیں۔ قیمے کو اچھی طرح خشک کر لیں اور گوندھے ہوئے میدے کے بڑے سائز کے پیڑے بنا لیں ہر پیڑے کو چوکور پراٹھے کی شکل میں تیل لیں اور درمیان میں دو چمچ قیمہ رکھ کر چاروں طرف سے اٹھا کر اس طرح بند کریں کہ چوکور شکل برقرار رہے۔ تمام پیڑوں کو اس طرح بنا کر پندرہ سے بیس منٹ کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ کڑائی میں آئل کو درمیانی آج پر تین سے چار منٹ گرم کریں اور ان لکھموں کو گولڈن فرنی کر کے نکال لیں اور مزیدار چٹنی کے ساتھ پیش کریں۔

سیاسی چکن ڈرم اسٹک

چکن ڈرم اسٹک آٹھ عدد اورک لہسن پیسٹ دو کھانے کے چمچ، ہلدی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، سرخ مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، سرکہ آدھا کپ گرم مصالحہ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچ، لیموں کارس دو کھانے کے چمچ، ثابت سیاہ ایک چائے کا چمچ۔

ترکیب: ڈرم اسٹک میں اورک لہسن پیسٹ ہلدی پاؤڈر، سرخ مرچ پاؤڈر، نمک، سرکہ اور گرم مصالحہ پاؤڈر ملا کر 3 گھنٹے کے لئے میرینٹ کر کے اسے گرم تیل میں ہلکی آج پر فرنی کریں۔ جب براؤن ہو جائے اور آدھی مل جائے تو اس میں لیموں کارس اور ہرا دھنیا ڈال کر پکا لیں آخر میں کٹی ہوئی سیاہ مرچیں ڈال کر دو سے تین منٹ تک پکا لیں، کچپ کے ساتھ سرو کریں۔

☆☆☆

تین عدد درمیانے، دہی ایک پیالی، پس ہوتی لال مرچیں ایک کھانے کا چمچ، ہلدی ایک چمچ سفید زیرہ ایک چمچ، خشک دودھ ایک چائے کا چمچ، مارجرین دو کھانے کے چمچ۔

ترکیب: چکن کو صاف دھو کر دس منٹ کے لیے فریزر میں رکھ لیں اور اس کی پٹی پٹی پٹیاں کاٹ لیں۔ پیاز اور نمٹا کو چور میں چیں لیں، دہی میں دودھ کا پاؤڈر ملا کر پھینٹ لیں اور دس پندرہ منٹ کے لیے فریج میں رکھ دیں۔ دجنی میں کوکنگ آئل اور مارجرین کو ڈال کر ہلکی آج پر تین سے چار منٹ گرم کریں اور اس میں بے ہوئے پیاز، نمٹا اور اورک لہسن ڈال کر اتنی دیر بھونیں کہ کچی الگ ہو جائے اور اس کچھر میں زیرہ، لال مرچ، ہلدی نمک اور چکن ڈال کر اچھی طرح بھونیں اور ڈھک کر ہلکی آج پر پندرہ سے بیس منٹ تک پکا میں پھر پھینٹنا ہوا دہی ڈال کر میٹھی اور گرم مصالحہ چھڑک کر ہلکی آج پر بارہ سے پندرہ منٹ کیلئے دم پر رکھ دیں۔ گرم گرم چٹائی کے ساتھ یا ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ پیش کریں۔

حیدر آبادی کھی

اجزاء: قیمہ (بھنا ہوا) دو پیالی، میدہ آدھا کلو، دہی ایک پیالی، نمک حسب ذائقہ، کوکنگ آئل دو سے تین کھانے کے چمچ۔

ترکیب: ایک پاؤ قیمہ میں ایک چائے کا چمچ اورک لہسن، ایک چمچ لال مرچ، آدھا چمچ ہلدی اور حسب ذائقہ نمک ڈال کر ہلکی آج پر اتنی دیر پکا لیں کہ قیمے کا پانی پانی خشک ہو جائے۔ اتار تے ہوئے آدھا چائے کا چمچ

محمد شعیب مرزا

بہت سال پہلے کی بات ہے۔ جلال پور جٹاں کے رہائشی شیخ فیض بخش کے گھر میں چوری ہو گئی۔ چور بہت سال واسباب لے اڑے۔ گھر کے سربراہ نے کہا۔ ہم لٹ گئے۔ لیکن گھر کے ایک فرد کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ ہم بن گئے۔ اس فرد کا نام عظمت شیخ تھا۔ شیخ گھرانے



کام کے لئے منتخب کر لیا اور آج دنیا کے کئی ممالک میں ان کی بنائی ہوئی حرمین شریفین کی تصویریں لوگوں کی قلب و روح کو تسکین پہنچا رہی ہیں اور انہوں نے ”عکاس حرمین شریفین“ کی حیثیت سے شہرت پائی۔

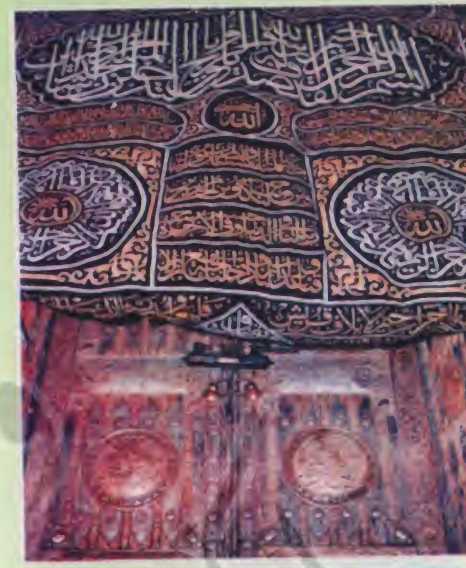
7 ستمبر 2017ء بروز جمعرات کی دوپہر کو جب گارڈن

”اللہ دافقر“..... اللہ کو پیارا ہو گیا

اس فرد کو اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت عطا فرمائی۔ ان کو فوٹو گرافی کا شوق تھا۔ اُس دور میں حج عمرے کی سعادت کم ہی خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی تھی۔ لوگ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کی تصویریں دیکھ کر قلب و روح کو تسکین پہنچاتے تھے۔ عظمت شیخ بھی جب کوئی ایسی تصویر دیکھتے تو فرط جذبات سے چومتے، آنکھوں اور سینے سے لگاتے لیکن تصویر کا معیار دیکھ کر دل میں خلش محسوس کرتے اور سوچتے کہ دنیا میں کئی کروڑ مسلمان ہیں

حرمین شریفین کی تصویریں بنا کر آپ نے عظیم خدمت انجام دی۔

کیا ان میں ایسا کوئی بھی نہیں جو حرمین شریفین کی خوبصورت تصاویر بنا سکے۔ کوئی قبولیت کا لمحہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے انہیں ہی اس



عظمت شیخ

گھر میں حرمین شریفین کی خوبصورت تصویریں پر مشتمل گیرری بنا رکھی تھی جہاں نہایت نفاست سے تصویریں آویزاں کی ہوئی تھیں۔ وہیں کویت میں مزدوری کرتے ہوئے تصویریں بھی تھیں جو اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ اپنے ماضی اور تنگدستی کو نہیں بھولے تھے۔ کویت میں

آپ صحیح معنوں میں درویش تھے۔

مزدوری کرنے کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصویریں بنا کر ان کے دیو کارڈز چھپوا کر مختلف دکانوں پر دیئے شروع کر دیے۔ یہ کام چل نکلا جیسے فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کے حنا بندی۔ تصویروں کی دھوم مچی تو کویت کی وزارت صحت میں فوٹو گرافر کی ملازمت مل گئی۔ وزیروں سفیروں سے ملاقاتیں ہونے لگیں اور ہر سطح پر ان کے کام کی پذیرائی ہونے لگی۔ ساتھ اپنا کام بھی جاری رکھا۔ تصویروں کے پرنٹ کبھی انگلینڈ سے بنواتے

کبھی اٹلی سے۔ مختلف ممالک میں نمائشیں ہوئیں۔ حرمین شریفین کی اچھی تصویریں بنانے کی لگن اور تڑپ کے ساتھ کیمرا لے کر مکہ معظمہ پہنچے۔ تصویر بنارہے تھے کہ شرطے یعنی پولیس کے سپاہی نے کیمرا چھین لیا۔ فلم نکال کر ضائع کر دی۔ دھکی دل کے ساتھ واپس کویت آ گئے۔ یہاں کے ایک وزیر کو پتہ چلا تو اس نے کیمرا



واپس دلادیا۔ لیکن انہیں کیمرا ہی نہیں اپنی دلی آرزو کی تکمیل بھی چاہئے تھی اور پھر انہیں سعودی حکومت کی



محمد شعیب مرزا اور ندیم شفیق جنہو عظمت شیخ صاحب کے ساتھ ان کی رہائش گاہ پر



ان ہی کے حصے میں آئی۔ بات گورے کالے یا عربی عجمی کی نہیں اُس تڑپ، لگن اور جذبے کی ہوتی ہے جو بارگاہ الہی میں شرف قبولیت پاتا ہے۔

انہوں نے اپنی کتاب مجید نظامی کے بارے میں اپنے جذبات کا یوں اظہار کیا ہے ”اگر میرے لئے ممکن ہوتا تو میں مجید نظامی صاحب کو سونے میں تولتا۔“

عظمت شیخ جب مستقل طور پر پاکستان آ گئے تو مجید نظامی صاحب سے ملاقات ہوئی تو یہ ملاقات باہمی عقیدت و محبت میں بدل گئی۔ مجید نظامی صاحب نے لاہور کے

بہترین ہوٹلوں میں انکی دو نمائش منعقد کروائیں اور ان ہی کی ہدایت پر ایک نمائش نظریہ پاکستان ٹرسٹ میں ہوئی۔ عظمت شیخ نے اپنی کتاب میں نظامی صاحب کے بارے یوں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ”اگر میرے لئے ممکن ہوتا تو میں مجید نظامی صاحب کو سونے میں

طرف سے حرمین شریفین کی تصویریں بنانے کی اجازت ہی نہیں تصویریں بنانے کے لئے یہی کا پڑ بھی مل گیا۔ بس پھر کیا تھا ایک تصویر بنی تھی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھری لگتی تھی۔ تصویریں بنیں تو پوری دنیا میں پھیل گئیں۔ کروڑوں مسلمانوں میں سے یہ عظمت و سعادت



تولتا۔“ عظمت شیخ سماجی کاموں میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے۔ علمی، ادبی اور سماجی اداروں سے تعاون کرتے، اپنے گھر دوست احباب کو اکثر مدعو کرتے۔ ذکر و نعت کی محفلیں منعقد کرتے، پُر تکلف دعوتیں کرتے اور مہمانوں کی خود تواضع کرتے اور کھانا خود ڈال کر دیتے۔ ان کی گفتار، ان کے کردار، ان کے لباس، ان کے گھر اور ان کے کام سے نفاست نکلتی تھی۔ ”پھول“ کے پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے اور بچوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ وہ سچے درویش تھے۔ ”اللہ دافقر“ کہلانا پسند کرتے تھے۔ گھر کے باہر بھی نیم پلٹ پر ”اللہ دافقر“ لکھوا رکھا تھا۔ آخری عمر میں جب کوئی انٹرویو کیلئے رابطہ

کرتا تو کہتے کہ انٹرویو اور شہرت بہت ہو گئی اب اگر اللہ اور اس کے رسول کی بات کرنی ہے تو آجائیں۔ آیات احادیث اور دعاؤں پر مشتمل ایک کتاب بھی مرتب کر کے چھپوائی اور مفت تقسیم کی۔ کچھ عرصے سے علیل تھے اور پھر ”اللہ دافقر“ اللہ کو پیارا ہو گیا۔ تدفین کا آخری مرحلہ آن پہنچا۔ یادوں کا سلسلہ ٹوٹا اور میں عقیدت کے آخری تھکے کے طور پر دو مٹی مٹی اور چند پھول ان کی مرقہ پر بچھا کر کے دیگر احباب کے ساتھ قبرستان سے سوگوار باہر آ گیا۔ اس کے دعا کے ساتھ کہ

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے ☆☆☆



انیلا طالب

1998ء کے ستمبر کی اٹھائیس تاریخ ڈاکٹر فاروق شاہ کیلئے بڑی اہم اور خوشیاں لے کے آنے والی تاریخ تھی۔ خدا نے اس تاریخ کو انہیں بیٹے سے نواز کر اپنی نعمت عطا کر دی تھی ان کا سونا آنگن بیٹے کے وجود سے مہک اٹھا تھا۔ ماں باپ بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹی جیسی رحمت کے بعد انہیں بیٹے کی شکل میں نعمت عطا کر کے معجز کر دیا تھا۔ آنے والے ننھے بچہ بخون سید کا نام مبین شاہ رکھا گیا۔ مگر اس کا نام تو شہزادہ رکھنا چاہئے تھا جنت کا شہزادہ ایک نظر جو اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھ لیتا تو بلا اختیار اسے شہزادے کا نام دیتا۔ قدرت نے جیسے تمام ملکوں کی لالی اس کے رخساروں کو عطا کر دی تھی۔ لعل جیسے ہونٹ، جمیل جیسی پیاری آنکھیں، چاند سے چاندنی لے کے اسے دے دی تھی۔ ماں باپ جب اس شہزادے جیسے حسن کے مالک مبین شاہ کو دیکھتے تو دن میں کئی کئی بار اس کی نظر

جنت کا شہزادہ

اتارتے والد فاروق شاہ بہت خوش تھے رب کے آگے کئی بار سجدہ تشکر ادا کرتے جس نے انہیں بڑھاپے کا آسرا مہیا کر دیا تھا۔ مبین سے بڑی بہن اس پیارے سے بھائی کو پا کر بہت خوش تھی خوش کیوں نہ ہوتی اسے مبین کی شکل میں ہیروں جیسا بھائی ملا تھا۔ وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ننھا مبین شاہ اب بڑا ہو رہا تھا، بچپن سے نکل کر لڑکپن میں آ گیا تھا، وقت کے ساتھ ساتھ اس کی دلکشی اور اچھی عادات مزید نکھر رہی تھیں، خدا کی پاک کتاب اس کے سینے نے اپنے اندر محفوظ کر لی تھی، فارغ وقت میں فٹ بال کھیلنا اسے پسند تھا، ہر کلاس میں ٹاپ کرنا اس کے لئے تو جیسے بائیں ہاتھ کا کھیل بن چکا

تھا..... اس سے چھوٹی ایک بہن تھی جو اس سے باتیں کرتی..... دونوں بہن بھائی اکٹھے سکول جاتے وہ دونوں آرمی پبلک سکول کے طالب علم تھے مبین دسویں جبکہ اس کی چھوٹی بہن تیسری کلاس میں پڑھتی تھی۔ والدہ سمجھانے والے انداز میں ایک دن مبین سے کہنے لگیں مبین دوسری کلاسوں کی طرح اس کلاس میں بھی تم نے ٹاپ کرنا ہے۔ مبین بڑے مضبوط لمبے میں بولا ”امی“ آپ فکر کیوں کرتی ہیں میں اس طرح ٹاپ کروں گا کہ دنیا دیکھے گی..... بات آئی گئی ہو گئی..... زندگی ایک معمول کی طرح گزرنے لگی آخر 16 دسمبر دو ہزار چودہ کا دن آیا..... دونوں بہن بھائی آرمی پبلک سکول میں

پڑھنے کیلئے آئے کیا معلوم تھا یہ دن مبین کی شہادت کا رتبہ پیغام لے کے آنے والا تھا۔ اندر دہشت گردوں نے حملہ کر دیا..... گولیاں چلائی گئیں ہر طرف خون ہی خون بکھرا تھا..... ننھے بچے کرسی کی اوٹ میں پناہ لیتے تو دہشت گرد کرسی پیچھے ہٹا کر ان معصوم کلیوں کو خون سے نہلا دیتے۔ کتابیں بکھر گئیں۔ نیچر شہید ہوئے بچے شہید ہوئے زخمی ہوئے اسی دہشت گردی کی نذر ہونے والوں میں وہ جنت کا شہزادہ بھی شامل تھا..... جس کی بہن تو بیچ گئی مگر اس سولہ سال کے شہزادے کو 16 دسمبر کے دن نے نگل لیا۔ ماں باپ خاندان بہنوں کیلئے 16 دسمبر قیامت سے کم نہیں تھا۔ ماں باپ کی آنکھیں برس برس کر خشک ہو گئیں اسے پکار پکار کے بہنیں تھک گئیں مگر وہ واپس نہ آیا، مبین شاہ کے بعد جتنی عیدیں آئیں اس کے والد پہ بہت بھاریں گزریں..... ان کا لاڈلا جوان کا ہم قدم ہو کے عید کی نماز پڑھنے آتا تھا اب اس کے قدسوں کی چاپ بھی ان کے کانوں میں نہ پڑتی..... ماں کو جب اپنے شہزادے کے بچے انعامات نظر آتے ہیں تو ماں کا سینہ غم سے پھٹنے لگتا ہے پھر ایک جملہ دہی ماں کے کانوں میں گونجتا ہے۔ میں اس طرح ٹاپ کروں گا کہ دنیا دیکھے گی..... ماں روتے ہوئے زریب دہراتی ہے..... تم نے واقعی اس طرح ٹاپ کیا کہ دنیا نے دیکھ لیا..... اس سے باتیں کرنے والی بہن بڑی مصوویت سے اس کے لئے کچھ یوں دعا کرتی ہے..... مبین بھائی جنت میں خوش رہے..... وہ وہاں بہت خوش ہو گا کیونکہ وہ تو اسی جنت کا شہزادہ تھا نا..... جنت ہی اس کا ٹھکانہ تھی اے جنت کے شہزادے جنت میں ہمیشہ خوش رہو.....

☆☆☆

نہو نے سب کی توجہ اپنی جانب کر لی۔
ٹی وی سکرین پر ٹیکر مل رہا تھا.....
شکدل باپ نے اپنی تین بیٹیوں کو دریا میں پھینک دیا۔
یہ خبر کم ہم زیادہ تھی جو پوری شدت سے شدید ترین گونج
کے ساتھ پھٹا تھا۔ شکدل، راحیلہ اور نائلہ پر اس خبر کا اس
قدر اثر ہوا کہ وہ کچھ دیر کیلئے تنگ سی ہو چکی تھیں۔
ان کی امی نے جب بچیوں کو دیکھا تو کہا شکدل، راحیلہ،
نائیلہ یہ کیا بات ہوئی بیٹا، اس طرح پریشان نہیں ہوتے

آنکھیں خواب اور جاگتی رات

خوابوں کے دیپ روشن کئے روشنیوں کے مگر سہاتی
رہیں۔
آنکھیں، خواب اور جاگتی راتیں ان تینوں بہنوں کے
کھلونے بن چکے تھے۔
ان کے ابو گزشتہ کئی سالوں سے بیرون ملک میں کاروبار
کر رہے تھے۔ شکدل جب تین سال، راحیلہ دو سال اور
نائیلہ ایک سال کی تھی ان کے ابو انہیں ان کی پیاری ماں
کے پاس چھوڑ کر چلے گئے اور اب کم و بیش دس سال
ہونے کو تھے کہ ان کی امی نے یہ خوشخبری سنائی تھی کہ ان
کے ابو آ رہے ہیں۔

اور..... اب شکدل، راحیلہ اور نائلہ روز رات کو اپنی
آنکھیں خواب سہا کر جاگتی راتوں کا جشن مناتی رہیں۔
شکدل نے طرح طرح کے پروگرام بنائے تھے۔
راحیلہ ابو کے ساتھ گھومنے پھرنے کا پروگرام بناتی تھی
اور نائلہ نے سوچ رکھا تھا کہ وہ ابو کے ساتھ خوب
شاپنگ کرے گی۔

تینوں نے اپنے لئے رنگ برنگی فراکیں سلوائیں
اور بھرپور تیاری کر لی تھی اور امی نے بھی مگر کی
خوب صفائی سہرائی کر لی تھی۔
وقت دیر سے دیر سے گزر رہا تھا۔
لان میں لگے پودوں پر کوئلیں چٹکا شروع ہو گئی
تھیں۔ فکونے کھلنے لگے اور کلیاں مہکتے کیلئے
بے تاب تھیں۔ پھول مسکرانے لگے تھے۔

مگر بھر میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں۔
شکدل، راحیلہ اور نائلہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھیں
پروگرام دیکھ رہی تھیں کہ اچانک ایک بریلیک



..... آری ڈاکٹر بننا (پڑتالی ڈاکٹر نہ بننا)۔ تبدیلی وقت
کی پابند بنایا۔ پتہ..... ملتان۔

☆☆☆

نام..... حمزہ اختر۔ تاریخ پیدائش..... 11-10-2001
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... موبائل کے بارے میں
معلومات۔ ارادے..... سوئٹ ویئر انجینئر بننا۔ تبدیلی.....
بالوں کا سٹائل فٹم کروایا (اچھا کیا ٹنڈ کروالی)۔ پتہ.....
پروہ ضلع سیالکوٹ۔

☆☆☆

نام..... محمد اشفاق احمد۔ تاریخ پیدائش..... 12-10-1999
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... ناول اور رسالے پڑھنا
۔ ارادے..... بنکار کے بعد حکمران (اور اس کے بعد بے
کار)۔ تبدیلی..... وقت کا پابند بنایا۔ پتہ..... عید گاہ روڈ۔

☆☆☆

نام..... نام..... تاریخ پیدائش..... 16-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کرکٹ کھیلنا۔ ارادے.....
..... استاد بننا۔ تبدیلی..... میں اب جھوٹ نہیں بولتا (محل
جھوٹے)۔ پتہ..... گلگوٹھی۔

☆☆☆

نام..... حمزہ سلیم۔ تاریخ پیدائش..... 4-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... ٹی وی دیکھنا اور پھول
پڑھنا (پہلی ٹی وی دیکھ لیں یا پھر پھول پڑھ لیں)۔ ارادے.....
..... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی..... بہت ساری۔ پتہ..... شیخوپورہ۔

☆☆☆

نام..... سمرش احسان۔ تاریخ پیدائش..... 24-10-1996
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... سوچنا۔ ارادے..... ایم
اے میں ایڈمیشن لینا (سوچتی رہیں)۔ تبدیلی..... مثبت۔ پتہ.....
سرگودھا۔

☆☆☆

نام..... محمد طلال چچی۔ تاریخ پیدائش..... 25-10-2001
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... مطالعہ کتب۔ ارادے.....
..... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی..... معلومات میں اضافہ ہوا (ہماری
معلومات میں بھی اضافہ کریں۔ یہ چچی کیا ہے؟)۔ پتہ.....



نام..... علی حیدر محمد ارشد۔ تاریخ پیدائش..... 21-10-2003
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کرکٹ کھیلنا۔ ارادے.....
پڑھنے لکھنے کے بعد بڑا افسر بننا ہے۔ تبدیلی..... بہت ساری
میں بیان نہیں کر سکتا (کچھ تو بتائیں نا)۔ پتہ..... بدو ملہی۔

☆☆☆

نام..... عبداللہ ارشد۔ تاریخ پیدائش..... 5-10-2005
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کھیل کود،
پڑھنا۔ ارادے..... ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔ تبدیلی.....
آزادی کی نئی روح پھونکی (زیادہ ہی نہ آزاد ہو جانا)۔ پتہ.....
نارووال۔

☆☆☆

نام..... سید حسن علی بخاری۔ تاریخ پیدائش..... 9-10-1999
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... نعت خوانی اور اچھی کتابوں کا
مطالعہ۔ ارادے..... عالم بن کر ملک و قوم کی خدمت کرنا
۔ تبدیلی..... ایڈیٹر صاحب (محمد شعیب مرزا) کے ساتھ کام
کرنے کا شوق پیدا ہوا (بڑی پراسرار تبدیلی ہے)۔ پتہ.....
مٹھن کوٹ۔

☆☆☆

نام..... خدیجہ جودت۔ تاریخ پیدائش..... 21-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کتابیں پڑھنا۔ ارادے.....

نام..... نام..... تاریخ پیدائش..... 18-10-2004
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... پھول کو پڑھنا، لکھنا اور
پڑھنا۔ ارادے..... ٹیچر بننا، آرٹسٹ بننا۔ تبدیلی..... اردو
اچھی کی (کاش آپ خود بھی اچھی ہو جائیں)۔ پتہ..... لاہور۔

☆☆☆

نام..... شمرہ خان۔ تاریخ پیدائش..... 2-10-2007
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... لوگوں کی مدد کرنا
۔ ارادے..... ڈاکٹر بننا۔ تبدیلی..... بڑوں کی عزت کرو (خود
کرو ہم تو کرتے ہی ہیں)۔ پتہ..... دولہانہ، لٹن۔

☆☆☆

نام..... ذوالقرنین۔ تاریخ پیدائش..... 5-10-2007
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کھیلنا۔ ارادے..... فوجی
بننا اور شہید ہونا۔ تبدیلی..... نمازی بنایا (میں بھی دعاؤں
میں یاد رکھا کریں)۔ پتہ..... گوجرانوالہ۔

☆☆☆

نام..... ارتاج کلیل۔ تاریخ پیدائش..... 31-10-2006
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... شراکت کرنا (شرارتی)۔ ارادے.....
..... وطن کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا۔ تبدیلی..... علم میں اضافہ
ہوا۔ پتہ..... باغ آزاد کشمیر۔

☆☆☆

نام..... انیلہ قریشی۔ تاریخ پیدائش..... 10-10-2003
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کتابیں پڑھنا۔ ارادے.....
..... حافظ قرآن بننا (اللہ کا مہیاب کرے)۔ تبدیلی.....
..... مطالعہ کرنا، اردو اچھی ہوئی۔ پتہ..... لٹن ضلع دہاڑی۔

☆☆☆

نام..... نام..... تاریخ پیدائش..... 10-10-2003
(سالگرہ مبارک ہو)۔ مشاغل..... کتابیں پڑھنا۔ ارادے.....



حیدر پانی پت، دو فوج پاکستان کے موصلیٰ پر پاکستان فوج کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریب میں مہمان خصوصی۔ منجہ فرم شہزاد اور منجہ احسان اللہ خان تقریری اور گونز کے مقابلوں کے پوزیشن ہولڈرز، طلباء و طالبات میں ٹرائفیاں تقسیم کر رہے ہیں

یوم دفاع پاکستان کے حوالے سے تہ پانی میں تقریب

یوم دفاع پاکستان کے موقع پر پاک فوج کے زیر اہتمام مقامی یونٹ میں ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی پاک فوج کے آفیسر میجر محمد شہزاد تھے، تقریب میں شکامت کے فرائض حوالدار سکندر حیات نے سر انجام دیئے، تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے حافظ گلزار احمد نے کیا جبکہ طالبہ حور فاطمہ نے بخیر و بروین عقیدتوں کے چولوں کو نچھاور دیا، تقریب میں متعلم تقریب میجر احسان اللہ خان اسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر بیڈ کوارٹر کوئی تسکین عالم چودھری جنرل سیکرٹری ریس کلب سیدہ پائی محمد فاروق بیسم اللہ جو ان صحابی آصف ملک، عتیق احمد ملک، پرنسپل براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن بیک سٹڈیز ساؤتھ ریزر عبداللہ انسان، انجمن گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ ماسٹر طارق محمد پرنسپل عیادریٹل ماڈل سکول کڑالی محمد ضمیر بیٹ، علامہ حافظ مشرب شیرینی، حافظ عرفان خلیل، محمد مرزا قاجی شوکت زمان، حاجی محمد بشیر ملک، ماسٹر محمد یونس، ممتاز چودھری کے علاوہ پاک فوج کے جوانوں دیگر معززین علاقہ براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن بیک سٹڈیز ساؤتھ گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ عیادریٹل ماڈل سکول کڑالی کے اساتذہ طلبہ و طالبات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر طلبہ و طالبات نے فی ثمنی اور ٹیبلو پیش کر کے تقریب کی رونق کو دو بالا لاکا طلبہ و طالبات کے درمیان تقریری اور کوئز کے انتہائی دلچسپ مقابلے ہوئے جو کہ نتائج کے مطابق تقریری مقابلہ میں براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن بیک سٹڈیز ساؤتھ کے طالب علم عزیز مرید نے پہلی، گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ کے طالب علم عظیم ایوب نے دوسری عیادریٹل ماڈل سکول کڑالی کی طالبہ ایصہ خاتون نے تیسری پوزیشن حاصل کی جبکہ کوئز مقابلہ میں گورنمنٹ بوائز برائمری سکول ساؤتھ کی بیمن نے پہلی عیادریٹل ماڈل سکول کڑالی نے دوسری اور براءت شازد انشٹیٹیوٹ آف ماڈرن بیک سٹڈیز ساؤتھ کی بیمن نے تیسری پوزیشن حاصل کی، مہمان خصوصی میجر محمد شہزاد اور متعلم تقریب میجر احسان اللہ خان نے مقابلوں میں پوزیشنوں اور طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان میں میڈل اور فراٹاں تقسیم کیں جبکہ پاک فوج کے جوانوں کے ایک دستہ نے بھی تقریب میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا، جس سے طلبہ و طالبات اور دیگر تقریب میں شریک افراد بہت متاثر ہوئے اور پاک فوج کے جوانوں کو زبردست اعزاز میں داد دیتے رہے۔



الحمد للہ ذاکر صوفی عمر کے کفن پادوں کی کٹھا کا افتتاح تکریم کنندہ یونیورسٹی کراچی (ر) معظمہ خان کراچی ہیں ان کے راقیہ تعلیمات جزل پالیس ایم ایڈ جتوڑی کینٹر فطرحل سنٹر ملین ایک غیر آفسر بائیکل کون ان کون صوفی عمر حسیب شاہ اور دیگر موجود ہیں۔



برطانیہ میں مقیم ادیب مقصود شیخ تین عالمی ایوارڈز ملنے پر اپنے اعزاز میں منعقدہ تقریب میں احباب کے ہمراہ

الحمر میں ڈاکٹر صوفیہ عمر کے فن پاروں کی نمائش

ہو۔ آرس کنسل الہما کے زیر اہتمام ڈاکٹر صوفیہ عمر کے فن پاروں کی نمائش کا آغاز ہوا۔ انگریزوں کی ڈائریکٹر ہو۔ آرس کنسل الہما کیپٹن (ر) عطا محمد خان نے نمائش کا افتتاح کیا ان کے ساتھ جو تصنیف جنرل یو ایس ایڈمز، بریڈ ڈائریکٹر فریج، گلبرٹ سٹرن شیفن، پبلک انفیئر آفیسر مائیکل کینن اور ڈاکٹر صوفیہ عمر موجود تھیں۔ انگریزوں کی ڈائریکٹر ہو۔ آرس کنسل الہما کیپٹن (ر) عطا محمد خان نے ڈاکٹر صوفیہ عمر کا کام دیکھا اور اپنے تاثرات دیتے ہوئے کہا کہ صوفیہ عمر کا کام جو انہوں نے صوفی ازم پر کیا ہے نہایت خوبصورت ہے اس کے علاوہ اپنے یورپ کے سفر کو جس طرح انہوں نے اپنے فن پاروں کی شکل میں ہمارے سامنے پیش ہے، وہ بھی قابل تعریف ہے۔ ان کے کام میں وسعت ہے۔



نیلما تاجید درانی کی کتاب "ایک حقیقت چند افسانے" کی تقریب رومانی کے موقع پر انست علی جوہان، صلیبی اعوان، نوشی گیلانی۔ عاطر احمد، مقصود چغتائی اور میزبان ممتاز راشد لاہوری نیلما درانی کو گلہستہ پیش کر رہے ہیں۔



اکادمی ادبیات پاکستان کے زیر اہتمام نیولوفر اقبال کے اعزاز میں منعقدہ تقریب چیرمین اکادمی محمد قاسم بگیو نیولوفر اقبال اور کشورنا ہیدلج برتشریف فرما ہیں۔



تہذیب و نہال اسماعیلی کے خصوصی اجلاس منعقد ہوا ہوا۔ میں محمد عامر صدیقی، پیر احسان الحق، محمد طارق اور سید علی بخاری انعام حاصل کرنے والے بچوں کے ہمراہ

”آؤ سب امن سے رہیں“ ہمدردی و نہال اسمبلی کا اجلاس

”امن“ تین حروف کا ایک نہایت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن اس کے معنی اور مفہوم دونوں نہایت وسیع ہیں۔ اس لفظ کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب آئے ان کا محور خالق کائنات کی عبادت کے ساتھ امن کا قیام اور احترام انسانیت ہے۔ ان خیالات کا اظہار کڑی شہادتوں گورنمنٹ جناب پبلک لائبریری ساہیوال میں ”آؤسب امن سے رہیں“ کے موضوع پر صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان محترمہ مرحہ رحمہ نے ارشد نے ایک خصوصی پیغام میں کیا، جسے سید علی بخاری نے پیش کیا۔ شہید پاکستان حکیم محمد سعیدؒ نے فرمایا تھا ”امن کا نہ ہونا انسان کے ضمیر کی سیاق کا عنوان ہے۔“ بزم کی صدارت صدر جیپ آف مارکس اینڈ انٹرنیشنل ساہیوال محترم محمد عارف صدیقی نے کی اور مہمان خصوصی کی حیثیت سے چیئر مین پارس اینڈ ہارنچر اتحادی ساہیوال محترم میر احسان الحق اور یس صاحب شریک ہوئے اس خوبصورت بزم میں ساہیوال کی مشہور علمی شخصیت جناب پروفیسر ارجمند راجت فرخ نے بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے علاوہ اس کے پاکستان ایسوسی ایشن فار انٹرنیشنل میڈیسن کے صدر میاں محمد صفیر اور دیگر عہدیداران بھی موجود تھے۔ اس سے قبل چیف لائبریری گورنمنٹ جناب پبلک لائبریری ساہیوال جناب محمد طارق نے لاہور سے آئے ہوئے مندوبین کو خوش آمدید کہا تقریب کی نظامت کے فرائض دی بیج گرانجری سکول از میرٹون لاہور سے نوید ایمر نے نبھائے جبکہ نوہال مقررین میں دارالقرم سکول سبزہ زار لاہور سے محمد حذیفہ پاک ایجنڈر سکول گلشن راوی لاہور سے دعا منصور واپٹر کٹر ہائی سکول شالیمار ٹاؤن لاہور سے ملائیکہ صاحبہ گورنمنٹ سینٹرل ماڈل سکول کوثر مال لاہور سے ملک محمد عادل علی کڈیٹ سکول ساہیوال سے محمد راضی جبکہ جوہر ایجوکیشن سسٹم سنت بکمر لاہور سے علویہ علی خان شامل تھے۔ بزم کا باقاعدہ آغاز حسب روایت تلاوت کلام مجید لہران عید سے ہوا جس کی سعادت طارق بن زاید سکول اینڈ کالج ساہیوال کے نوہال محمد شعیب نے حاصل کی جبکہ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت برنگی سکول پاکستان چوک ساہیوال کے نوہال میاں محمد عمر نے حاصل کی ملی نغمہ کی کڈیٹ سکول ساہیوال سے نوہال عائشہ ویکن نے پیش کیا خاکہ کشیلا اینڈ سکول گلشن فرید سیکس ساہیوال کی طلبہ نے ایک دلکش انداز میں پیش کیا جبکہ بزم کا اختتام دعائے تسبیح ہوا جبکہ حسب روایت نوہالان میں تحائف و انعامات و شیلڈز بھی تقسیم کی گئیں۔ توفیق کے بعد ساہیوال کے قریب آ عارفہ میاں اور جریہ میوزیم کا مطالعاتی دورہ کر لیا گیا۔



لاہور پریس کلب لٹری کی کمیٹی ولایتی ایف ایف کمیٹی کے دریا اہتمام میں الاقوامی شاعر متعدد کتب کے مصنف اور مجلس فروغ اردو اب روحِ قلم کے تاحیات صدر پروفیسر فرائض سید کے اعزاز میں "ایک شام" کے موقع پر صدر جمہور جمایاں نائب صدر زاہد کوٹیکری عبدالجید سراجہ سہیل پاشا اقبال بخاری اور شہباز جودھری بھول جیٹن کر رہے ہیں۔

بریس کلب میں صدر فروغ اردو ادب فرمائش سید کے اعزاز میں تقریب

لاہور پریس کلب لٹری کمیٹی ولری ایونٹ کمیٹی کے زیر اہتمام کلب لائبریری میں دوچ قطر میں مقیم پاکستانی نژاد شاعر 'کالر صدر فردغ اردو ادب دوچ قطر فرائش سید کے اعزاز میں ایک شام منعقد کی گئی۔ جس میں صدر لاہور پریس کلب محمد شہباز میاں نائب صدر زابد گوگی سیکرٹری عبد الجید ساجد صدر لیو بے (دستور) حاضر یاس ڈوگر، قابل جھنگڑا، قابل بخاری سکیل پاشا، انیس احمد کارمن نذر شہباز چودھری سمیت دیگر سینئر صحافیوں نے تقریب میں شرکت کی۔ نظامت کے فرائض شہباز چودھری نے انجام دیئے۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی کی شخصیت اور ان کے فن کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اردو ادب کیلئے فرائش سیدی کی بین الاقوامی خدمات کو سراہتے ہوئے اور آئندہ دونوں میں بھی کام چاہے گا۔ ادنی تقریبات میں شرکت کے خواہاں ہیں۔ پروگرام کے اختتام پر صدر محمد شہباز میاں نائب صدر زابد گوگی سیکرٹری عبد الجید ساجد نے پریس کلب کی جانب سے مہمان خصوصی کو گلستہ پیش کیا۔



اقتتالی پر ملال

ایم مجاہد کے والد کا انتقال

کراچی کے مشہور میچک ماسٹر اور ماہنامہ ”مکوکو“ کے چیف ایڈیٹر ایم عابد کے والد محمد جہان داد خان 18 ستمبر 2017ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ وہ کچھ عرصے سے طویل تھے۔ ایڈیٹر ”پھول“ و صدر پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی محمد شعیب مرزا ”برگ“ بلوچستان کے جیمز نیشنل فریڈ اور دیگر نے اٹلھار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور جنت میں بلند درجات کی دعا کی ہے۔ تمام قارئین سے گزارش ہے مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ اور دعائے مغفرت فرمائیں۔



4 معصوم بچوں کی بری

21 اگست 2012ء کو ایک حادثے میں وفات پانے والے معصوم بچوں حسین شاہ، شکیل شاہ، عائشہ شاہ اور ان کے بھائی مشال شاہ کی برسی منائی گئی۔ بچوں کے والد طارق شاہ اور والدہ یہ صدمہ ابھی تک نہیں بھلا پائے۔ بچوں کی معصومانہ باتیں اور شراعتیں انہیں اب بھی یاد آتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی سالگرہ اور برسی ابھی مناتے ہیں۔ تقریب منعقد کرتے ہیں۔ قرآن خوانی اور صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ اخبارات و جرائد میں اس حوالے سے کئی فیچر شائع ہو چکے ہیں۔ طارق شاہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام والدین کو اولاد کے دکھ سے محفوظ رکھے اور ان کے بچوں کو سلامت رکھے کیونکہ والدین کے لئے اولاد کا دکھ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

مسکراہٹیں

بحرِ فضا

اجاء (شارکو سے): پچاس میں سے کتنے کالے
پچاس کے تو ہائی پانچ بھی ہیں؟
اجاء: جناب..... مفر (محمد صیام، نیالکوٹ)
اجاء: ابھی، میری دور کی نظر گزرو ہو گئی ہے مجھ کو عینک
آدی: وہ سامنے آسان پر کیا ہے؟

آدی: سورج
آدی: تو اس سے آگے کیا فرشتے دیکھنے کا ارادہ ہے؟
(ملک محمد طلحہ محمود، مخدوم پور پھوڑاں)
آسان: روتا ہوا امی کے پاس پہنچا اور کہا: ”امی! عدنان
لے مجھے دوسرا، پانچواں اور ساتواں پھٹر مارا۔“
امی نے حیران ہو کر پوچھا: ”اور یہ سچ کے پھٹر کہاں گئے
وٹا؟“
آسان: ”وہ تو میں نے عدنان کو لگائے تھے۔“
(باد صبا، خوشاب)

ہلر کو دو ٹوک جواب

الہ دلف ہلر تقریر کر رہا تھا۔ ہر طرف سناٹا طاری تھا۔
ہلر نے ڈیک پر زوردار مکارا اور دھاڑ کر بولا۔
میری ڈکٹری میں ”ناممکن“ کا لفظ نہیں ہے۔
ایک پنجابی سپاہی اٹھ کر بولا: تو بھائی صاحب ڈکٹری
دیکھ کر خریدی تھی.....! (صارم عباس، منور حسین، جہلم)
سزا
کلاس میں لڑکوں کی شرارتوں سے تنگ آ کر استاد نے
انہیں سیدھا لٹ کر سائیکل کی طرح ٹانگیں چلانے کے
لئے کہا۔
ایک لڑکا تھوڑی دیر بعد رک گیا۔
استاد نے ڈانٹ کر کہا: تم کیوں رک گئے ہو؟
لڑکا: سر میری جینن اتر گئی ہے۔ (محمد عدیل، چنیوٹ)

انوکھی ذیل

ایک عورت دو پندرہ گوانے نئی۔
دکاندار: ہاجی اس کو کیسا رنگ کروانا ہے؟
عورت: اس کو ایسا رنگ کرنا کہ جو نہ پیلا ہو، نہ سفید، نہ
کالا، نہ گلابی، نہ پیلا، نہ آسانی، نہ جاشی، نہ ہرا اور نہ مالٹا
اور ہاں کب لینے آؤں۔
دکاندار: ہاجی آپ تب آنا جب نہ ہفتہ ہو، نہ اتوار، نہ ہجر،
نہ منگل، نہ بدھ، نہ جمعرات، نہ جمعہ ہو اور ہاں یاد سے
لے جانا۔ (ریشم اعظم، بھائی زاد کشمیر)

سرور کی گولی

ایک آدمی درخت سے اٹھ لٹکا ہوا تھا۔ کسی نے پوچھا کیا
ہوا؟؟
آدمی: یار! سرور کی گولی کھائی ہے کہیں پیٹ میں نہ چل
جائے۔
ذیل ڈیکر
ایک لڑکا لندن میں ذیل شوری بس میں بیٹھا۔

کنڈیکٹر نے اسے اوپر بھیج دیا۔
لڑکا بھاگ کر نیچے واپس آیا اور بولا:
مروائے گا کیا..... اور تو ڈرا نیو رہی نہیں ہے۔
(وردہ سجاد، مانسہرہ)

کنجوس آدمی اور ملازم

ایک کنجوس آدمی کو اپنے ملازم کی وجہ سے بہت منافع ہوا۔
اس نے ملازم کو پانچ سو روپے کا چیک بطور انعام دیا اور
کہا۔
”دیکھو! اگر اگلے سال بھی اس طرح منافع ہوا تو
میں اس چیک پر دستخط کر دوں گا۔“
جلیبیاں یا آلو

ایک شخص جلیبیاں بیچ رہا تھا اور آواز لگا رہا
تھا۔
”آلو لے لو..... آلو لے لو.....“
پاس سے گزرتے ہوئے ایک
آدمی نے کہا: جناب یہ تو
جلیبیاں ہیں۔
پہلا شخص: چپ ہو جاؤ، ورنہ
نکلیاں آجائیں گی.....

پانی اہل کر دیں
ڈاکٹر: بچے کو پانی دینے
سے پہلے اہل لیا کریں۔
عورت: وہ تو نمک ہے ڈاکٹر
صاحب۔
لیکن ابالنے سے بچہ مرنے نہیں جائے
گا۔

سستی کال

ایک آدمی بی بی او گیا۔
اپنا موبائل نکالا، کال کی اور باہر آ گیا۔
بی بی او والا: جب کال موبائل سے ہی کرنی تھی تو بی
بی او آنے کی کیا ضرورت تھی؟
آدمی: میرے دوست نے کہا تھا۔
بی بی او سے کال سستی پڑے گی۔
☆☆☆



سائنس پڑھو آگے بڑھو - حکیم محمد سعید



پھول پاکستان سے محبت کرو۔ پاکستان کی تعمیر کرو

کوئز کی دنیا

1- حضرت فاطمہ کا انتقال آپ ﷺ کے انتقال کے کتنے

عرصہ بعد ہوا؟

2- آخری اموی خلیفہ کا نام بتائیے؟

3- برصغیر کے کون سے رہنما کو ظفر الملک کہتے ہیں؟

4- آکس ہائیڈریٹ کی ایک ٹیم میں کتنے کھلاڑی ہوتے ہیں؟

5- برما کا سب سے بڑا دریا کون سا ہے؟

اس ماہ کے جملے

1- مسلمانوں کا لہو چھین کر ہمیں مدد کے لیے پکار رہا

ہے۔

2- زندگی کیا ہے؟ صرف وقت۔

3- بہترین کوائفی کے موتی بالکل گول اور ہموار سطح کے

ہوتے ہیں۔

4- دودھ دنیا کے پہلے اسپنر تھے۔

5- بار بار کوشش کرنے سے آخر ایک دن کامیابی قدم

چومتی ہے۔

صفحہ بتائیے

انعام پائیے

ادھر جو پانچ جملے دیے گئے ہیں وہ ”پھول“ کے مختلف

صفحات پر موجود ہیں۔ وہ پانچ جملے تلاش کریں اور

”پھول“ میں موجود کوپن پر ان صفحات کے نمبر لکھ کر

10 تاریخ تک بھجوادیں اور بچوں کے لئے دلچسپ اور

سبق آموز کہانیاں شائع کرنے والے

ادارے ”بچوں کا کتاب گھر“ کی طرف سے قرعہ

اعدازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو ملیں گی 200

روپے کی کتب ہر ماہ۔

جوابات ماہنامہ ”پھول“ 23 کوئز روڈ لاہور

کے پتے پر بھجوائیں۔

بچوں کے لیے تعلیمی، ترقیاتی اور تفریحی خوب صورت کتابوں کا ادارہ مرکز

بچوں کا کتاب گھر

32G ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0335-1620824

پاکستان میں بچوں کے لیے معیاری کتب کے حوالے سے قابل اعتماد نام

بچوں کا کتاب گھر

فون نمبر: 37358161

تجزیہ کار

بچوں اور بڑوں کے لئے معیاری کتب کا مرکز

مکتبہ تعمیر انسانیت

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

تجزیہ کار

کسوہ قیصر (سیالکوٹ)، مومن فاروق (رحیم یار خان)، ارباب حسین (فورت عباس)، ہانیہ صف (لاہور)، مغیث ضیاء (لاہور کینٹ)، مطیع اللہ (جڑوالہ)، طیبہ مہک (پکوال)، رانا محمد کاشف (کلور کوٹ)، عبدالرحمن جمیل احمد (حافظ آباد)، عبدالنسان احمد (مظفر گڑھ)، ایقہ روز (مظفر گڑھ)، عبدالستین احمد (مظفر گڑھ)، مریم ضیاء (فتح جنگ، انگ)، افشاں بٹ (لاہور)، سید عبدالہاسد شاہ (چنیوٹ)، عاتشہ طارق (کجرات)، محمد ذیشان (منڈی بہاؤ الدین)، تیمور بٹ (ظفر وال)، شفیق نور (راولپنڈی)، ملک محمد احسن (راولپنڈی)، مہک فاطمہ (نارووال)، محمد بلال شہزاد (لاہور)، ہانیہ فاطمہ (میانوالی)، محمد عبدالرحمن (دہاڑی)، محمد طلحہ محمود (بھوڑاں)، اہتمام ساجد (نوکمر)، ریاض حسین قرہ (مظفر گڑھ)، نعمان تنویر (بکلی)، ذیشان خالد (چنیوٹ)، عبدالرحمن طاہر (سیالکوٹ)، ستم علی خان (چوک کرم داد)، فرحان ظفر (سرگودھا)، ایقہ عزیز (میانوالی)، بشری صفدر (پکوال)، سلمان یوسف سید (علی پور)، مرزا حیات بیک (حیدر آباد)، فاطمہ شہزاد (لاہور)، شیخ نافع احسان (ملتان)، حافظہ کلیم حسین (غفرواہ)، علی حمزہ (لڈن)، رحمان رشاد دہلوانہ (دہاڑی)، غلام قادر (غفرواہ)، کنزہ ارشاد (کوٹ غلام قادر)، عنایت شفیق (دہاڑی)، مطیع اللہ (دہاڑی)، طلحہ حامد اموان (لڈن)، محمد طیب نذیر گادڑ (دہاڑی)، اقصیٰ عاتشہ العبدینہ قادری (کوچرا نوالہ)، حافظہ فکیل انجم، پیش بخار احمد قادری (کوچرا نوالہ)، محمد نعمان (سرگودھا)، حفصہ خالد (پنڈی)، محمد رمیز بٹ (لاہور)، تحریم قیصر (سیالکوٹ)، مرزا تیمور بیک (حیدر آباد)، راشد علی (حیدر آباد)، اطہر وارث (لڈن)، ارم سعیدہ سمعری (سندھ)، شاہین ولایت (منڈی بہاؤ الدین)، اقرا نذر (لڈن)، محمد جنید جاوید (لڈن)، کنول مقصود (ملتان)، ایمین کانتات (ڈیرہ غازی خان)، حسین قرہ (ڈسکہ)، لوہیز انجیل (خان پور)، ارسلان ساحل (بکھر)، سیدہ شہر بانو شیرازی (ہری پور)، جویریہ امانت (ننگرانہ صاحب)، حافظہ محمد بلال (لڈ)، نقیس قیصر (سیالکوٹ)، کشف قیصر (سیالکوٹ)، محمد عبدالنذر (لڈن)، عبداللہ گجر (کوچرا نوالہ)، ماریہ جاوید (آزاد کشمیر)، زارا نیازی (میانوالی)، وسیم شہزاد کوکمر (ڈسکہ)، حافظہ علیہ (پہرور)، محمد دانیال شاہین (بکھر)، محمد حمزہ (لڈن)، نصیب فیاض (لڈن)، اذکار حسن (لڈن)، علی رضا (دہاڑی)، اقرا ممتاز (دہاڑی)، خراخھر (لڈن)، اقرا یونس (مظفر آباد)۔

انعامات کی برسات

کوئز کی دنیا

1- سیدہ عاتشہ شیرازی..... ہری پور

2- خرم حکیم..... اسلام آباد

3- عماد خان..... ڈومٹلی

4- حراتیور..... پھرور

5- رباب حکیم..... مری

کوئز کی دنیا کے درست جوابات

(i) حضرت سمیعہ (ii) راولپنڈی (iii)

شاہی مسجد لاہور (iv) 65 فیصد (v)

ڈولفن

10 تاریخ تک بھجوادیں اور بچوں کے لئے دلچسپ اور

سبق آموز کہانیاں شائع کرنے والے

ادارے ”بچوں کا کتاب گھر“ کی طرف سے قرعہ

اعدازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو ملیں گی 200

روپے کی کتب ہر ماہ۔

جوابات ماہنامہ ”پھول“ 23 کوئز روڈ لاہور

کے پتے پر بھجوائیں۔

بچوں کے لیے تعلیمی، ترقیاتی اور تفریحی خوب صورت کتابوں کا ادارہ مرکز

بچوں کا کتاب گھر

32G ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0335-1620824

زبردست جملہ

1- غزوہ ثارث..... ملتان

جس دج سے کوئی عقل میں مہیا

وہ شان سلامت رہتی ہے

2- احمد فراز..... چنیوٹ

یاد اسماعیل کی تازہ کرتے ہیں ہر سال ہم

جو بن سنور کر اس بازار میں آئے ہیں ہم

3- زوہبہ آفاق..... لاہور

ابراہیم نے جھکا سر اللہ کے حکم پر

اسی یاد میں منائی جاتی ہے عید قربان

4- محمد جنید جاوید..... لڈن

ہر طرف بھی ہے عید کی دعوم

میں بھی جموں، تو بھی جموں

5- محمد رمیز بٹ..... حنیم خانہ

اسوٹن کے باسیل لپٹے وطن پر اس طرح نثار ہو جانا

جس طرح ہمارا ہے ہر عید پر قربان ہو جانا

تین بہترین کہانیاں

اول کہانی: میری مٹی کولہ ہوتا..... لکھنوی، سلمیٰ مٹی

دوم کہانی: الفاظ کا مزہم..... لکھنوی

ڈاکٹر فضیلت بانو

سوم کہانی: مومچی..... لکھنوی، ڈاکٹر شیمارانی

سرت کلا نیچی، اندر اندر انمولی اور عارف

شان اس مقالے میں شامل نہیں ہوتے

ان کے نام لکھنا نہیں۔

صفحہ بتائیے

1- کسوہ قیصر..... سیالکوٹ

2- مومن فاروق..... رحیم یار خان

3- ارباب حسین..... فورت عباس

4- ہانیہ صف..... لاہور

5- مغیث ضیاء..... والٹن کینٹ

صفحہ بتائیے - درست جوابات

(i) 13 (ii) 16 (iii) 27 (iv)

39 (v) 66

10 تاریخ تک بھجوادیں اور بچوں کے لئے دلچسپ اور

سبق آموز کہانیاں شائع کرنے والے

ادارے ”بچوں کا کتاب گھر“ کی طرف سے قرعہ

اعدازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو ملیں گی 200

روپے کی کتب ہر ماہ۔

جوابات ماہنامہ ”پھول“ 23 کوئز روڈ لاہور

کے پتے پر بھجوائیں۔

بچوں کے لیے تعلیمی، ترقیاتی اور تفریحی خوب صورت کتابوں کا ادارہ مرکز

بچوں کا کتاب گھر

32G ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

0335-1620824

47

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اکتوبر 2017ء

معیارہ مقصدیت اور مقبولیت کے 26 شاعر و رسال

اک



جلدی سے تصویر بنالیں پھر ہم نے دعا بھی کرنی ہے: عیدہ مریم، مہد حسن، احمد حسن، بھکر

ہم بہن بھائی مل کر پاکستان سنواریں گے: سہار سجاد، شاہان سجاد، حماد سجاد، شکیاری



ٹوڑ ہو تو خوش رہتا ہوں محمد ابراہیم، لاہور



میں بڑا یا آلو؟ اب تمام ساجد۔ جزا نوالہ



گھر کا راستہ تو یاد ہے لیکن اپنا نام اور پتہ بھول گئے ہیں



تصویر ذرا مدھم آئی ہے رانا شاہ زیب، خیر پور سادات



کوئی فریج سے کوئی چیز لینے کی کوشش نہ کرے ورنہ..... رانا محمد طلحہ، خانپوال



شادی پر نہیں جا رہی۔ عید کا سوٹ ہے۔ فضاء عامر۔ لاہور



آپنی! اگر نے لگوں تو مجھے پکڑ لیتا: طلحہ عظیم، طوبی عظیم، لاہور



اچھی تصویر کے لئے یہ انداز اپنایا ہے: نور فاطمہ، لاہور



اچھی تصویر ہے نا؟ ایمان فاطمہ، لاہور



نہایت میں انداز بھارت



پکھا بند کر دیں مجھے سردی لگ رہی ہے: حرم شہباز، لاہور



یہ ہے میری نئی بیوی بائیک: رانا محمد و ہاج خالد، لاہور



کیا بات ہے؟ قرۃ العین شہزاد



مجھے یہاں سے نکالو: محمد احمد، لاہور



جس نے مہینہ جاتا کر لو تو کیا ہوں: طلحہ الرحمن، لاہور



مسکراتا بھی ہوں شرماتا بھی ہوں: اذان علی، لاہور

سلام

کرب و بلا کی رات تھی	عزم و عمل کی بات تھی	شیر تھا میدان میں تھی	ظالموں کی گھات تھی	پیاس تھی عروج پر تھی	تیروں کی بہتات تھی	لاشے سیدوں کے تھے	انکوں کی بارات تھی	سجدے میں امام تھے	دم بخود حیات تھی	دین مصطفیٰ کی لاج تھی	سیدوں کے بات تھی	جیت ان کی تھی	ظالموں کی مات تھی
----------------------	----------------------	-----------------------	--------------------	----------------------	--------------------	-------------------	--------------------	-------------------	------------------	-----------------------	------------------	---------------	-------------------

☆☆☆

پاکستان کی قیامت 2001ء روپے ہے۔
ان کی ایک نہایت اہم اور مفید کتاب "آئینہ ادیب" ہے۔ یہ ان کے رسائل کی ڈائریکٹری ہے۔ یہ نئے نئے ادب والوں کے لئے رہنما کتاب ہے۔ اس میں محمد شعیب مرزا نے اپنی تقریباً بیس سالہ ادارت اور طویل رسالت کے تجربات کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ اس میں تمام مکمل موجود ہے کہ نئے ادیبوں کی کہانیاں کن وجوہات کی بنا پر مسترد ہو کر ناقابل اشاعت قرار پاتی ہیں۔ اگر ادیب ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو پیش نظر رکھیں تو وہ بھی مستقبل کے بڑے ادیب بن سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پاکستان میں بچوں کے لئے شائع ہونے والے تمام رسائل کے نام، پتے، فون، ای میل اور ایڈریز کے نام بھی ڈائریکٹری کی صورت میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ادیبوں کو اپنی تحریروں کی اشاعت کے لئے رسائل کے انتخاب اور رابطے میں آسانی ہوگی ہے۔ اس مفید کتاب کی قیمت صرف 150/- روپے رقمی ہے۔ یہ تینوں کتابیں اکادمی ادبیات اطفال نے فائن پبلیکیشنز کے اشتراک سے شائع کی ہیں جو اکادمی کے دفتر کمرہ نمبر 16، دوسری منزل، ڈیوس ہاؤس 38 ڈیوس روڈ لاہور سے منگوائی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کتابیں اردو بازار کے تمام پبلیشرز کے پاس بھی دستیاب ہیں۔
محمد شعیب مرزا کی یہ کتابیں بچوں کے علاوہ بڑوں کے لئے بھی دلچسپی کی حامل ہیں۔ امید ہے وہ مزید ایسی کتابیں لکھ کر قارئین کی ضرورت پوری کریں گے۔
☆☆☆



"پھول" کی سالگرہ پر امیر ذکا (قلم و دیکارنگ) نے کپڑے پر کڑھائی کر کے یہ خوبصورت کارڈ بنا کر بھیجا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دعا جو سبھی رنگیں ہوتی

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۱۱﴾ (انبیاء: ۸۷)

ترجمہ:-

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی:
"خیر سے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، یقیناً میں ہی ظالم ہوں۔"

دار السلام کوڑے

- 1- وہ صحابہ جن کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دی انہیں کیا کہتے ہیں؟
- 2- انجیل کس زبان میں نازل ہوئی؟
- 3- دنیا کی پہلی سرجن خاتون کا نام بتائیے؟
- 4- شہد کی مکھی کا چھتہ کس چیز کا بنا ہوتا ہے؟
- 5- کس پرچم پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا ہے؟

دار السلام کوڑے کے جوابات ماہنامہ "پھول" کے ایڈیٹر سید پرزادہ صاحب کریں

مکمل جوابات بھیجے والے پانچ (5) خوش نصیبوں کو دار السلام کی طرف سے بذریعہ قریب و غریب 1000 روپے کی کتب انعام میں دی جائیں گی۔
پہلا انعام: 400 روپے کی کتب دوسرا انعام: 250 روپے کی کتب
تیسرا انعام: 150 روپے کی کتب دوا عزامی انعام: 100، 100 روپے کی کتب

بچوں، بڑوں کے لیے اسلامی و تاریخی کتب کی اشاعت کا عالمی ادارہ

دار السلام

36- کوڑ مال، لاہور غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

مہ جبین ملک

ایک گاؤں میں ایک لڑکا رہتا تھا۔ اس کا نام فیاض تھا اور اس کے چھوٹے بھائی کا نام نیاز۔ اس کی عمر بمشکل نو برس ہوئی ہوگی کہ والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ان کا والد رحیم بخش گاؤں میں چوکیدار تھا۔ رات کو لائین اور لاشی اٹھا کر گاؤں کی گلیوں میں گشت کرتا۔ جاگتے رہتا بھائیو، جاگتے رہتا بھائیو کی صدائیں لگتا۔
وہ بہت نیک انسان تھا۔ سچا اور نیک مسلمان۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اس نے غربت

ارادہ پختہ ہوتا.....

ایک لڑکا

کے باوجود فیاض کو قرآن پاک حفظ کرانے کا فیصلہ کیا۔ یہی فیاض دن بھر مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کرتا۔ مغرب کے وقت گاؤں والوں کے کھاتے پیتے گھر انوں میں سر پرٹو کرا اٹھا کر وظیفہ کی روٹی اور سالن لینے جاتا۔ اس گاؤں کے کچھ لوگ اپنے فوت ہو جانے والے رشتہ

باسی روٹیاں پانی میں ڈبو کر تازہ کر لیتے اور کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے۔ رحیم بخش نہایت ہی شفیق باپ تھا اس نے اپنے بچوں کو بھی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ فیاض ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ سمجھدار اور فرمانبردار بچہ تھا۔ اس نے دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم بھی جاری رکھی اور ٹیڈل کے امتحان میں ملتان بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی۔ وظیفہ کی رقم سے میٹرک کیا۔ میٹرک میں بھی اپنی پوزیشن برقرار رکھی۔ دن مینے سال گذرتے گئے فیاض نے محنت جاری رکھی۔ بی اے کے امتحان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے کے بعد اس نے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ مقابلے کے امتحان یعنی (سی ایس ایس) کی تیاری شروع کر دی۔ فیاض کے خواب جو اُس نے بھی جانتی آنکھوں سے دیکھے تھے اب پورے ہونے والے تھے۔ وہ بچپن ہی سے ہونہار اور بلا کا ذہین طالب علم تھا۔ جب بچے کھیل رہے ہوتے



تھے تو اس کے دل میں بھی اپنے بھولیوں کے ساتھ کھیلنے کی خواہش جنم لیتی مگر گاؤں کے بچے اسے اپنے ساتھ نہ کھلاتے وہ اسے صرف وظیفہ والا کہہ کر اس کی عزت نفس کو مجروح کرتے۔ یہ نظریہ فقر سے سن کر اس کا دل ہوتا تھا۔ گھر آ کر اپنی والدہ کا دودھ ٹرک سے نکال کر سینے سے لگا کر خوب روتا۔ دو بچے سے لپٹ کر ایسے روتا جیسے والدہ سے لپٹ کر رو رہا ہو۔ ہر بار عہد کرتا "میں پڑھ لکھ کر بہت بڑا آدمی بنوں گا یہ سارے بچے جو آج مجھ سے نفرت کرتے ہیں ایک دن مجھے حسرت سے دیکھیں گے وہ خود مجھ سے دوستی کرنا چاہیں گے۔ دیکھنا میں ایک دن بہت بڑا آدمی بنوں گا۔ پھر کوئی مجھے وظیفہ والا نہیں کہے گا۔ بلکہ میں ایک بہت بڑا لنگر چلاؤں گا جہاں سے گاؤں کے سب غریبوں کو مفت اور تازہ کھانا تقسیم کیا جائیگا۔" یہ کہتے ہی اس کی کھال بندھ جاتی۔ سسکیاں لے لے کر روتا۔ ادھر قبر میں لیٹی ہوئی اُنکی ماں کی روح بھی ٹپ جاتی۔ نیند کی سنہری پری کا روپ دھار کر آ جاتی اور فیاض کو اپنی آنکھوں میں لے کر سلا دیتی۔

بالآخر وہ دن آ گیا جب حافظ فیاض سی ایس ایس کے امتحان میں امتیازی نمبر حاصل کر کے کامیاب ہو گیا۔ حافظ فیاض کا والد چوکیدار رحیم بخش اور چھوٹا بھائی نیاز خوشی سے ہواؤں میں اُڑنے لگے۔ آج سارا گاؤں خوشی سے جھوم رہا تھا۔ سب لوگ مبارکباد دینے کے لئے چوکیدار رحیم بخش کے گھر جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ اگر محنت و لگن ہی ہو تو انسان منزل مقصود پر ایک نہ ایک دن ضرور پہنچتا ہے۔

قدم چوئے چل کے آئے گی منزل
سفر پر تو نکلے، قدم تو بڑھاؤ

☆☆☆

ELECTRICITY



بجلی قومی دولت ہے

اسے احتیاط سے خرچ کریں

ضائع نہ کریں



امید زندگی کی کرن ہے مایوسی گناہ ہے

ڈاکٹر فوزیہ سعید

مایوسی گناہ ہے۔ قرآن میں لکھا ہے۔ ”اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو“ ہم مایوس کب ہوئے؟ جب ہم بے امید ہو جاتے ہیں۔ اس لئے امید کا دامن کبھی ہاتھ سے مت جانے دیں۔ اکثر بچے اگر کسی امتحان میں کامیاب نہیں ہوتے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ جبکہ ناکامی کامیابی کا زینہ ہے۔ بار بار کوشش کرنے سے آخر ایک دن کامیابی قدم چومتی ہے۔ جو لوگ ہمت ہار جاتے ہیں وہ بزدل ہوتے ہیں۔ ناکامی کا سامنا کرنے والے بہادر لوگ ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک کنگ بروس بھی تھا۔ جس نے مگزی کو دیکھ کر ہمت پکڑی اور پھر سے جیت گیا۔ اس طرح آپ بھی کسی ناکامی سے ہمت مت ہاریں بلکہ دوبارہ از سر نو اس کے لئے محنت کریں اور محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

خوب محنت کریں اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

ہو سکتے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں اور پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں۔ جبکہ ناکامی کامیابی کا زینہ ہے۔ بار بار کوشش کرنے سے آخر ایک دن کامیابی قدم چومتی ہے۔ جو لوگ ہمت ہار جاتے ہیں وہ بزدل ہوتے ہیں۔ ناکامی کا سامنا کرنے والے بہادر لوگ ہوتے ہیں۔ انہی میں سے ایک کنگ بروس بھی تھا۔ جس نے مگزی کو دیکھ کر ہمت پکڑی اور پھر سے جیت گیا۔ اس طرح آپ بھی کسی ناکامی سے ہمت مت ہاریں بلکہ دوبارہ از سر نو اس کے لئے محنت کریں اور محنت کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

ناکامی کامیابی کی یڑھی ہے۔

مگر تے ہیں شاہسوار ہی میدان جنگ میں وہ طفل کیا کرے گا جو گھمنوں کے بل چلے جب ہم ناامید ہوتے ہیں تو ڈہنی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔



دینا ہے۔ اگر آپ یہ سوچ رکھتے ہیں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں اس کا نتیجہ منفی ہوگا تو یہ سوچ انسان کو پریشان اور مایوس کر دے گی۔ لہذا سوچ ہمیشہ مثبت ہونی چاہئے۔ مثبت انداز سے ہر کام کا انجام اللہ پر چھوڑ دیں۔ ناامیدی اور ڈہنی دباؤ آج کے دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ بہت سی تباہ کاریاں صرف اس لئے جنم لیتی ہیں کہ ہم ناامید ہوتے ہیں۔ امید کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اگر بہت محنت کے باوجود کوئی چیز ہم کو نہیں ملتی تو اسے اپنی قسمت سمجھ کر قبول کر لینا چاہئے اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کر لینا چاہئے۔ ناکامی کا خوف اور خسارے کا خوف ہمیں ترقی نہیں کرنے دیتا لہذا بے خوف ہو کر محنت کرنی چاہئے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہئے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ ہم پرسکون بھی رہیں گے اور ہاں ایک اور بات ذہن نشین رکھیں اگر آپ کسی مقابلے میں حصہ لے رہے ہیں تو پہلے آپ اس میں سوچیں کہ محنت کتنی لگائی جائے گی تاکہ کامیاب ہو جائے گی مگر کسی وجہ سے آپ اس میں ناکام بھی ہو جاتے ہیں یا ہار جاتے ہیں تو دل میلانہ کریں ہار بھی جیت کی نوید ہوتی ہے لیکن ابھی کچھ اور محنت اور کچھ اور لگن درکار ہے۔ ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے۔ اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔ (القرآن)

منفی سوچ انسان کو ناکامی سے دوچار کرتی ہے۔

شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے (شیخ سلطان) اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ اپنا حوصلہ جوان رکھیں اور جوڑ رتا ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ زندگی زندہ دلی کا نام ہے مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں صدا خوش رہیں۔ ہمیشہ مسکرائیں۔ ☆☆☆

گئی..... ”بہت بک بک کرنے لگی ہے۔ یہ سب اسی کینٹ سکول کا کیا دھرا ہے..... یہ جو تین گز کی زبان ہو گئی ہے تاہمیری۔ کسی دن نکال کے چیل کوؤں کے آگے ڈال دوں گی“..... اماں کی یہ باتیں بہت دور تک اسے سنائی دیتی رہیں.....

”یا اللہ میں پڑھنا چاہتی ہوں میں اُستانی۔ کیوں نہیں بن سکتی؟ میں تو اپنی جماعت میں سب سے پہلے سبق یاد کرتی ہوں۔ پیارے اللہ جی میں کسی لڑکی کی بات کا بُرا نہیں مناتی، کسی لڑکا جواب نہیں دیتی، کسی کی بھی تجھ سے شکایت نہیں کرتی، مگر.....“..... مہر کے بڑھتے قدم رُک گئے۔ ”مگر جب اماں مجھ سے ایسے بات کرتی ہیں تو مجھے بہت رونا آتا ہے۔“ بہت برداشت کے باوجود بھی آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگ گئے تھے..... روز کی طرح آج بھی مہر نے سارے گلے شکوے اپنے اللہ سے کیے تھے کیونکہ اللہ کے سوانہ تو کوئی اس کی سننے والا تھا اور نہ سمجھنے والا۔ سکول کی عمارت نظر آتے ہی مہر نے آنسو صاف کیے اور آنکھوں میں معمول کی چمک اور ایک طاقتور جذبہ لیے سکول میں داخل ہو گئی۔

☆☆☆



تکلیفیں جہاں انسان کو توڑ کے رکھ دیتی ہیں وہیں بڑی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ہمت بھی دیتی ہیں۔

”او پڑھا کو صاحبہ! کب ختم ہوگا یہ تیرا سکول ڈرامہ، تیری اس خالی کھوپڑی میں میری ایک بات بھی نہیں بیٹھتی۔“ اماں حسب معمول صبح ہی صبح شروع ہو چکی تھیں وہ دل ہی دل میں درود پاک کا ورد کرتی تھیں شے کے لئے آ بیٹھی۔

”تجھے سمجھ کیوں نہیں آتی مہر..... یہ سکول یہ پڑھائی..... یہ سب امیروں کے چوٹیلے ہیں۔ ہم غریب خانہ بدوشوں کو یہ سب زیب نہیں دیتا۔ یہ تو زمینداروں کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیں سر چھپانے کو جگہ دی ہے اور چار پیسے بھی دے دیئے ہیں دو وقت کی روٹی کے لئے

ثناء اکرم

گرمی کا موسم، جس زدہ رات اور تاروں کی میٹھی میٹھی چھاؤں۔ یہ سب مہر کو بہت اجنبی لگ رہا تھا..... رات قطرہ قطرہ آنکھوں میں بھجک رہی تھی۔ وہ سب واقعات جنہیں وہ بھولنا چاہتی تھی کسی قلم کی طرح اس کے دماغ میں چلنے لگے۔

”دعا باجی ایک سوال مجھ سے حل نہیں ہو رہا۔ آپ سمجھا دیں گی؟“ نوں کلاس کی لڑکیاں سکول گراؤنڈ میں گروپ بنائے بیٹھی تھیں، سب کی نظریں ایک ساتھ اس کی جانب اٹھیں۔ ”ہاں کیوں نہیں آؤ بیٹھو.....“ دعا

وہ سب کے طنز برداشت کر لیتی تھی لیکن.....

خواہشِ ناتمام

..... اس سے زیادہ ہمیں کیا چاہئے..... اور ویسے بھی تو نے پڑھ لکھ کر کون سا اُستانی لگ جاتا ہے۔“

”اماں بس کریں“ مہر نے نوالہ پلیٹ میں رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی..... ”یہ زمینداروں کی نہیں صرف اللہ کی مہربانی ہے کہ وہ ہمیں دو وقت کی روٹی دے رہا ہے اور زمیندار پیسے دے کر کوئی احسان نہیں کرتے۔ سارا دن ان کی زمینوں پر کام کرتے ہیں ہم اور اُسی کی اجرت لیتے ہیں۔ زیادہ کچھ نہیں کرتے وہ ہمارے لیے..... مہر نے چادر ٹھیک سے اوڑھی اور بیک اٹھا کر سکول کے لئے نکل

نے خوش اخلاقی سے کہا اور کاپی لے کر اسے سمجھانے لگی

”تم پڑھائی کو اپنے ذہن پر اتنا سوار کیوں کر لیتی ہو، ویسے بھی تم نے کون سا سارا سال یہاں پڑھنا ہے، کیا پتہ کب تم لوگوں کو یہاں سے جانا پڑے.....“ ساتھ بیٹھی رہا مشاطہ مگر انداز میں کہہ رہی تھی..... ”ویسے مہر تم نے ساتویں کلاس تک ایسے ہی پڑھا ہے، کبھی اس سکول میں تو کبھی اُس میں؟“۔ رہا مشاطہ بولی۔

”اگر ایسا ہے مہر پھر تو تم نے پاکستان کے سارے سکول دیکھ رکھے ہوں گے۔“ ساتھ والی لڑکی نے کہا تو سب ہنسنے لگیں.....

”باقی میں خود کروں گی دعا باجی آپ کا بہت شکریہ۔“ نمکین پانی مزید اندر اتارنا مشکل ہو گیا تو مہر اپنی کتابیں اٹھائے وہاں سے اٹھ گئی۔ انسان بھی عجیب مخلوق ہے کبھی نہ سمجھ میں آنے والی۔ کبھی بھی تو بڑی بڑی مشکلوں کا بھی ہنس کے سامنا کرتا ہے اور کبھی ذرا سی شوکر سے ڈھیر ہو جاتا ہے۔ لیکن چھوٹی



کھٹے میٹھے خطوط

السلام علیکم

انعامی خط نمبر 1

17 سال بہت خوبصورت تھا وہ پھولوں نے ٹائٹل کو چار چاند لگا دیئے تھے، ادارہ ہمیشہ کی طرح اجواب بے مثال تھا۔ شہادت کی لذت بھی اک شہادت کے لئے صحابہ نے اپنے گھر بار، مال چھوڑا صرف اک خدا کیلئے اپنے نبی ﷺ کے حکم کی تکمیل کی تاریخ میں معاذ و معوذ کے نام ملتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچوں نے رب نبی ﷺ کے دشمن کو پاک زمین سے صاف کر دیا۔ نبی ﷺ کے صحابہ کے جذبے 15 سال کا شہادت کا شہدائی نبی ﷺ سے اجازت مانگتا رہا حضرت رافع کی عظمت کو سلام، واہ سبحان اللہ اس طرح کے شیر کم ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اپنے جسموں کی پرواہ نہ کی ذمہ کھا کر صحابہ نے تاریخ کو سنہری حروف سے بھر دیا ہے ہمیں سبق دیا۔ کہانی تربیت کی ضرورت و اہمیت بہت اچھی تھی۔ واقعی تربیت نصیحتوں سے کی جاتی ہے ہمارے معاشرے میں اس طرح کے لوگ و کہانی ہونی چاہئے کہ ہماری تربیت اچھے طریقے سے کر سکے۔

6 ستمبر کی کہانیاں تو میں بہت شوق سے پڑھتی ہوں، الفاظ کا مرہم نے مجھے بتایا کہ ہمیں سوچ سمجھ کرنی چاہئے ہم سوچ کر اپنے منہ سے بات کرنی چاہئے کسی کو ہماری بات بری نہ لگے۔ آؤ گراف بہت اچھے تھے طاہرہ غزل کا آؤ گراف میرے حکمران حکمرانوں سے اک سوال تھا کہ حکمرانوں کشمیر میں بچے روٹتے ہیں وہ پاکستان زیادہ زیادہ سے الفاظ استعمال کرتے ہیں ماں باپ بچوں سے پاکستان کا مطلب پوچھتے ہیں۔ پاکستان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں، بچے بوڑھے شہید ہو رہے ہیں، ان کا جرم ان کی غلطی، ان کی خطا ان کی سزا کیا ہے ان کو کس

جرم کی پاداش میں مرنا پڑا ہمارا قصور کیا ہے؟ کشمیری مسلمانوں سے سوال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں مسلمانوں ہمارا دین اسلام قرآن نبی ﷺ پر کریم اک ہے پھر راستے جدا کیوں؟ پھر چوڑیاں پہن کر گھروں میں کیوں سوئے ہو؟ آپ کے بچوں کو زبردستی تکلیف ہو تو مر جاتے ہوں۔ وہ ماں باپ نہیں جن کے سامنے ان کے کھٹے جگر کو شہید کر دیا جاتا رہا۔ بھروسے سے بچوں کے جسموں کو چیر دیا گیا۔ ہٹاؤ آپ سے پوچھتے ہیں ہمیں کس جرم کی پاداش میں مرنا پڑ رہا ہے۔ یہ پھول تو اک معاشرتی اور اسلامی رسالہ ہے۔ اس میں معلومات ہی معلومات ہیں۔ یہ رسالہ سدا رہے تاکہ ہمارے بچوں کو اپنے وطن کی حفاظت کرنے والوں کا پتہ چل سکے۔ سکولوں میں معاشرتی علوم اسلامیات ختم ہو گئی ہیں۔ بس انگلش کی کتاب آگئی حکمرانوں ہم مسلمان ہیں ہماری زبان اردو، ہمارا قرآن عربی ترجمہ اردو، نبی ﷺ کی زبان عربی۔ تم کیوں پھر کفر کے طریقے استعمال کرتے ہو، یہ پاکستان اسلامی ملک ہے عیسائیوں کا نہیں ہمارے سکولوں میں اسلامی تعلیم زیادہ انگریزی کم ہونی چاہئے ہمارے بچوں کا مستقبل اچھا بن سکے ہم سچے نبی ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو سکیں۔ آج سوچا ہے کہ بیان میں منہ ڈال کر دیکھو کیا ہم مسلمان ہیں۔ کیا ہم نے مسلمان کا حق ادا کیا۔ کیا کبھی سوچا کہ مسلمان کا مطلب کیا ہے۔ محمد بن قاسم، مجید نظامی، محمود غزنوی جیسے ہیرے صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ یہ پھول اک ہستی کا لگایا ہوا پودا ہے شعیب مرزا صاحب اس باغ کے مالی ہیں۔ یہ رسالہ ہماری اصلاح کا مرکز ہے ہر ملک و شہر کے بچے کو کہوں گی سب سے بہترین رسالہ پھول ہر طرح کی معلومات ہر طرف جانے کا رستہ مل سکتا ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(اخت ایس ایم ساحد نوکھر ڈا)

انعامی خط نمبر 2

2 پیارے استاد بھیا شعیب مغل جی! (جی شاگردہ بھیا جی) سلام کا پورا ٹوکرا لائی ہوں۔ قبول کیجئے۔ (ہمارے پاس بھی نوکری ہے لے چاہئے)۔ بھئی اتنے مہینوں سے خطوط میں حاضری نہیں لگی۔ (سب بہت خوش تھے) بس جی بڑھا پے کے آثار چلے آرہے ہیں۔ (آ نہیں رہے آگئے ہیں) نمازیں بھی قضا ہی پوری کر رہے ہیں۔

(قضا آنے سے پہلے پوری کر لیں)۔ دس بجے سے اوپر ہی وقت ہے آج نماز پڑھ کر بے ہوش ہونے سے بچ گئے تو ملے چلے آئے۔ (ہمیں بے ہوش کرنے)۔ ورنہ ہم بھی تانیا تانواں کی موٹی بہن ہی ہیں۔ (شکر ہے مان لیا) پورا پھول چکھ لیا ہے۔ (چکھ لیا یا کھا لیا) بڑا مزیدار تھا۔ دعائے دل تبصرہ کی صورت اوپر ملاحظہ کر لیجئے اور پھول کو سنا دیجئے۔ (سنا دیا)۔ آپ کو ہر نیا اپوار مبارک ہو (شکر یہ) طیب۔ وہ بخیر وصال بہت اوپر جا رہی ہیں۔ (حسد کیوں کرتی ہیں)۔ یاسمین کنول کو نعت کی اشاعت مبارک ہو۔ عبدالحق بھائی کو ٹاپ کا شعر کی مبارک سلی مافی اچھا اضافہ ہے۔ (آپ کا متبادل)۔ نورین طلعت عروبہ سے مل کر خوش ہوئی۔ (ان کی رائے مختلف ہے) واقعی وہ تو بلند پایہ شاعرہ ہیں۔ کاش ان کی کتابیں خرید سکوں۔ (وہ بھیجیں گی نہیں)۔ گڑیا رانی کی نیڈل تخلیق شاندار رہی۔ ہم نے شاگردوں کی ڈرائنگ و تصاویر بھیج رکھی ہیں اور صفحہ پھول پر دیکھنے کے منتظر ہیں۔ آپ نے ہمیں چوٹی بار ”ڈاکٹر“ لکھ دیا۔ (ذہن میں ڈاکو ہوتا ہے)۔ پتہ نہیں کیوں؟ ہم منتظر ہیں ہماری ”حوض کوثر“ سے منتخب شدہ نعت پھول میں جگہ گائے۔ پتہ نہیں کب؟ (مشکل ہے)۔ فرصت اور طاقت ملنے ہی کڑھائی سے کچھ بنائیں گے (رہنے ہی دیں)۔ ادارہ اور اس کے اشعار زبردست رہے ہمیشہ کی طرح (مکھن)۔ بچوں کو پڑھا کر ہم دکتے ہاتھ اور آنکھوں سے لیٹ کر خط لکھ رہے ہیں۔ (واہ آنکھوں سے بھی لکھتی ہیں)۔ اب کچھ شاعری بھیجئے کے لئے لکھ لیں (نہیں بابا)۔ تعارف تصاویر بھی بھیجئے پر دل آمادہ ہے۔ (دل تو نادان ہے)۔

پاکستان زندہ باد ہمارے لاکٹ نہیں دل پہ لکھا ہے۔ دعا گو (کوثر خالد جرنالوالہ)

انعامی خط 3

3 خوبصورت سرورق سے سجا خوشبوئیں بکھیرتا پھول طویل ترین انتظار کے بعد 5 ستمبر کو ملا۔ حمد و نعت سے دل منور کیا، کرونوں سے خوب روشنی پائی، ادارہ انتہا کا زبردست رہا۔ بانی پاکستان، یوم دفاع، تربیت وغیرہ تحریریں بہت پسند آئیں۔ موبھی کہانی نے اچھا سبق دیا۔ ہمارے اسلام میں تو راستے سے کوئی چیز ہٹا دینے پر نیکی ملتی ہے کہ اس نے معاشرے کو ٹھوکر سے بچایا، راہ گھروں کے لئے کام کیا تو جو موبھی معاشرے کے افراد کے لئے جوتے

کاغظا ہے وہ یقیناً ہمارے لیے بہت کچھ کر رہا ہے۔ باباجی اشفاق صاحب کیا خوب فرماتے تھے کہ اگر دعویٰ میں میری پوتی راہ گھروں کو پانی پلا دیتی ہے تو وہ بابا ہے..... اللہ کا انعام کہانی بڑی پسند آئی۔ شہرت سے زندگی نہیں گزرتی علم کے موتی پاس ہوں تو نہ صرف کامیابی بلکہ شہرت بھی انسان کے قدموں میں ڈھیر ہو جاتی ہے اسی لیے تو ہمارے دین نے علم سکھنے کا حکم دیا۔ کبھی رب زدنی علما دعا ہمیں سکھائی گئی اور کبھی ہمیں کہا گیا کہ گودے لے کر گورنگ علم حاصل کرو۔ میری مٹی گواہ رہتا ہے حد خوبصورت کہانی۔ ہمارا پاکستان ہماری مٹی جسے میجر عزیز بھٹی اور راشد منہاس جیسے وفادار لوگوں نے خون دے کر سنبھالا ہے۔

ایک عظیم رہنماؤں کی تحریر تھی۔ مسلمانوں کے لئے اتنا کچھ کرنے والے عظیم لیڈر کو سلام۔ راشد منہاس شہید مدہ الفاظ کے چنڈے سے تحریر کردہ خوبصورت تحریر تھی۔ راشد منہاس جیسے لوگ آج بھی ہمارے لیے شعل راہ ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کے لئے ایک رول ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں اللہ انہیں غریق رحمت کرے۔ تمام تقیہیں اور مستقل سلسلے شاندار رہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ پاکستان کو شاد آباد رکھے اس کے بانیوں کی خیر رکھے۔ ہماری پاک فوج کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ادارہ نوائے وقت گروپ کو عروج عطا فرمائے۔ (آمین)۔

(ایٹلا طالب، گوجرانوالہ)

☆..... میں باقاعدگی سے پھول کا مطالعہ کرتا ہوں۔ پھول ہر ماہ ہمارے گھر خوشبو پھیلاتا ہوا آتا ہے اللہ تعالیٰ پھول کو مزید ترقی عطا فرمائے اور یہ ہمیشہ اپنی خوشبو نکھیرتا رہے۔ (آمین)۔

(محمد طلحہ حامد..... لڈن)

☆..... ستمبر کا شمار بہت اچھا تھا تمام کہانیاں زبردست تھیں۔ تانیا تانواں بے چارے ہمیشہ ہی پھنس جاتے ہیں۔ آخر وہ کب سدھریں گے؟ پھول کے خاص نمبر کا شدت سے انتظار ہے۔

(محمد رمیز بٹ..... لاہور)

☆..... پھول رسالہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو دن دگنی اور رات چمکنی ترقی عطا کرے۔ (آمین)۔

(سید عبدالباسط شاہ..... چینیوٹ)

☆..... بعد از سلام..... ہوں کہ آپ کی طرف سے

ارسال کردہ ماہ مئی سانس کی دنیا کا دوسرا انعام بکس کی صورت میں مل چکا ہے میں اس پر ادارہ پھول کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ حوصلہ افزائی کا شکریہ۔

(طیبہ مہک..... پکوال)

☆..... ستمبر 2017ء کا ماہنامہ پھول آنکھوں کے سامنے ہے۔ پھول کا سرورق اپنے وطن کی مٹی کی خوشبوئیں لئے حاضر ہے حمد و نعت اور کڑی پڑھنے کے بعد ادارہ پر نظر دوڑائی بانی پاکستان چودھری اسد اللہ خان کا مضمون دل کو چھو گیا، دیگر کہانیوں سے موچی بھوری کی کہانی تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں ایک عظیم رہنما اللہ کا انعام پسند آئیں۔ تانیا تانواں کی کہانی ہمیشہ کی طرح ٹاپ لسٹ میں شامل تھی اور نظموں میں سے شہیدان وطن مرد مجاہد تاریخ میں جگہ لیں اچھی لگیں۔ آخر میں ایک شعر کبھی پرچم میں لپٹے کبھی نام غازی ہوتے جو ہو جاتی ماں راضی تو بیٹے راضی ہوتے (عائشہ طالب..... گوجرانوالہ)

☆..... حمد و نعت پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ آپ ادارہ میں بہت اچھی اچھی باتیں بتاتے ہیں۔ پھر عزم و ہمت کا نشان بانی پاکستان پڑھا۔ واقعی میں قائد اعظم نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے بہت کوششیں کی۔ ”عیدالضحیٰ“ بہت اچھی کہانی تھی۔ مزہ آیا پڑھ کر ”گڑیا“ نذیر انبالوی صاحب آپ نے بہت اچھا لکھا ہے۔ پھول کا انسائیکلو پیڈیا بہت اچھا سلسلہ ہے۔ معلومات میں اضافہ ہو گیا۔

(محمد حظلہ خان زار اسدرا اختر..... میانوالی)

☆..... کروڑوں پاکستانیوں کی آزمائش کا وقت آن پہنچا تھا۔ جنگ سترہ دنوں سے جاری تھی۔ رب کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ رب العزت نے اس دھرتی پر جواں مرد سپاہی پیدا کئے۔ محمد محمود عالم میجر عزیز بھی شہید جیسے بہادر فوجیوں نے اس دھرتی پر جنم لیا اور اپنے خون سے پاک وطن کو سیراب کیا۔ جنگ کے دوران فوجیوں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے ڈالے۔ ہمت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمنوں کے دانت کٹے کر دیئے۔

دشمن کیا سمجھتا تھا کہ پاکستان غفلت میں ہے اور غفلت کی نیند سو رہا ہے مگر اس کے یہ سارے خواب و خیالات خاک میں مل گئے اور بزدل دشمن ہمارے بہادر سپاہیوں کے سامنے بے بس ہو گئے۔ انہوں نے کئی کوششیں کیں کہ پاکستانی سپاہیوں کو جنگ میں شکست دے دی جائے

مگر ہمارے بہادر اور نڈر سپاہیوں کے ارادے راسخ تھے جس کے نتیجے میں دشمن دم دبا کر بھاگ گیا۔ یہ ہے اصلی بہادری! یہ ہے اصلی قابلیت! جو ہمارے دلیر سپاہیوں میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی کاش! ایم ایم عالم جیسے بہادر سپوت اس دھرتی پر پیدا ہو جائیں! اے کاش!۔

بہر حال! ”پھول“ راسخ زور ”پھول“ قارئین کو دل سے بکرا عید اور یوم دفاع مبارک ہو۔ سرورق پر عظیم سپوتوں کی تصاویر دیکھ کر خوشی ہوئی اور یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جیسے ہی سرورق پلٹا فہرست آگئی، شکر ہے اس بار اشتہار حد سے زیادہ نہ آئے اور مواد زیادہ سے زیادہ شامل کیا گیا تھا۔ انتساب حمد باری تعالیٰ نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کریں اور ادارہ بہت اچھے انداز سے لکھی گئیں۔

چودھری اسد اللہ نے قائد کے بارے میں خوب لکھا۔ حاجی محمد حسین گوہر کا قول اثر انگیز تھا۔ ”وطن کی مٹی“ کے عنوان سے تنن تحریریں تھیں فوجیہ سعید مسرت کلا نجوی اور سلی مافی صاحبہ کی نینوں اپنے اندر الگ الگ سبق لئے موجود تھیں۔ نئی لکھاری نورین طلعت عروبہ کو خوش آمدید!

نذیر انبالوی کی ”گڑیا“ حد سے زیادہ پیاری تھی۔ عبدالعزیز چشتی صاحب نے اپنی نظم کے ذریعے آپ کو بہت اچھی سا لکھ کر مبارک باد دی۔ پاکستان کی بے لوث خدمت کرنے والی اور خود کو دوسروں کے لئے وقف کرنے والی مدریہ ڈاکٹر رتھ فاؤ خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ انہیں جنت الفردوس میں گھر ملے۔ تنزیلہ یوسف کی ”خودداری“ اچھی تھی۔ سدرہ امبرین نے خوب قلم چلایا۔ تانیا تانواں کو آخر آپ نے بے ہوش کر ہی دیا نا اچھا ہے! ایک تو وہ بزرگ ہیں پھر آپ کا قلم انہیں روز بروز ”نانواں“ بھی کر رہا ہے۔

(سلمان یوسف سمیجہ..... علی پور)

☆..... ”پھول“ ستمبر کا شمار بہت خوب لگا۔ ڈاکٹر فوزیہ سعید کا ”وطن کی مٹی گواہ رہنا“ اور مسرت کلا نجوی کا وطن کی مٹی ستمبر کے حوالے سے اچھی تحریریں تھیں۔ یوم دفاع کو جذبے سے منانا دراصل 65ء کی جنگ کے شہدا کو خراج تحسین دیتا ہے جو بے سرو سامانی کی حالت میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی کی کہانی چوڑھ کی کہانی چوڑھ کی زبانی ہماری یادوں کو پھر سے تازہ کرتی ہے۔

تہذیب طاہر کی رپورٹ سینما بچوں کے ادب سے بے اعتنائی کیوں؟ پڑھا۔ یوں لگا جیسے شرکت ہی کر لی ہو۔ تہذیب طاہر کی یوم دفاع پر تحریر بھی اچھی تھی۔ اور ادا کا

کی گڑیا رانی نے کمال کر دیا کتنے اچھے اور کتنے جذبے سے انہوں نے کپڑے پر کڑھائی کی۔ مجھے یاد آ گیا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کو اسی طرح کڑھائی شدہ پاکستان جھنڈا ڈاک سے موصول ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ”اب پاکستان کو آزاد کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔“ عید قربان کے حوالے سے نذیر انبالوی کی کہانی نہ صرف دلچسپ تھی بلکہ منفرد کہانی تھی۔ جس میں نیکی کرنے کے مثبت جذبوں کو ابھارا گیا تھا کیا درست ہے اور کیا غلط کو بچوں کے ادب سے اجاگر کرنا بچوں کے ادیب کا خاصا ہونا چاہئے۔

☆ میں ایک پوسٹنٹر میں ہونے والے بک فیئر کی تصاویر ابھی دیکھ رہی ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ میری برادری ہے۔ ان ساتھیوں کی کپنی میں مجھے بہت اچھا لگتا ہے اور اس برادری کو اکٹھا کرنا آپ کا کام ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ بچوں کے اہل قلم کو اکٹھا کرتے ہیں۔ جذبوں سے بھر دیتے ہیں۔ اور پھر آپ کے چاروں طرف ہر کوئی اپنے اپنے کاموں سے بچوں کے ادب کو نکھار رہا ہوتا ہے ایک بار پھر آپ کا بہت بہت شکریہ۔

(فریدہ گوہر.....ملتان)

☆ پھول میں تو معلومات کا خزانہ ہے اور ہم سب پھول ایم کی محنت کو سلام پیش کرتے ہیں کہ وہ اتنی محنت کر کے ہمارے لئے پھول تیار کرتے ہیں۔ مجھے پھول میں موجود مسکراہٹیں اور نظمیں بہت اچھی لگتی ہیں۔ تانیا ناتواں تو کمال کر دیتے ہیں۔ خدا کرے پھول سدا مہکتا رہے (آمین)۔

(محمد عید الرحمن.....لڈن)

☆ سب سے پہلے پاکستان اور ہماری آزادی کی 70 ویں سالگرہ مبارک ہو۔ ”ہماری“ مطلب میری نہیں پوری قوم کی آزادی کی سالگرہ مبارک ہو۔ ادارہ سے تانیا ناتواں تک تمام تحریریں جکس کر رہی تھیں۔ آپ کو ہماری طرف سے سب سے پہلے عید مبارک۔

(محمد اسد اللہ ناصر.....بہاولپور)

☆ سرورق پر محمد زین العابدین اور محمد طلحہ شہزاد بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ حمد و نعت، کرئیں اور ادارہ ہمیشہ کی طرح دل موہ لینے والی تھیں۔ عید الاضحیٰ کے بارے میں تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ یوم دفاع نمبر نے دل جیت لیا۔ تمام تحریروں کے کیا کہنے۔ کھکشاں میں بہت پیاری پیاری باتیں تھیں۔ کٹے بیٹھے خطوط مزیدار تھے۔ بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے پیارے رسالے پھول کی تحریف کے لئے الفاظ ہی کم پڑ گئے ہیں۔

(عبدالرحمن طاہر.....سیالکوٹ)

☆ ستمبر کا شمار بہت ہی زبردست تھا سب سے اچھی کہانی ”تانیا ناتواں“ لگی۔ دوسرے نمبر پر نذیر انبالوی کی ”گڑیا“ رہی۔ ”عید الاضحیٰ“ ”وطن کی مٹی“ اللہ کا انعام، ”الفاظ کا مرہم“ ”میری مٹی“ ”میری مٹی گواہ رہنا“ تمام کہانیاں اچھی لگیں۔

(محمد عرفان روق.....کراچی)

☆ پھول ایک استاد ہے جو چھوٹے بڑے دونوں کی تربیت کرتا ہے۔ سرورق بہت ہی اچھا تھا، ستمبر کا شمار: میں غازیوں کی بہادری کو سلام پیش کرتا ہوں۔ خدا ان کی روح کو جنت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)۔ ”وطن کی مٹی“ کہانی بھی بہت اچھی تھی تانیا ناتواں تو ہر بار ہنسا دیتے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھول کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)۔

(محمد عبداللہ نذر.....لڈن)

☆ انتظار کی گھڑیا، ختم ہوئیں پھول جگمگا تا اپنی خوشبو نکھیرتا ہوا 28 اگست کو مل گیا اور حمد و نعت کرئیں پڑھیں۔ زبردست تھیں۔ ادارہ یہ اپنی مثال آپ تھا۔ گڑیا نذیر انبالوی کی تحریر سبق آموز تھی۔ تمام مضامین اور کہانیاں اچھے تھے ہر کسی میں سبق تھا اور مسکراہٹیں پڑھ کر ہنسی آئی۔ کھکشاں پڑھ کر بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ (اقصیٰ عائشہ الصدیقہ قادری.....گوجرانوالہ)

☆ اتنا خوبصورت سرورق ”یوم دفاع نمبر“ ہو اور ہم قلم نہ اٹھائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ ستمبر کا پورا مہینہ ہی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ”انتساب“ ہر بار کی طرح لا جواب ”اداریہ“ تو آپ کی انتھک محنت کا ثبوت ہے۔ ہر بار کی طرح خوبصورت جملوں سے مزین۔ تمام تحریریں زبردست تھیں۔ وطن سے محبت کی عکاسی کرتیں۔ تمام نظمیں اچھی لگیں۔ خاص کر ”مرزا جی! سالگرہ مبارک“ محبت سے گندمی ہوئی تحریر تھی۔ تمام سلسلے اچھے جارہے ہیں۔ تمام کہانیاں سپر ہٹ تھیں مگر کچھ بہت پسند آئیں۔ جن میں ”وطن کی مٹی“ ”گڑیا“ ”اللہ کا انعام“ اور ”میری مٹی“! گواہ رہنا۔ ”کھکشاں“ کی تو نظیر ہی نہیں ملتی۔ یہ بے نظیر ہے۔ ”تربیت کی ضرورت اور اہمیت“ واقعی تربیت کی بہت ضرورت ہے۔ ”بچوں کے ادب سے بے اعتنائی کیوں؟“ بہت اچھا موضوع تھا۔ واقعی یہ سب غفلت کی وجہ سے ہے۔ درنہ بچوں کا ادب تو وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ ”تانیا ناتواں“ بیچارے..... اس بار بھی ناکام رہے لیک۔ ان کو امید رکھنی چاہئے کہ کبھی تو کامیاب ہوں گے۔ دعا ہے کہ خدا اس

رسالے کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آپ کے لئے ڈھیروں دعائیں اور سلام، نیک خواہشات کے ساتھ۔ (ایمن کائنات، شبن، معنی.....ڈیرہ غازی خان)

☆ اے ہر چیز کے تخلیق میری آپ سے انتہا ہے کہ پھول ہمیشہ یونہی تر و تازہ اور اپنی خوشبو نکھیرتا رہے اور ہمارے بے چین دلوں کو سکون بخشتا رہے۔ پھول بے نظیر ہے اس کی کوئی مثال نہیں۔ اس دفعہ بھی پھول حسب توقع سپر ہٹ تھا۔ تمام سلسلے بہترین تھے۔ کھکشاں زبردست تھی۔ اور قائد کے بارے میں پڑھ کر بہت اچھا لگا وہ تو تھے ہی سچے محبت وطن۔

☆ اللہ کرے میرا پھول اور میرا پیارا وطن پاکستان دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کرے۔ (آمین)۔

(سونا کنول.....چوک اعظم لہ)

☆ ماشاء اللہ ماہنامہ پھول کا ہر شمارہ ایک سے بڑھ کر ایک ہوتا ہے۔ ماہ ستمبر کا رسالہ پھول بہت بہترین اور تجسس سے بھرپور ہے۔ ماہنامہ پھول میں تمام کہانیاں سبق آموز ہوتیں ہیں اور میں تمام کہانیاں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ مجھے پھول رسالہ پڑھ کر بڑی خوشی ملتی ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ رسالہ دن دو گنی اور رات چو گنی ترقی کرے۔ (آمین ثم آمین)۔

(ثرثت یعقوب.....لاہور)

☆ اس دفعہ کا رسالہ بہت اچھا تھا۔ تربیت، وطن کی مٹی، گڑیا بہت اچھی تحریریں تھیں۔ مسکراہٹیں پڑھ کر بہت مزا آیا۔ کھکشاں اس دفعہ بہت معلوماتی تھیں۔ (محمد سلمان.....گوجرانوالہ)

☆ آپ ہر مرتبہ پھول رسالے کا ادارہ کی خوبصورتی سے تحریر کرتے ہیں اس مرتبہ بھی جو ادارہ آپ نے تحریر کیا وہ قابل تعریف ہے۔ میں پھول رسالہ بڑے شوق سے پڑھتی ہوں۔ آپ سے کافی ساری چیزیں سیکھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

☆ پھول رسالہ معاشرے کی اصلاح میں کافی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اللہ آپ کا سایہ ہم سب پر سلامت رکھیں۔ آمین۔

☆ آپ کی صحت و سلامتی اور کامیابی کے لئے دعا گو۔ (زوبیہ آفاق)

☆ محمد زین العابدین اور محمد طلحہ شہزاد سرورق پر ستاروں کی طرح چمک رہے تھے۔ ان کے ساتھ ہی دوسرے پرستاروں کی تصویریں چمک رہی تھیں۔ انتساب پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ ان کے نام تھا جو وطن کیلئے جان قربان کر دیتے ہیں۔ حمد و نعت منفرد مگر معقول لفظوں میں

تھیں ہوئی تھیں۔ ادارہ یہ لبا چوڑا تو نہ تھا مگر پھول کی طرح خوشبو ضرور نکھیر رہا تھا۔

☆ ڈاکٹر فوزیہ کی تحریر دل کو بھاگتی۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ہمارے وطن کی زرخیز مٹی گواہ رہے گی کیونکہ ہمارے رہبروں نے وطن کیلئے جان جو قربان کر دی۔ پھول کے نامور لکھاری اسد اللہ خان نے کیا خوب لکھا۔ واقعی قائد اعظم ان میں سے تھے جو جھٹکتے نہیں ہیں۔ آپ نے ایک شاعر کے خواب کو کچ کر دکھایا۔ نورین طلعت عروبہ کی کہانی ”عید الاضحیٰ“ سے دوہرا سبق سیکھا۔ تہذیبین طاہر نے جو مضمون لکھا اس میں یہ واضح ہے کہ ہم کسی سے کم نہیں اور قیامت تک انشاء اللہ اسی طرح وطن کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ مسرت کلا نجوی کی تحریر پڑھ کر دل خوش ہو گیا۔ دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے، اگر ہم ایک دوسرے کے کام آتے رہے تو معاشرے میں عزت اور خوشحالی دونوں قائم ہوگی ہمیں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کے کام آ سکیں۔ سدرہ امبرین نے بڑے پرجوش انداز میں تحریر لکھی اللہ یہ جو اسی طرح بلند کرے (آمین)۔ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ تانیا ناتواں کو بھی صبر سے کام لینا چاہئے کراچی ہوٹل میں قیام نہیں کیا تو پھر کیا ہوا جہاز کی سیر تو کی۔ (کھلیہ مجمل احمد، حافظ آباد)

☆ سب سے پہلے ”حمد باری تعالیٰ“ اور ”نعت رسول مقبول ﷺ“ پڑھ کر دل کی فضا کو مہکتے چمکتے ہوئے پھولوں سے منور کیا۔ اجڑے ہوئے دیار میں بہاروں نے ڈیرے جمائے۔ کرئیں ”بسم اللہ کی تاثیر“ پڑھی تو پھول کی ادا سب سے جدا ہی لگی۔ دونوں کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ واقعات تو میں نے کسی مولوی صاحب سے بھی نہیں سنے، قرب الہی سے پھول میں پڑھنے کی توفیق مل گئی۔ شروع سے ہی علم میں اضافہ ہو گیا۔ ادارہ بہت ہی اعلیٰ قسم کے واقعات میں جکڑا ہوا تھا ان واقعات کو اپنے نازک سے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کی۔ ایڈیٹر بھی آپ کو بھی گزری ہوئی عید مبارک۔ محترمہ طلعت نورین عروبہ نے تو کمال کر دیا۔ عید الاضحیٰ پڑھ کر زندگی کی مسکراہٹوں میں سے ایک مسکراہٹ نصیب ہوئی۔ اللہ پاک آپ کو ان مسکراہٹوں میں اضافہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ تہذیبین طاہر نے ”یوم دفاع پاکستان 6 ستمبر 1965ء اور جذبہ قوم“ میں بہت ہی حسین و جمیل اور جذبہ قوم سے سرشار واقعات کو لکھا۔ ”محترمہ مسرت کلا نجوی“ کی تحریر ”وطن کی مٹی“ پڑھ کر فوجی بننے کے ارادے نے بھی پھر سے دل

میں جنم لیا۔ محترم نذیر انبالوی نے بہت ہی پراثر انداز میں تحریر ”گڑیا“ لکھی جسے پڑھ کر دوسروں کیلئے دل میں جذبہ ہمدردی بیدار ہوا اور یہ سبق بھی ملا کہ حلال روزی میں برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عیدہ قلم کاری سے نوازیں۔ (آمین)۔

☆ ہر ایک نظم اپنی مثال آپ تھی کھکشاں میں رنگا رنگ تحریروں سے رنگا رنگ معلومات حاصل ہوئیں۔ ساری کہانیوں کا اپنا منفرد انداز تھا۔ اللہ پاک ایڈیٹر بھی اور سب لکھاریوں کو اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)۔ اللہ نگہبان۔ (ابرار مظفر.....کھاریاں)

☆ اس دفعہ پھول تو سرشار ہی کر گیا، حمید و توصیف رسول ﷺ کے پھول چھتے ادارہ کی جانب دوڑے تو سچے اور تابناک واقعات نے ہمیں اپنے احساسات میں جکڑ لیا اور ہاں بھیا ہمیں پھول کی سالگرہ نمبر کا بہت اشتیاق ہے۔ اپنے اس روشن اور خوش خیال کو جلد ہی عملی پانچامہ پہنا کر شکر یہ کا موقع دیں۔ ”یوم دفاع نمبر“ بہت ہی قابل سستی تھی۔ تہذیبین طاہر کی تحریر نے ہمیں پاکستانی قوم ہونے پر فخر محسوس کروایا۔ معرکہ چھ ستمبر کے حوالے سے لکھی گئیں نظمیں نے دلوں میں خوبصورت جذبے کو جنم دیا۔ ”میری مٹی گواہ رہنا“ نہایت عمدہ تحریر تھی وطن کی مٹی اور خودداری بھی سپر تھیں۔ ”موچی“ نرم نرم الفاظ میں گہری شرمندگی کا اعتراف کروائی ایک اچھوتی تحریر تھی۔ نذیر انبالوی تو ہمیشہ سب سے عمدہ لکھتے ہیں۔ استاد معمار قوم ہوتا ہے میں نے بہت غور کیا کہ آج کل ہماری نوجوان نسل کے مستقبل کے خواب ڈاکٹر، انجینئر، پائلٹ بننے کے گرد گھومتے ہیں تعجب ہوتا ہے اگر ان حضرات کو ان کے خوابوں کی تعمیر دینے والے ہی نہیں بنیں گے تو کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے نہیں قطعاً نہیں۔ استاد کا پیشہ تو سنت پیغمبری ہے تو پھر اس جانب سے ہماری نظریں کیوں رخ پھیر لیتی ہیں؟ نوجوانوں کی اس زیر بحث نکتہ کی طرف توجہ مبذول کروانی ہوگی۔ میں نے نوٹ کیا ہے کہ بچپن سے لے کر اب تک مجھے بہت ہی قابل استاد ملے نا جانے یہ میری کون سی نیکی کا صلہ ہے جو مجھے دنیا میں اس صورت میں مل رہا ہے۔ اس پلیٹ فارم کی جانب سے میرے بہت ہی قابل اساتذہ کو میرا خراج عقیدت آج میں جو کچھ ہوں انہی کی وجہ سے ہوں اللہ پاک ان سب کو خوش رکھیں اور ہمیں ان کا مؤدب بنائیں آمین میں آپ کے لئے دعا گو ہوں۔ (زیب النساء.....راہوالی کینٹ)

☆ ستمبر کا مہینہ دفاع پاکستان کا مہینہ ہے۔ جب ہمارے ذلیل ترین دشمن بھارت نے ہم پر چپکے سے حملہ کر دیا۔ لاہور کے کسی ہوٹل میں چائے پینے والوں کو ایسی عبرت ناک شکست ہوئی کہ وہ عرصہ دراز تک اپنے زخم چاٹ رہا۔ ان کو ایسی منہ کی کہانی پڑی کہ اس وقت کے بھارت کے ٹھگنے وزیر اعظم لال بہادر شاستری (جو نام کا بہادر تھا ورنہ سترہ روزہ جنگ کے دوران اسے دن میں نہ جانے کتنے چاچے بدلتا پڑتے تھے) کو روس کے آگے ہاتھ جوڑ کر یہ کہنا پڑا کہ اس جنگ کو ختم کروائیں۔ اس سترہ روزہ جنگ میں ہماری مسلح افواج نے بہادری کی وہ تاریخ رقم کی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

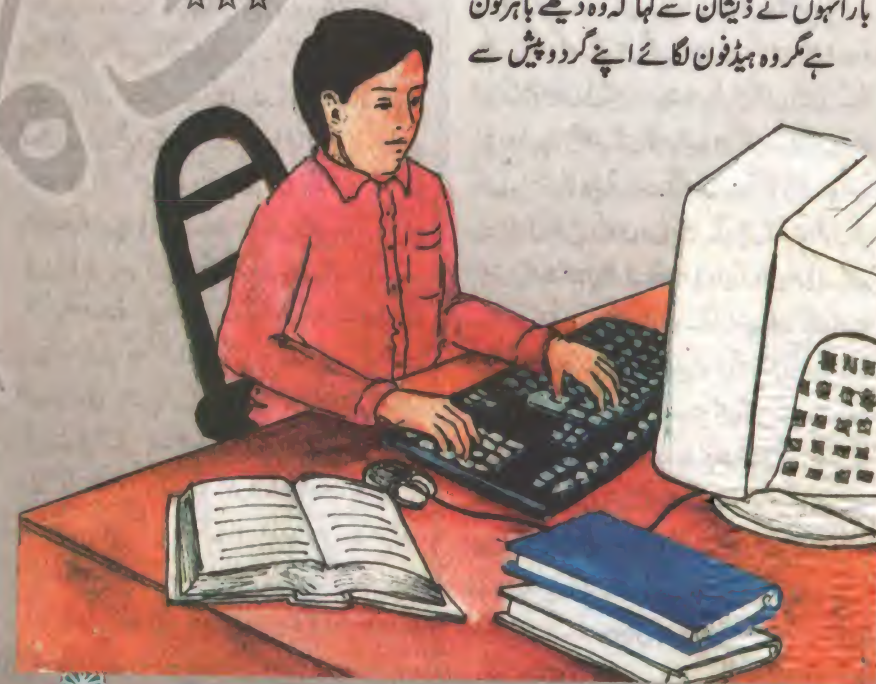
☆ ستمبر کا پھول بہت ہی پیارے ٹائٹل کے ساتھ جس میں ہندوؤں کے دل دہلا دینے والے طیارے کی تصویر کے ساتھ پیکر عزم و ہمت بانی پاکستان کی خوبصورت تصویر سرورق کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رہی ہے۔ اس میں نشان حیدر پانے والے شہداء کی تصویریں بھی اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ خوبصورت بچوں کی تصاویر نے بھی دلکشی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ انتساب بھی آپ نے صحیح حقداروں کے نام کیا ہے۔ حمد اور نعت ﷺ میں شعراء نے حمد و ثنا کا خوب حق ادا کیا ہے۔ کرئیں میں جناب محمد صالح نے بسم اللہ کی تاثیر بیان فرما کر ہماری خوب رہنمائی فرمائی ہے۔ ادارہ میں آپ نے مثالیں دے کر جس طرح دلوں میں شوق شہادت کا جذبہ بیدار کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ رب کریم اس پر آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔ ”عزم و ہمت کا نشان“ میں بانی پاکستان کو جس طرح خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے وہ بے نظیر ہے۔ جس کے لئے چودھری اسد اللہ خان مبارکباد کے مستحق ہیں۔ وطن کی مٹی گواہ رہنا ڈاکٹر فوزیہ سعید کی بہترین کاوش ہے۔ یوم دفاع پاکستان میں قومی جذبہ کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔ وطن کی مٹی میں درس دیا گیا ہے کہ پیشہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا اصل تو انسانیت ہے جو ہر حال میں انسان میں موجود ہونی چاہئے۔ گڑیا ایک پرورد اور حقیقی کہانی ہے۔ کاش ہر برا آدمی اپنی اپنی گڑیاؤں کو پہچان لے پھر وہ دوسری گڑیاؤں کے والدین کو کسی صورت تک نہیں کرے گا۔ اسی شمارے کی تمام کاوشیں اپنی اپنی جگہ پراثر اور سبق آموز ہیں۔ تانیا ناتواں کو آپ جس طرح گھر واپس لائے ہیں وہ بڑا سبق آموز ہے۔ نظمیں تمام کی تمام بر عمل اور خوبصورت ہیں۔ حسب روایت آپ نے جس طرح اس شمارے کو سنوارا ہے وہ لائق تعریف ہے۔ رب کریم آپ کو مزید ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین)۔ (ریاض حسین قر.....منگلا ڈیم)



حوصلہ کی جیت

گرمی۔ وہ جار کا ڈھکن بند کئے بغیر باورچی خانے سے نکل کر کمپیوٹر کے سامنے آ بیٹھا۔ اب رات دیر تک یہیں اس کا بسیرا تھا۔ اپنے طور پر وہ گرمی کی چٹھیوں سے خوب لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ابو اس کے رویے سے سخت نالاں تھے۔ انہوں نے اسے کئی بار کہا کہ وقت کے مطابق اپنا چٹھیوں کا کام شروع کرے مگر ہر بار اس کا ایک ہی جواب ہوتا ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ رات دیر تک جاگنا اور صبح دیر تک سونا اس کا معمول بن چکا تھا۔ باہر کی دنیا سے وہ بالکل کٹ چکا تھا۔ اس کا واسطہ صرف اس بے جان مشین سے رہ گیا تھا۔

دروازے کی گھنٹی بجی۔ ابو کھانا کھا رہے تھے۔ دو تین بار انہوں نے ذیشان سے کہا کہ وہ دیکھے باہر کون ہے مگر وہ ہیڈ فون لگائے اپنے گرد و پیش سے



سردی کا موسم شروع ہونے میں تھوڑے ہی دن باقی تھے، اس عرصہ میں انہیں خوراک ذخیرہ کرنی تھی تاکہ سخت موسم آرام سے گزاسکیں۔ مباح گیارہ بجے کا وقت تھا جب ذیشان کی آنکھ کھلی۔ گھروں میں خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ امی، آپا گھر پر موجود نہ تھیں۔ ذیشان نے کچھ یاد کرنے کی کوشش کی۔ وہ نیند میں ڈوبا ہوا تھا جب امی اسے کچھ ہدایات دے رہی تھیں۔ بستر سے اٹھ کر اس نے باورچی خانے کا رخ کیا تاکہ کھانے پینے کا سامان

A portrait of a man with a white beard and glasses, wearing a light-colored cap. He is looking directly at the camera. The background is slightly blurred, showing some papers and a desk.

پاکستانی سیاست کی بزرگ شخصیت قاضی حسین احمد مرحوم

پران کے عزیزوں سے اظہارِ تہنیت کرنے کے لئے گئے تو میڈیا میں جوان کی تصویر دیکھی اس میں بھی قاضی صاحب بہت کمزور لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جبری اور بہادر سیاستدان کو آخری دم تک دین اور سیاست کی خدمت کرنے کی ہمت دے رکھی تھی۔ وہ صرف دو دن تک ہسپتال کے بستر پر رہے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بھرپور زندگی گزارنے دیانت و امانت، جرأت اور استقامت، غلبہ دین اور اسلامی نظام کے نفاذ کی عملی جدو

دیکھتے ہی بولا ”آہا آپ آئے اور مجھ شامت زدہ کو دعوت کا خیال بھی نہ رہا۔ اب اس وقت کیا ہو سکتا ہے۔ مہمان نے کہا ”کیا مضائقہ معمولی بات ہے“ یہ کہہ کر بہت ادب سے رخصت طلب کی۔ میزبان نے کہا ”اچھا ٹھہریئے میں گھر میں جا کر دیکھوں کچھ بچا بیچا ہو تو لے آؤں۔“ میزبان گھر میں گیا تو پھر گھٹنوں کا غوط لگایا۔ بڑی دیر بعد

زیر اعجاز تار

ایک مجمع میں کسی بزرگ کا تذکرہ تھا۔ بعض تو کہتے تھے سبحان اللہ قطبِ وقت ہیں۔ ایسا بزرگ آدمی اس زمانے میں کہاں؟۔ بعض کہتے تھے، بھائی، ہم تو معتقد نہیں، سامانی دنیا کیا وہ نہیں رکھتے۔ بی بی، بیچ، مکان، کھانا، پینا سبھی کچھ ہے۔ نماز روزہ کون نہیں کرتا۔ بزرگی کا اور ہی رتبہ

ایک شخص نے ارادہ کیا کہ امتحان لیں۔ یہ ٹھہرا کر ان بزرگ سے جا کر کہا کہ آج بندے کے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ گرمی کے دن ہیں، ایسا کیجیے کہ نماز مغرب وہیں پڑھئے۔ غریب خانے کے قریب مسجد بھی ہے۔ ان بزرگ نے دعوت کو بلا تامل قبول کیا اور نماز مغرب سے پہلے مسجد میں جا حاضر ہوئے۔ نماز مغرب کے بعد وظیفہ پڑھتے رہے اور یہاں میزبان نے گھر سے نکل کر صورت نہ دکھائی۔ میزبان صاحب منتظر تھے کہ مہمان صاحبِ دق ہو کر خود متقاضی ہونگے۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو ان بزرگ نے نماز مسجد میں پڑھی اور جو کچھ پڑھنے کو پائی تھا۔ میزبان کے دروازے پر آکر پڑھا۔ یہاں تک کہ آدھی رات ہونے کو آئی۔ تب میزبان نکلا۔ مہمان کو دیکھا تو موجود۔

ٹکلا تو پھر اس نے کہا ”آپ جاتے تو ہیں مگر میری چاہتا ہے کہ آپ بھوکہ نہ چلے جائیں ذرا صبر کریں تو کچھ تدبیر کروں۔“ بزرگ نے فرمایا ”کیوں تکلیف کرتے ہیں اس کا کچھ مضائقہ نہیں میں چلا جاتا ہوں۔“ میزبان نے کہا: ”میںیں ذرا ٹھہرے۔“ یہ کہہ کر پھر کمر میں گیا اور تھوڑی دیر بعد اندر ہی سے کہا ”بزرگ جی! تشریف لے جائیے“ بزرگ نے پکار کر سلام کیا اور چلنے لگے۔ گلی کے باہر ہوئے تھے کہ پھر اس نے پکارا تو بزرگ پھر آگئے۔ اس شخص نے کہا ”اور تو کچھ نہیں یہ ایک پیسہ حاضر ہے۔“ بزرگ نے بڑی خوشی سے لے لیا اور خوش و خرم پھر چلے۔ پھر اس شخص نے بلایا اور کہا ”مہاش فقیہ تو بڑا حریص ہے۔ ایک

میں بٹ کر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے تھے باہم گلے گلوایا اور ایک ساتھ بٹھایا۔ اسلامی جمہوری اتحاد، اسلامی فرنٹ، ملی تحریکی کونسل افغان دفاعی کونسل اور متحدہ مجلس کونسل کے اتحادوں میں ان کا کردار بڑا نمایاں رہا ہے۔ انہی کی کاوشوں سے یہ اتحاد بنے، بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی قاضی صاحب نے ان اتحادوں کو ٹوٹنے سے بچایا۔ قاضی حسین احمد 22 سال تک جماعت اسلامی کے امیر رہے، جب امارت کا حلف اٹھایا تو اس سے قبل وہ کئی سالوں تک جماعت اسلامی کے مرکزی جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر کام کر رہے تھے۔ حلف اٹھانے کے بعد ملک کے کونے کونے تک جماعت اسلامی کی دعوت اور پیغام پہنچایا۔ وہ کاروان آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔ اس کے بعد مسلسل کل پاکستان جماعت عام کروانے، بڑے بڑے مظاہرے ریلیاں، ملین مارچ اور دھرنے دیئے۔ بے نظیر بھٹو مرحومہ کی حکومت کے خلاف اسلام آباد میں پہلی بار دھرنے میں کارکنوں کے ساتھ خود بھی سرک پر پولیس کی لٹھیاں کھائیں۔ اس دور کے بھارتی وزیر اعظم واجپائی لاہور آئے تو اس موقع پر بھرپور احتجاج کیا گیا۔ قاضی حسین خوبصورت چہرہ سرخ اور سفید پر نور چہرہ بہت بھلا لگتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین۔

وقت کے کھانے کے واسطے

تو نے میری تمام رات ضائع کر دی۔“ وہ
بزرگ رونے لگے اور ہاتھ جوڑ کر کہا ”بھائی خدا کیلئے میری
خطا معاف کرو۔ واقعی میرے سبب سے تم کو آج تکلیف
ہوئی۔“ وہ غصہ بولا ”جی جانتا ہے کہ اس قصور کے بدلے

عظیم بزرگ کی خاکساری

تیری یہ پوشاک اتروالوں۔“ بزرگ پوشاک اتارنے لگے تو اس نے بزرگ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا ”درحقیقت آپ ایک عظیم بزرگ ہیں اور امتحان لینے میں مجھ سے بڑا قصور ہوا معاف فرمائیے“ عظیم بزرگ نے اسے اٹھا کر سینے سے لگالیا اور کہا ”میاں یہ تمہارا خیال ہے۔ کسی بزرگی اور کہاں کی خدا پرستی۔ یاد رکھو خاکساری خدا رسیدہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس شخص میں یہ نہیں وہ کتنا ہی عالم و فاضل، عابد و زاہد اور ہمہ صفت موصوف کیوں نہ ہو،“

خاکساری نے دکھائیں رفعتوں پہ رفعتیں
اس زمیں سے واہ کیا کہا آسماں پیدا ہوئے



منزہ اکرم

محمد شعیب مرزا کا شمار بچوں اور بڑوں کے معروف ادیبوں اور صحافیوں میں ہوتا ہے۔ ادب و صحافت میں انہوں نے اپنی محنت سے مقام بنایا ہے۔ انہوں نے زمانہ طالب علمی سے ہی لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ان کی تحریریں مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہونے لگیں تو پسندیدگی کی سند بھی ملنے لگی۔ زمانہ طالب علمی میں انہوں نے کئی تقریری و تحریری مقابلوں میں انعامات حاصل کئے۔ ان کا خاندان لوہے کے کاروبار سے وابستہ

محمد شعیب مرزا کی کتابوں کا جائزہ

تھا لیکن انہوں نے قرطاس و قلم سے ناطہ جوڑا۔ مختلف اخبارات و جرائد کے لئے انہوں نے رپورٹس، ایڈیٹرنگ خدمات انجام دیں۔ بے شمار دینی، ادبی، سماجی و سیاسی شخصیات کے انٹرویوز کئے۔ ”آئینہ“ کے عنوان سے کالم نگاری کی تو ان کے مشاہدے اور تجزیہ کاری کو پسند کیا گیا۔ کئی رسائل میں طنز و مزاح پر مشتمل ان کا سلسلہ ”جستہ برجستہ“ مقبول عام سلسلہ تھا۔ 1990ء کی دہائی سے ان کی زیادہ توجہ بچوں کے ادب کی طرف مرکوز ہوئی۔ ان کا کہنا ہے بہترین سرمایہ کاری وہ ہے جو بچوں پر کی جائے کیونکہ آج کے بچے ہی کل ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ آج اگر بچوں کی اچھی تربیت اور کردار سازی کی جائے تو کل ایک اچھی قوم اور بہتر پاکستان

محمد شعیب مرزا کی کتابیں بچوں اور بڑوں میں مقبول ہیں

ان کی ادبی خدمات پر انہیں کئی ایوارڈز اور اعزازات مل چکے ہیں

بزرگ نمبر، بہن بھائی نمبر وغیرہ شامل تھے۔ استقبال ترکی میں عالمی کانفرنس کے علاوہ انہوں نے کئی عالمی قومی کانفرنسوں میں شرکت کی اور بچوں کے ادب پر مقالے پیش کئے۔ ان کی خدمات پر انہیں دو گولڈ میڈل، کئی ایوارڈز مل چکے ہیں جبکہ نیشنل بک فاؤنڈیشن حکومت



تحریک آزادی کشمیر عروج پر ہے۔ ان کی دوسری کتاب ”فلاح کون جلا وطنی سے وطن واپسی تک“ ہے۔ یہ پرویز مشرف دور میں نواز شریف کی جلا وطنی اور پھر وطن واپسی پر لکھے گئے کالموں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔



2016ء میں ان کی بچوں کے لئے لکھی گئی بچائی کی کہانیوں پر مشتمل سنہائے ”شرارتی نگہری“ شائع ہوئی۔ یہ ان کی بچائی زبان میں لکھی گئی پہلی کتاب تھی۔ اس کتاب کی قیمت -60 روپے ہے۔ اس میں بچوں کے لئے دلچسپ اور مقصدی کہانیاں شامل ہیں۔ اس کتاب کو حکومت پنجاب کی طرف سے ”شفقت خیر مرزا ایوارڈ“ اور -301 ہزار روپے نقد انعام سے نوازا گیا۔



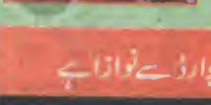
حال ہی میں ان کی ایک کتاب ”تایا ناتوان“ شائع ہوئی ہے۔ ”پھول“ میں طنز و مزاح پر مشتمل ان کی شائع ہونے والی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔



”پھول“ میں یہ سلسلہ نہایت پسند کیا گیا۔ ان کہانیوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کہانیاں پڑھنے والوں کو ہنسانے کے ساتھ ساتھ بہت



کچھ سکھاتی بھی ہیں۔ مثلاً ڈینگی کے حوالے سے کہانی سے ڈینگی مچھر کی افزائش اور جرمانے کی تفصیل ہے۔ ایک کہانی میں پولیس والے کی رشوت لینے کے بعد ہونے والی پٹائی اور شرمندگی کا ذکر ہے۔ تایا ناتوان چلے کر اچھی میں پہلی مرتبہ ہوائی جہاز کا سفر کرنے والوں کے لئے مکمل رہنما کی موجود ہے۔ اسی طرح دیگر کہانیوں سے جہاں لطف اٹھایا جاسکتا ہے وہاں بہت کچھ سیکھا بھی



پاکستان نے انہیں ”کتاب کا سفیر“ مقرر کیا ہے۔ محمد شعیب مرزا نے بڑوں اور بچوں کے لئے کتابیں بھی لکھیں۔ چند شائع ہو چکی ہیں اور کچھ اشاعت کے مراحل میں ہیں۔ ان کی پہلی کتاب ”دختر کشمیر“ ہے جس میں کشمیر کے حوالے سے کئی کہانیاں شامل ہیں۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ دستیاب نہیں انہیں چاہئے کہ اس کو دوبارہ شائع کروائیں کیونکہ

”آئینہ ادیب بنیں“ نئے لکھاریوں کے لئے رہنما کتاب ہے جو بہت ہی مفید ہے

پاکستان نے انہیں ”کتاب کا سفیر“ مقرر کیا ہے۔ محمد شعیب مرزا نے بڑوں اور بچوں کے لئے کتابیں بھی لکھیں۔ چند شائع ہو چکی ہیں اور کچھ اشاعت کے مراحل میں ہیں۔ ان کی پہلی کتاب ”دختر کشمیر“ ہے جس میں کشمیر کے حوالے سے کئی کہانیاں شامل ہیں۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ دستیاب نہیں انہیں چاہئے کہ اس کو دوبارہ شائع کروائیں کیونکہ



مرزا محمد حسین بیگ

استاد کسی بھی قوم کے لیے معیاری حیثیت رکھتا ہے اور کامیاب قومیں ہمیشہ اپنے اساتذہ کی عظمت اور خدمات کو شاندار طریقے سے خراج تحسین پیش کرتی ہیں۔ ہمارا پیارا مذہب اسلام جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں جانجا استاد کی عظمت کا تذکرہ ملتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ علم دین سیکھو اور دینی علم کے لیے وقار و منجید کی سیکھو اور جن سے تم دین کا علم سیکھو ان سے عاجزی سے پیش آؤ، اور ایک دوسری حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ بڑے مسلمان، عالم، حافظ، حاکم جادل اور استاد کی تعظیم کو یا تعظیم خداوندی ہے۔ تعلیم دینا انبیاء کرام کا پیشہ ہے اور ہمارے نبی اکرم ﷺ بھی بحیثیت معلم ہی مبعوث کیے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے

”جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا اُس نے مجھے غلام بنالیا“۔ حضرت علیؓ

اساتذہ کا احترام کرنے والوں نے ہی بلند مقام حاصل کیا۔

اسلام کی پہلی درگاہ مسجد نبوی میں صفائی ایک چھوٹے پر قائم کی۔ علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ والدین کا ہے پھر استاد کا۔ ماں باپ جسمانی نشوونما فراہم کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں جبکہ استاد فکری، دینی اور اخلاقی لحاظ سے تربیت فراہم کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا اس نے مجھے اپنا غلام بنالیا، پھر اس کی مرضی ہے کہ وہ مجھے آزاد چھوڑے یا بیچ دے۔ عظیم امر کی میسرور ہنری ایڈمز لکھتے ہیں کہ استاد کا اثر ہمیشہ رہتا ہے اور وہ بھی بھی نہیں ہٹا سکتا کہ اس کا اثر کب ختم ہوگا۔ ممتاز ادیب و مصنف اشفاق احمد تعظیم اساتذہ کے متعلق اپنی کتاب زاویہ میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ دم میں جب وہ تدریس فراموشی مراجم دے رہے تھے تو اس دوران ایک بار

سب سے معزز وہ شخص ہے جس کے جوتے اٹھانے میں

خلیفہ کے بیٹے فرعون کو مارتے ہوں۔ شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمۃ اپنے اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے ان کے خیال میں اساتذہ معزز و محترم ہیں ان کی جو روح انسانی کی صنعت گری کا فریضہ سرانجام دیتی ہے ابتدا میں ہی انہیں مولوی میر حسن جیسے فاضل اور شیخ مل گئے تھے اور وہ ساری عمر اپنے استاد میر حسن صاحب عزت اور حکیم بجالا نے میں کوئی سرور نہیں رکھتے تھے۔ علامہ صاحب کے کہنے پر ہی مولوی میر حسن صاحب اسلام نے استاد کی تعظیم اور احترام کو لازم قرار دیا ہے

استاد قوم کے معمار

العلماء کا خطاب دیا گیا اور جب علامہ صاحب سے صاحب کی کسی تصنیف کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ میں ان کی زندہ و جاوید تصنیف ہوں۔ گورنمنٹ کا رٹا، لاہور میں دوران تعلیم علامہ اقبال استاد پروفیسر آرنلڈ سے بہت متاثر تھے۔ قیام انگلستان دوران جب علامہ صاحب نے اشعار کہنے ترک کر دیے تھے تب پروفیسر آرنلڈ کی یہ فرمائش اور خواہش کی بجا آ کر کرتے ہوئے انہوں نے دوبارہ شاعری کی طرف رجوع کیا تھا اور جب اقبال کو اپنے اساتذہ آرنلڈ کی وفات کی خبر ملی تو بے اختیار آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ آؤ! آؤ! آؤ! اپنے عظیم دوست اور مشفق استاد سے محروم ہو گیا۔ اس استاد ہر دور میں واجب رہا ہے اس کا درجہ کسی طور بھی کم نہیں، استاد ایک ایسی واجب الاحترام ہستی ہے جس کے فوج و برکت کا اعتراف ہر عظیم انسان نے کیا ہے۔ استاد کی شفقت سے ہی دنیا میں بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوئیں۔ بڑے بڑے فلاسفر، دانشور اور صاحب فضل و کمال سب اساتذہ کے دیے ہوئے علم و عرفان کے مرہون ہیں۔ اقوام عالم کے ہر ملک، ہر قومیت اور ہر مذہب کے اندر استاد کا درجہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اساتذہ کو رول ماڈل سمجھا گیا ہے۔

ہم تعمیر انسانیت اور تعمیر کردار میں اساتذہ کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکتے کیونکہ تعلیم و تدریس انبیاء کرام کی ہے اور جس نور پاکیزگی، خدمت انسانیت، تعمیر سادگی، اخلاص اور احترام انسانیت اس پیشے میں کسی پیشے میں اتنی مقدار میں یہ اوصاف میسر نہیں آتے۔ اس کے کمرشل دور میں یہ بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ طالب علم استاد سے اسباب علم تو کر رہا ہے لیکن اساتذہ حقہ اہمیت اور عزت نہیں دی جا رہی جو کہ بہت افسوس امر ہے۔ اساتذہ کو کام معمار ہے جس طرح ہمارے چلنے نبی اکرم ﷺ سے لے کر تمام اکابرین ملت نے احترام سکھایا ہے ہمیں مقدور ہو کر اس پر عمل کرنا چاہیے اسلام نے استاد کی تعظیم اور احترام کو لازم قرار دیا ہے ”جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا اُس نے مجھے غلام بنالیا“۔

سب سے معزز وہ شخص ہے جس کے جوتے اٹھانے میں

کچھ یادیں..... کچھ باتیں!.....

خوش ہوں۔ میرے یہ 25 برس رائیگاں نہیں گزرے بلکہ میں نے یہ عرصہ نیک مقاصد کے حصول اور اپنی قومی کے نوہالوں کو خوش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش میں گزارے ہیں۔ اس موقع پر میں ان لوگوں کا

صاحب نے اپنے والد کی جگہ سنبھال کر مجھے سہارا دیا اور محترم شعیب مرزا صاحب اور دیگر ساتھیوں نے بھی میری خوبصورتی کو مامند نہ پڑنے دیا اور اب بھی یہ سب لوگ اپنی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔“ پھول



نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔

”ہاں بالکل تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ شعیب بھائی کو یہی دیکھ لو ہر وقت تمہارے اور تمہارے چاہنے والوں کے لئے سوچتے ہیں اور محنت سے کام کرتے ہیں۔“ قحلی نے کہا۔ ”قحلی محترم شعیب مرزا صاحب تو وہ شخصیت ہیں کہ جن کا میری پرورش میں اور تربیت میں بہت اہم کردار ہے۔ یہ تو میرے بہت ہی قریبی ہیں۔ انہوں نے تو ہر موقع پر میرا بہت ساتھ بھایا۔ مجھے نکھارنے اور سنوارنے میں ان کا بہت اہم کردار ہے۔ جس کے لئے میں ہمیشہ ان کا ممنون رہوں گا۔ میری تو دعا ہے کہ اللہ پاک ان کا سایہ مجھ پر تادیر قائم رکھے۔“ پھول نے کہا۔

”آمین۔ پھول تم جانتے ہو ان 25 سالوں میں تمہاری خوشبو سے کتنے لوگ متاثر ہوئے اور ہو رہے ہیں؟“ قحلی نے سوالیہ انداز میں کہا۔

”ہاں بالکل میں جانتا ہوں کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ مجھے اور میری خوشبو کو پسند کرتے ہیں، میں ان تمام کا بہت شکر گزار ہوں کیونکہ ان کی ہی بدولت میری خوشبو کا دائرہ مزید وسیع ہو رہا ہے اور نئے لوگ بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔“ پھول نے کہا۔

”اچھا یہ تاکہ پھول کہ تمہارے 25 سال مکمل ہونے کی خوشی میں شاندار سلور جوبلی منائی جا رہی ہے۔ اس حوالے سے ایک خوبصورت تقریب بھی سہائی جائے گی، اس حوالے سے تمہیں کیا محسوس ہو رہا ہے؟“ قحلی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے بالکل بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے، میں بھی بہت



نور امین

”کیا بات ہے پھول تم اتنے اُداس کیوں ہو؟“

پھول کبھی مرجھار ہوا تھا، کبھی کھل رہا تھا۔ کافی دیر یہ کیفیت دیکھنے کے بعد پھول کے قریب بیٹھی قحلی سے رہا نہ گیا۔ آخر کار اُس نے پھول سے اس کی وجہ دریافت کی۔

”قحلی! آج میرے 25 سال مکمل ہو گئے ہیں۔“ پھول نے قحلی کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے پھول یہ تو بہت خوشی کی بات ہے تو پھر یہ اُداس کیسی؟“ دیکھو تمہارے چاہنے والوں نے تمہارے لئے پھول سلور جوبلی تقریب کا اہتمام بھی کیا ہے۔“ قحلی نے کہا۔ ”ہاں میں جانتا ہوں کہ سب بہت خوش ہیں۔ میں بھی خوش ہوں لیکن مجھے میرے بانی محترم مجید نظامی صاحب بہت یاد آ رہے ہیں۔ اگر آج وہ حیات ہوتے تو بہت خوش ہوتے۔ جب مجھے انکا خیال آتا ہے تو میں اُداس ہو جاتا ہوں۔“ پھول نے اپنی افسردگی کی وجہ بتائی۔

”سنو پھول! یہ زندگی کا سفر ہے کبھی خوشیاں دیتا ہے تو کبھی غم، اس سفر میں بہت سے لوگ ہمیں چھوڑ جاتے ہیں اور نئے لوگ شامل ہو جاتے ہیں یہ سفر اسی طرح گزرتا رہتا ہے۔ بالکل محترم مجید نظامی صاحب کے جانے سے تمہیں زبردست ہمت کا لگن تمہارے ساتھیوں نے فوراً تمہیں سنبھال لیا اور تمہیں مرہمانے سے بچالیا۔ اگر تم اُداس ہو گے تو تمہارے چاہنے والے سبھی بھی اُداس ہو جائیں گے لہذا تمہیں ان کی غمی کے لئے مسکراتے ہوئے کھلتے رہنا ہوگا۔ اس طرح ان سب کا حوصلہ بھی بڑھے گا۔“ قحلی نے پھول کو سنبھال دیا۔

”ہاں بالکل تم ٹھیک کہتی ہو تاہم صدمہ کے باوجود میرے ساتھیوں نے ضبط اور حوصلے سے کام لیا اور میرے نکھار میں کمی نہ آنے دی۔ محترمہ! مجید نظامی

نور یہ مدثر

ہیں۔ جنگ ستمبر 1965ء کے حوالے سے میری اسی جان نے مجھ سے اپنے بچپن کی ایک یاد شریک جو قارئین کی نذر ہے:

”جب 1965ء میں ہندوستانی فوج نے بڑولاند وار کیا تب میری عمر چھ سات سال تھی۔ ریڈیو پر ہم نے سنا کہ بھارتی فوج کی لاہور کی طرف پیش قدمی جاری ہے۔ میرے اماں ابا سب دعا میں مانگنے لگ گئے۔ اگلے دن پتا چلا کہ سیالکوٹ پر حملہ ہو گیا ہے۔ سب رشتے دار جمع ہو گئے۔ اس وقت مجھے بم، کرنیو، جنگ کا پتہ نہیں تھا۔ میں گلی میں کھل کر بازار کی سمت بھاگنے چلی گئی۔ ابھی بھٹا اپنی جھولی میں ڈالا ہی تھا کہ سائرن بج اٹھا۔ قریبی سرکاری سکول میں فوراً چھٹی کی گنتی مچی اور بچے چیتنے چلاتے نکلے۔ سب دکاندار تیزی سے اپنی دکانیں بند کرنے لگے۔ میں سہم کر کھڑی تھی۔ بھی میرے بڑے بھائی نظر آئے اور مجھے جلدی سے گھر جانے کا کہا۔ میں بھی سکول کے بچوں کے ساتھ دوڑتی ہوئی گھر پہنچی گئی۔ وہاں اماں پریشان کھڑی رو رہی تھیں۔ چند ہی گھنٹوں بعد بازار میں بم گرنے کی آواز آئی۔ سب محلے دار شتے دار ڈر گئے۔ میرے بھائی گھبرائے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ”بھارتی فوج نے بمباری شروع کر دی ہے جلدی سے نکلو یہاں سے۔“ بھائی رضا کا رتھے۔ ہمیں تحصیل بازار حویلی جانے کا کہا اور خود اپنا خاکی یونی فارم پہن کر چلے گئے۔ آنا فانا سب جان پہچان والے تانگے، چھکڑے پر بیٹھ کر اس حویلی پہنچے۔ راستے میں دیکھا کہ بمباری کی وجہ سے بازار تباہ ہو چکا تھا۔ حویلی پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔ ہم بچوں کو جلدی سے سلا دیا گیا اور تمام مرد حویلی کے باہر چار پائیاں بچھا کر بیٹھ گئے۔ ساری بچیاں بچھا رکھی تھیں۔ اندر چلتے بلب کے گرد خاکی کا فندہ چڑھا دیا۔ ساری رات بمباری ہوتی رہی۔ اگلے دن فجر کے بعد رضا کاروں کی بس آئی اور ہمیں محفوظ مقام تک لے جایا گیا۔ وہ کوئی گاؤں تھا۔ میرے بھائی کا کچھ پتا نہیں تھا کہ کہاں ہیں۔ اگلی شام بھائی آئے اور بتایا کہ شدید جلے میں ڈیڑھ سو کے لگ بھگ افراد زخمی ہوئے ہیں۔ جنہیں ہسپتال داخل کر دیا گیا ہے۔ ریڈیو پر مسلسل خبریں جاری تھیں۔ پانچ دن تک اس انجان گاؤں میں رہے۔ پھر جب خبر سنی کہ ہماری فوج کامیاب لڑی ہے اور دشمن کو زبردست شکست فاش ہوئی ہے تو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فوراً اپنے گھر چل پڑے۔ اور گھر آ کر سجدہ شکر ادا کیا۔“

”پھول! ساتھیو! یہ بات شیئر کرنے کا مقصد یہ یاد رکھانا ہے کہ ہم خدمت وطن کے مقروض ہیں۔ ہمارے بڑوں بزرگوں نے جو دیکھا وہ ہم محسوس نہیں کر سکتے۔ ہم پڑمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے بڑوں سے وہ واقعات سن کر ٹھیک متوں میں دفاع وطن کی خاطر سب غار کرنے کو تیار ہو جائیں۔

جیسے کوئی فکری نہیں۔ دوپہر کو معلوم ہوا کہ بھارتی فوج کی اندھا دھند فائرنگ کا جواں مردی سے جواب دیتے ہوئے کپٹن عمر بھی شہادت کے اعلیٰ رتبے پر فائز ہو چکے ہیں۔ اگلے دن عمر کا جسد خاکی لئے دو جوان آئے۔ اس کی ٹوپی، ڈائری اور سبز پرچم کو نہایت احترام سے پیش کرنے کے بعد یوں ”سرا! عمر بہت جاننا تھا۔ اس نے دشمن کو تڑپا دیا۔ اس کے کندھے پر گولی لگی تھی مگر وہ مسلسل فائرنگ کر کے جتا رہا تھا کہ دیکھو۔ دیکھو۔ کن بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ تم بڑول ہو جو میری قوم کی خوشیاں لینا چاہتے ہو۔ پر میں تمہارے ناپاک



تیرے بیٹے تیرے جاننا چلے آتے ہیں

انجم مدثر

ارادے خاک میں ملا دوں گا۔“ سارا گاؤں مبارکباد دے رہا تھا۔ عمر کے بابا ہر لمحے بعد اللہ تعالیٰ کہتے اور اس کی والدہ ہراک کا منہ میٹھا کر رہی تھیں۔ عمر کے لئے والے سامان میں ایک خط تھا جس میں لکھا تھا کہ:

”مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے گا۔ کل رات خواب دیکھا کہ میں سبز پرچم کے سائے تلے سو رہا ہوں، میرے بابا بالکل دکھی نہیں ہوں گے۔ کہیں گے میرا ایک بیٹا تھا وہی دھرتی کے حوالے کیا۔ اگر تین بیٹے بھی ہوتے تو بھی وطن کی نذر نہ کرتا۔ میری قوم غافل نہیں ہے پروہ دن کے جا لے میں ان ہمیں بدلے دشمنوں کو کیسے جانے؟ اس لئے میں یہاں ہوں کہ ان دشمنوں کو تباہ کر کے اپنی قوم کے سامنے سرخرو ہو سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میری شہادت پر میرے گاؤں کے بچوں کو تقویت دے گی اور وہ بھی دفاع وطن کے لئے جاننا نہیں گے۔ میری دھرتی ماں کا مجھ پر بڑا حق ہے اور اسے ادا کرنا ہی میرا مقصد ہے خدا مجھے سرفراز کرے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی واقعی جس ملک میں عمر جیسے جانثار وطن موجود ہیں اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ بے شک یہ دھرتی اپنے ان سپوتوں پر ناز کرتی ہے۔



جاگ اٹھا ہے سارا وطن

کہتے ہیں کہ بچپن وہ دور ہے جب آپ غم اور دکھ سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ بچپن کی باتیں یاد رہتی ہیں۔ اگر بچپن میں جنگ، سیلاب یا کسی آفت کا سامنا ہوا ہو تو وہ سارے منظر دماغ کے کونے میں تاحر کے لئے جمع رہتے

عمر کو پاک فوج میں جانے کا جنون تھا۔ اس کے کمرے میں دیواروں پر لگے پوسٹر گواہ تھے کہ وہ کتنا بڑا عاشق وطن ہے۔ بس اپنے بابا کی خواہش کو اپنا جنون بنا بیٹھا تھا۔ ایک دن میں نے کہا ”عمر تم ذہین ہو، مثالی شاگرد ہو، مانا کہ تمہیں وطن سے پیار ہے۔ پر ضروری تو نہیں کہ تم آری جوان کرو، تم کچھ اور شے میں بھی جاسکتے ہونا! پھر آری ہی کیوں؟“

عمر نے بنا سوچے کہا ”آیاں! میں آری اس لئے جوان کرنا چاہتا ہوں کہ اس دھرتی کا قرض اتار سکوں۔ میں قوم کی بیٹی ”عافہ صدیقی“ کے لئے مرد مجاہد بننا چاہتا ہوں۔ میں دشمن کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میں بہادر قوم سے ہوں۔ میری قوم کے ننھے بچوں کو لوہیوں نہلانے والے کو بتانا چاہتا ہوں کہ دیکھو بڑولو، ابھی بھی میری قوم میں محمود غزنوی، صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم زندہ ہے۔ میں اینٹ سے اینٹ بجا کر کہنا چاہتا ہوں کہ ہاں جس میں ہمت ہے وہ آئے۔ بخدا میری قوم جذبہ ایمانی سے سرشار تمہارا نام منادے گی۔“

عمر کا چہرہ جوش سے روشن ہو گیا اور آواز میں مضبوطی تھی۔ چند ماہ بعد عمر کو اس کے خوابوں کی تعبیر نظر آئی اور اسے آری میں جانے کا موقع مل گیا۔ اپنے گاؤں میں مضانی بانٹ رہا تھا مجھے دیکھ کر بولا ”آیاں! تم دیکھنا میں اپنے بابا جیسا بنوں گا بابا جیسے لڑوں گا۔ دعا کرنا میں اپنا فرض اچھے سے ادا کر پاؤں۔“

میں نے خاموشی سے الوداع کہا، عمر کی پوسٹنگ بارڈر کے قریب ہوئی تھی۔ ہر دوسرے تیسرے دن فون کر کے بتاتا رہتا۔ عید آنے والی تھی اور عمر اپنے محاذ پر ڈٹا تھا۔ عمر میرا سب سے اچھا دوست تھا۔ اس کے بابا کارگل کی جنگ میں غازی ٹھہرے تھے۔ شاید اسی لئے آری کا دیوانہ تھا۔ چاند رات کو اس کا میٹج آ یا کہ دعا کرنا ”خدا مجھے توفیق شہادت دے۔“ اگلی صبح کو عید کی نماز کے بعد اس کے بابا ملے تو پتا چلا کہ فجر کے بعد لائن آف کنٹرول پر بلا اشتعال فائرنگ کی جا رہی ہے۔ عمر بھی اسی جگہ مورچہ سنبھالے ہیں۔ ان کے چہرے پر اطمینان تھا،

محبت اللہ

کئی دنوں سے خوب سردی پڑ رہی تھی۔ صبح اور رات کے وقت دھند بھی چھائی رہتی۔ بدھ کے روز خوب سورج چکا تھا۔ سردی کے ستائے انسانوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ سورج کی حرارت لینے کے لیے عروج کی امی جان نے جھٹ پر جا کر سبزی بنانے کا فیصلہ کیا۔ عروج بھی فوراً ان کے ساتھ جھٹ پر چلی گئی۔ امی جان چار پائی پر بیٹھی سبزی کاٹ رہی تھیں جبکہ عروج اپنی تین پیہوں والی سائیکل چلانے میں مصروف تھی۔ وہ جب بھی چار پائی کے پاس آتی گاجر کا ایک ٹکڑا امی جان سے لے کر کھانے لگتی۔ اُسے معلوم تھا کہ گاجریں مکی یا پکا کر کھائی جائیں دونوں صورتوں میں بے حد مفید ہیں۔ کا جوس بھی صحت کے لیے فائدہ مند ہے۔

”سائیکل آہستہ چلاؤ ورنہ گر جاؤ گی۔“ امی جان نے جب دیکھا کہ عروج اپنی سائیکل کی رفتار بڑھا رہی ہے تو انہوں نے اُسے سمجھایا۔

”میں جب گرنے لگوں گی تو اپنے دونوں پاؤں زمین

نئے منے بچوں کے لیے

ہری مرچیں

پڑھ لوں گی۔“ عروج چار پائی کے پاس آ کر گاجر کا ایک ٹکڑا کھاتے ہوئے بولی۔

کچھ دیر بعد امی جان کا موبائل فون بجنے لگا۔ وہ اپنا موبائل فون نیچے کمرے میں بھول آئی تھیں۔

”امی جان! میں آپ کا موبائل فون لے کر آتی ہوں۔“ یہ کہہ کر عروج سیر میوں کی طرف بڑھنے لگی تو امی جان چار پائی سے اٹھ کر بولیں:

”تم موبائل فون گرا دو گی، میں خود ہی دیکھتی ہوں کہ کس کا فون ہے۔“

امی جان کے نیچے جاتے ہی عروج چار پائی پر اُن کی جگہ

بیٹھ گئی۔ امی جان سبزی بنا چکی تھیں۔ اب وہ ہری مرچیں کاٹ رہی تھیں۔ عروج نے چھری پکڑی اور ہری مرچیں کاٹنے لگی۔

”یہ مرچ تو مجھ سے کٹ نہیں رہی۔ چلو میں اسے ہاتھ سے توڑتی ہوں۔“ عروج بولی۔



”امی جان! ہائے میری آنکھیں۔“ عروج آنکھیں ملنے ہوئے سیر میوں کے پاس آ کر رونے لگی۔ کمرے میں ہونے کے باعث امی جان پہلے پہل اُس کی آواز نہ سن پائی تھیں۔ عروج کے رونے کی آواز سن کر وہ تڑپ اٹھیں۔ رفعت کو دوبارہ فون کرنے کا کہہ کر وہ جھٹ کی طرف دوڑیں۔ عروج زار و قطار رو رہی تھی۔

”کیا ہوا ہے میری گڑیا کو؟“ امی جان نے اُسے پکارا۔

”ہائے میری آنکھیں۔“ عروج روتے ہوئے بولی۔

امی جان جب عروج کو لے کر جھٹ پر آئیں تو ہری مرچوں کو دیکھ کر وہ ساری بات سمجھ گئیں۔

”رونا بند کرو، میں ابھی اپنی گڑیا کا منہ دھلوا دیتی ہوں۔“

”امی جان! میری آنکھیں نہیں کھل رہیں، امی جان! میری آنکھیں۔“ عروج روتے ہوئے امی جان سے لپٹ گئی۔

”اب چپ بھی کرو، ہاتھ منہ صابن سے دھوئے سے مرچوں کی کڑواہٹ کا اثر ختم ہو جائے گا۔“

امی جان نے عروج کے ہاتھ منہ دھوتے ہوئے اُسے سمجھایا۔

”ہاں اب کھولو آنکھیں، شاباش آنکھیں کھولو۔“ عروج نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ چار پائی پر ہری مرچیں موجود تھیں۔ عروج نے اپنی سرخ آنکھوں سے ہری مرچوں کو دیکھا تو ایک ہری مرچ بولی:

”بچوں کو ہم سے دُور رہنا چاہیے، ہماری کڑواہٹ ہاتھوں اور آنکھوں میں جلن پیدا کرتی ہے، جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو امی جان کی طرح احتیاط سے ہمیں کاٹنا، تب تمہارے ہاتھوں میں ہلکی ہلکی جلن تو ہوگی مگر آنکھوں کو ہاتھ نہ لگانے کی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں جلن نہیں ہوگی۔“

عروج نے ہری مرچوں سے وعدہ کیا کہ جب تک وہ امی جان کی بچپن کی سہیلی رفعت کا فون تھا۔ باتوں کا سلسلہ طویل پکڑتا گیا۔

☆☆☆

آغا حشر کاشمیری

یکم اپریل 1879ء کو اردو کے نامور ڈرامہ نگار آغا حشر کاشمیری امرتسر کے ایک کشمیری خاندان میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام محمد شاہ تھا۔ انہوں نے 1897ء میں ایک پارسی تھیٹر کے ڈرامے دیکھے تو خود بھی ڈرامہ لکھنے کی طرف مائل ہوئے اور بمبئی کی

الفرید تھیٹر ٹیکل کمپنی سے وابستہ ہو کر ڈرامہ لکھنے لگے۔ انہوں نے ٹیکسیٹر کے مختلف ڈراموں کے اردو ترجمے بھی کیے جو بہت مقبول ہوئے۔ 1910ء میں انہوں نے اپنی تھیٹر ٹیکل کمپنی قائم کی جس میں پیش کیے جانے والے ڈرامے وہ لکھتے بھی خود تھے اور ان کی ہدایات بھی خود دیتے تھے۔ آغا حشر کاشمیری اردو ڈرامے کی تاریخ میں بڑا اہم مقام رکھتے ہیں۔ انہیں ہندوستان کا ٹیکسیٹر بھی کہا جاتا ہے۔ آغا حشر کاشمیری کا انتقال 28 اپریل 1935ء کو لاہور میں ہوا۔

استاد جمنڈے خان

برصغیر کے نامور موسیقار استاد جمنڈے خان کا اصل نام میاں غلام مصطفیٰ تھا اور وہ 1866ء میں جوں کے ایک گاؤں کوٹلی اوکھلاں میں پیدا ہوئے۔ علم موسیقی کے حصول کے لیے انہوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں سفر کیا۔ موسیقی کے علم میں استعداد بہم پہنچانے کے بعد وہ مختلف تھیٹر ٹیکل کمپنیوں کے ساتھ وابستہ رہے اور ان کے لیے خوب صورت بندشیں اور دھنیں اختراع کرتے رہے۔ پھر بولتی فلموں کا دور آیا تو انہوں نے تیس سے زیادہ فلموں کی موسیقی ترتیب دی۔ استاد جمنڈے خان نے اپنے کلمات سے فلمی موسیقی کو بام عروج پر پہنچادیا۔ برصغیر کی فلمی موسیقی انہی کی فنی رہبری کی مرہون منت ہے۔ قیام پاکستان کے بعد استاد جمنڈے خان کو جرنالہ میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں 11 اکتوبر 1952ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔

اختر حسین خان

پٹیالہ گھرانے کے نامور موسیقار اختر حسین 1896ء میں جرنیل علی بخش خان کے گھر پیدا ہوئے۔ اس گھرانے کے بانی خان صاحب جرنیل علی بخش خان اور خان صاحب کرنل فتح علی خان تھے۔ استاد بڑے غلام علی خان، استاد برکت علی خان، استاد عاشق علی خان، استاد مبارک علی خان، استاد امانت علی خان اور استاد فتح علی خان سے لے کر استاد حامد علی خان، استاد امانت علی خان، زاہدہ پروین، شفقت امانت علی خان اور رستم فتح علی خان تک کلاسیکی موسیقی کے متعدد بڑے فنکاروں کا تعلق اسی گھرانے سے رہا ہے۔ جرنیل علی بخش کو مہاراجہ پٹیالہ

نے انہیں جرنیل کا خطاب دیا تھا۔ اختر حسین خان نے فن موسیقی کے اسرار و رموز سے آگاہی اپنے باکمال والد سے حاصل کی اور پھر اپنے بیٹوں امانت علی خان اور فتح علی خان اور پوتے اسد امانت علی خان کو فن موسیقی کا درس دے کر اس فن کو آگے بڑھایا۔ اختر حسین خان کا انتقال لاہور میں یکم جنوری 1974ء کو ہوا۔

فکین مشتاق

پاکستان کے اسپنر باؤلر فکین مشتاق 29 دسمبر 1976ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے 3 نومبر 1996ء کو پشاور میں زمبابوے کے خلاف کھیلے گئے ایک روزہ بین الاقوامی میچ میں گرانٹ فلاور، جان رینی اور اینڈریو ٹیل کو تین مسلسل گیندوں پر آؤٹ کر کے ہیٹ ٹرک بنانے کا اعزاز حاصل کیا۔ وہ دنیا کے پہلے اسپنر تھے جنہوں نے ایک روزہ بین الاقوامی میچوں میں ہیٹ ٹرک بنانے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔ فکین مشتاق اس کے بعد 1999ء کے ورلڈ کپ کرکٹ ٹورنامنٹ میں ہیٹ ٹرک کرنے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک روزہ ٹیسٹ کیریئر کی یہ ہیٹ ٹرک بھی زمبابوے کے خلاف حاصل کی تھی۔

چکبست لکھنوی

اردو کے نامور شاعر پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی 1882ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں لکھنؤ آ گئے اور کیمنگ کالج لکھنؤ سے قانون کا امتحان پاس کر کے وکالت کے شعبے سے منسلک ہوئے۔ انہوں نے ایک رسالہ ”ستارہ صبح“ کے نام سے بھی جاری کیا تھا جبکہ ان کا مجموعہ کلام ”صبحِ وطن“ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ ان کے کئی اشعار ضرب المثل کا درجہ رکھتے ہیں۔ خصوصاً ان کا یہ شعر ان کی شناخت سمجھا جاتا ہے:

زندگی کیا ہے، عناصر میں ظہور ترتیب موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشان ہونا

چکبست لکھنوی 12 فروری 1926ء کو وفات پا گئے۔

☆☆☆

پہول

انسائیکلو پیڈیا

فرحان اشرف



جنگ تمبر میں پاکستان کی تینوں مسلح افواج نے جرات کے عظیم مظاہرے کیے۔

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو علی الصبح بھارتی فوج نے اعلان جنگ کئے بغیر لاہور پر تین اطراف سے حملہ کر دیا۔ جس طریقہ سے بھارتی افواج حملہ آور ہوئیں تو اُس نے بین الاقوامی آداب، انسانیت اور شرافت کی دمچیاں بکھیر دیں۔



بھارتی افواج جس کثرت اور جدید ترین اسلحہ کی مہارت پر اس قدر یقین سے حملہ آور ہوئیں کہ پاکستان کی فوجیں تاب نہ لائیں گی۔ لیکن واقعات نے یہ ظاہر کر دیا کہ بھارتی فوجیں توپ خانہ اور ٹینکوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ حملہ آور ہوئی تو ہمیں لیکن پاکستان کی بہادر اور جاٹار فوج نے بھارتی یلغار کو نہ صرف روکا بلکہ دشمنوں کو ”بی۔ آر۔ بی“ نہر سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ اور میجر عزیز بھٹی نے اسی محاذ پر جام شہادت نوش کیا۔ ”حکیم کرن“ کی فتح کو کسی اگر کسی مجھڑے کا نتیجہ قرار دیا جائے تو یہ اسلامی تواریخ جنگ میں کوئی نئی بات نہیں ہوگی کیونکہ ایسے کئی مجھڑے رونما ہوئے ہیں جن میں یہ بھی ایک شامل تھا۔ اس کے علاوہ بھارت چاہتا تھا کہ پاکستانی فوج کو ”کارگل“ سے لے کر ”تھر پارکر“ تک

تقریباً بیڑھ ہزار میل لمبی سرحد پر پھیلا کر کمزور کر دیا جائے اور اُس کے نزدیک راجھستان ہی ایک ایسا محاذ تھا کہ جہاں فوجی سرگرمیاں مشکل ہیں کیونکہ یہ ریگستانی علاقہ ہے اور بھارتی فوج حیدر آباد پر قبضہ کرنے کی خواہش لینے راجھستان پر حملہ آور ہوئی مگر یہاں پہ موجود پاکستانی بہادر فوج نے سندھی تحریک ”خز“ کے مجاہدین کے ساتھ مل کر دشمن کے چھکے چھڑا دیئے جس کی

وجہ سے بھارتی فوج بھاگنے پر مجبور ہوگئی سیالکوٹ کے نواحی قصبہ ”چوٹہ“ کے مقام پر ٹینکوں کی وہ لڑائی لڑی گئی جس کو دوسری جنگ عظیم کے بعد تاریخ کی سب سے بڑی لڑائی قرار دیا گیا۔ اس محاذ پر پاکستان کی بہادر افواج کے ساتھ ساتھ عوام نے بھی شجاعت اور

فضائیہ نے بھارتی فضائیہ کے مقابلہ میں 1/6 حصہ ہونے کے باوجود اپنی برتری منوانے کے ساتھ ساتھ پاک فضائیہ کے معرکے کا ایک اہم معرکہ جو کہ قابل تحسین تھا جب ”سکوارڈن ایم۔ ایم۔ عالم“ نے ایک

ایم ایم عالم نے ایک منٹ میں بھارت کے پانچ طیارے تباہ کر دیئے۔

پوری قوم شہداء اور غازیوں کو سلام پیش کرتی ہے۔

ہم سب کو پاکستان کی بقاء کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

اور سلامتی کے فروغ کیلئے بھرپور کوشش کرنا ہوگی کیونکہ یہ ہمارے روشن و تابناک قومی مستقبل کی علامت ہیں۔ خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے ☆☆☆

پاک فوج کے نام.....

اے غازیان صاحب کردار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا سارے جہاں کی تم پہ نظر ہے بڑے چلو ہر گام سوئے فتح و ظفر ہے بڑے چلو خالی نہ جائے کوئی بھی اب دوار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا راہ خدا میں بدر کے اصحاب کی طرح بڑھنا ہے تم کو فوج کے سیلاب کی طرح کرنا ہے آج کفر کو مسمار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا رکھنا ہے تم کو ملت اسلام کا بھرم شیرانہ ہر محاذ پہ آگے بڑھنے قدم ایمان پر ہے کفر کی یلغار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا اللہ اور رسول ﷺ کا پیغام ہے وہی اسلام اور دشمن اسلام ہے وہی اے میردان حیدر کردار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا اٹھارہ کروڑ ہونٹوں پہ ہے ایک ہی صدا اے ارض پاک تیرا نگہبان ہے خدا ظاہر ہوئے ہیں فتح کے آثار دیکھنا فتح کر نہ جائے لشکر کفار دیکھنا

(مریم فاطمہ.....ملتان)

منٹ میں اڑ گیا کے پانچ ہاکر ہنر تباہ کر دیئے۔ اور جنگ کے ایام میں پاکستانی بحریہ بھی پوری طرح چوکس رہی اُس نے کراچی سے ۲۰۰ کلومیٹر دور جنوب کی جانب اور انڈیا کے مغربی کاسٹیاوار کے ساحل پر واقع شہر ”دوارکا“ کا مشہور بھارتی بحری اڈہ تباہ و برباد کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا جو کہ پاک بحریہ کی تاریخ کا ایک یادگار حصہ بن چکا ہے اور ۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاک بحریہ نے ناقابل تخیل عزم و ہمت اور بے لوث فرض شناسی کے ساتھ دشمن کا ڈٹ کے مقابلہ کرتے ہوئے اُن پر ظاہر کر دیا کہ سمندروں میں بھی اس کو من مانی کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اُن شہیدوں کو سلام پیش کرتے ہوئے یہ عہد کریں کی اس امانت اور مقدس

مہارت کے وہ کارنامے سرانجام دیئے جس نے دشمن کی عسکری طاقت کا تمام غرور خاک میں ملا دیا تینوں محاذوں پر پیٹ جانے کے بعد یہ آخری محاذ تھا اور پاکستان آری کی جنگی چالوں کے انداز اور مغربی زاویہ نگاہ کی برتری کی انٹ مثال ہے۔

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء پاک فضائیہ کی تاریخ کا ایک سنہری دن تھا کیونکہ اس دن فضائی جنگ میں پاکستان کی چوکس





زیچ سست جملہ آپ کا اور شاندار انعام بھی آپ کا

اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ ”پھول“ میں شائع کردہ کوپن پر اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں اور انعام پائیں

راستہ تلاش کریں



رنگ بھرنیے



دونوں تصویروں میں سات جگہ فرق ہے۔ ذرا ڈھونڈ کر تو بتائیے

